غور وفکر کے دریچے کھولنے والا قدیم ادبی شہہ پارہ

کلیلہ ودمنہ

مترجم

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

نامِ کتاب : کلیلہ ودمنہ (اردو)

مترجم : مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی (09542235137)

صفحات : 230

سنِ طباعت : ۱۴۳۵ھ - ۲۰۱۴ء

کمپوزنگ : حافظ محمد حسام الدین، فون: 07386561390

تزئین : مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری، فون:09704172672

ناشر : قبا گرافکس، حیدرآباد، فون:08801198133

ئ مدرسہ خیر المدارس، بورابنڈہ، حیدرآباد، فون: 23836868 - 040

ئ دکن ٹریڈرس، پانی کی ٹانکی، مغلپورہ، حیدرآباد، فون:66710230 - 040

ئ فضل بک ڈپو، جامع مسجد ملے پلی، حیدرآباد، فون:9440039231

ئ مکتبہ احیاءِ سنت، مسجدِ ٹین پوش لال ٹیکری، حیدرآباد، فون:040-23325952

ئ مکتبہ فیض العلوم، سعیدآباد، حیدرآباد، فون:24557422 - 040

ئ ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، حیدرآباد، فون:66714341 - 040

ئ ہُدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد، فون:24514892 - 040

ئ مکتبہ ابن کثیر، پانی کی ٹانکی، مغلپورہ، حیدرآباد، فون:

ئ مکتبہ نعیمیہ دیوبند، یوپی

فہرست مضامین

پیش لفظ

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت یہ ہے کہ اس کی ہر جاندار مخلوق اپنے ہم جنسوں سے رابطہ کی ایک زبان رکھتی ہے، انسان تو خیر اشرف المخلوقات ہے اور اسے اللہ کی جانب سے ''بیان'' کی تعلیم دی گئی ہے، حیوانات بھی مخصوص زبان رکھتے ہیں، جب کہ وہ ہمیں قوت گویائی سے محروم نظر آتے ہیں، یا ہم ان کی آواز سنتے بھی ہیں تو نہیں سمجھتے: ''وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ''(الاسراء: ۴۴) ''کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو، مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو'' حضرت سلیمان علیہ السلام کو معجزاتی طور پر چرند و پرند کی زبان سمجھا دی گئی تھی، جب ایک چیونٹی نے کہا تھا: ''يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ''(النمل: ۱۸) (اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ) تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تبسم فرمایا اور اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا کہ آپ کو وہ نعمتیں دی گئی تھیں جو عام انسانوں کو نہیں دی گئی تھیں، اس میں ایک مخصوص نعمت پرندوں کی زبان سے واقفیت بھی تھی؛ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تھا: ''يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ'' (النمل: ۱۶) (لوگوں ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئیں ہیں)، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جواں سال انصاری صحابی کے باغ میں جب ایک ''ناضح'' (آب رسانی کے کام آنے والا اونٹ) دیکھا تو اونٹ آپ کو دیکھ کر بلبلایا اور آبدیدہ ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری سے اُترے، اس کی کنپٹی اور پیٹھ پر شفقت کا ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مالک سے فرمایا:

''ألا تتقی اللہ فی ھذہ البھیمة التی ملکک اللہ إیاھا، فإنه شکاك إلي وزعم أنك تجیعه وتدئبه'' (مسند احمد: ۱۷۵۴) ''کیا تم اس بے جان جانور کے سلسلہ میں اللہ سے نہیں ڈرتے جس کا اس نے تمہیں مالک بنایا ہے، اس نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے اور کہا ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھ کر تھکاتے ہو''۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو تخاطب کے لئے ایک زبان دی ہے، جس کی مدد سے وہ اپنے ماحول میں زندگی گذار رہا ہے، یہ زبان رنگ و بو، نقل و حرکت اور مختلف قسم کی آوازوں سے عبارت ہوتی ہے، مثلاً چیونٹیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو مس کر کے اپنا پیغام پہنچاتی ہیں، جانداروں کی یہی وہ زبان ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ اپنی برادری کو منظم کر پاتے ہیں اور ان کے درمیان تعاون باہمی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، موجودہ زمانے میں جانوروں کے رابطہ کی زبان (Animal Communication) باضابطہ ایک قابل تحقیق موضوع بنا دیا گیا ہے اور حیاتیات (Biology) کے ماہرین جانوروں کے درمیان پائے جانے والے رابطہ کے ذرائع کو اپنے دلچسپ مطالعہ کا موضوع بنا چکے ہیں، جسے وہ (Zoosemiotics) یا (Zoomusiclogy) کہتے ہیں اور یہ حیرت انگیز بات ہے کہ جس طرح وہ اپنے ہم جنسوں کی زبان سمجھتے ہیں، انسانوں کو بھی اپنی باتیں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور خود انسانی ہدایات قبول بھی کرتے ہیں اور اس طرح انسان کی بہت سی ضرورتوں میں کام آتے ،قرآن میں شکاری جانوروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا: "تُعَلِّمُوۡنَہُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ" (المائدۃ: ۴) ''اور اللہ نے جو تمہیں آگہی دی ہے، اس سے تم ان کی تربیت کرتے ہو'' حضرت انسان کا قصہ بھی عجیب ہے، جس جانور کو وہ اپنا خادم سمجھتا ہے، جس سے اپنے کام نکالتا ہے اور اپنی عقل و ہوشمندی سے اسے اپنے چشم و ابرو کے اشارہ کا پابند رکھتا ہے اور اپنی کمال ہوشیاری سے خونخوار درندوں کو بھی یہ سبق سکھاتا ہے کہ میں اپنی تدبیر سے تمہیں دم کے دم میں اسیر دام کر سکتا ہوں؛ لیکن جب وہ اپنے ہم جنس انسانوں کو عقل و دانائی کی باتیں سنا کر نصیحت کرنا چاہتا ہے تو انھیں جانوروں کی باتیں سناتا ہے جن کو وہ مجبور محض سمجھتا ہے اور یہاں بھی وہ اپنی

ذہانت کا ایک ثبوت فراہم کرتا ہے کہ وہ چاہے تو بے زبان جانوروں کی زبان سے حکمت و موعظت کے دفتر جمع کردے؛ لیکن عمل کی دنیا میں توفیق سے محروم ہو تو وہ گفت وشنید اور فہم وبصیرت کی بے پناہ صلاحیتوں کے باوجود بھی جانوروں سے بدتر ہو جائے: "أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ" (الاعراف:۱۷۹) ''وہ چوپایہ کی طرح ہیں؛ بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے''۔

جانوروں کی زبان میں قصہ نویسی کا رجحان بہت قدیم ہے، یونانی قلمکار ایسوب (۵۸۴-۶۲۰ق،م) کو جانوروں کی زبان میں من گھڑت کہانیاں تیار کرنے والوں میں اولین مصنف کے طور پر جانا جاتا ہے اور (Aesop's Fables) آج بھی ادبی کہانیوں کے بہت معتبر نمونے سمجھے جاتے ہیں، دنیا کی مختلف زبانوں میں یہ سلسلہ جاری رہا، ہندوستان میں نظم ونثر دونوں میں ''پنچتنتر'' یا ''فصول خمسہ'' (Five Principles) نامی کتاب تیار کی گئی، یہ تیسری صدی قبل مسیح کی بات ہے جب وشنو شرما نے دنیا کے سامنے یہ ادبی سرمایہ سنسکرت زبان میں پیش کیا تھا، اس کتاب کو توقع سے بڑھ کر مقبولیت حاصل ہوئی اور جانوروں کی زبانی لکھے گئے قصوں (Beast Fables) میں اس کو ایک نمایاں حیثیت حاصل ہوگئی، اس کی اسی مقبولیت کی علامت ہے کہ دنیا کی تقریباً پچاس زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں، یورپ کی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے (The Fables of Bidpai) یا (Pilpay's Fables) کے نام سے مشہور ہوئے، فرنچ میں اس کا ترجمہ ''الاسلام وحضارتہ'' نامی کتاب کے مصنف مشہور مستشرق اندریہ میکل نے کیا جس پر ان کو ایک بڑا ایوارڈ بھی دیا گیا، شاہ ایران کسریٰ نوشیرواں نے اپنی مملکت کے نظم وانتظام میں ایک سبق آموز کتاب کے طور پر قدیم فارسی زبان ''پہلوی'' میں اس کا ترجمہ اپنے ماہر طبیب برزویہ سے کروایا، فارسی زبان میں ابوالمعالی نصر اللہ اور حسین واعظ کاشفی وغیرہ نے بھی اس کا ترجمہ کیا، خود سنسکرت زبان میں بھی پھر سے اس کا منقح ترجمہ کرایا گیا۔

عربی زبان میں اس کا ترجمہ عباسی دور کے فارسی نژاد نامور ادیب وانشاء پرداز

عبداللہ بن مقفع (۱۰۶-۱۴۲ھ) نے پہلوی زبان سے کیا، آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں جب یہ ترجمہ سامنے آیا تو عربی زبان کے نثری ادب کو ایک قیمتی ادبی شاہکار مل گیا ،یقین ہی نہیں آتا کہ یہ ترجمہ ہے، اس لئے بہت سے محققین اس کتاب کو ابن مقفع کی ذاتی کاوش قرار دیتے ہیں؛ لیکن اس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں چوں کہ سنسکرت کی اصل کہانی بھی یہی ہے، ہاں عربی میں کچھ اضافے ضرور ہیں، یہ تو انسان کے علمی میراث کی خصوصیت ہے کہ اس کا کوئی وطن نہیں ہوتا"کلیلہ ودمنہ" کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ عباسی شاعر ابان لاحقی نے پوری کتاب کا عربی میں ہی منظوم ترجمہ کیا، اس کے بعد شریف بن بہاریہ نے بھی اس کا ترجمہ کیا جسے اول الذکر سے بہتر منظوم ترجمہ سمجھا جاتا ہے، اس کے علاوہ بھی اس کے منظوم ترجمے ہوئے ، ابوعبداللہ محمد بن الحسین بن عمر الیمنی نے" مضاہاۃ أمثال کلیلۃ ودمنۃ" لکھ کر یہ ثابت کیا کہ اس میں جو کہاوتیں ہیں وہ سب قدیم شعراء کے ذخیرۂ شعر وادب میں موجود ہیں اور ہر ایک مثل کے سامنے عربی کا کوئی قدیم شعر پیش کر کے دکھایا ہے کہ ابن مقفع نے یہ فکر یہاں سے لی ہے، غرض کہ اس کتاب پر مختلف زبانوں میں مختلف نوعیتوں کی علمی کاوشیں یہ بتاتی ہیں کہ یہ کتاب زبان وادب کو سیکھنے سکھانے اور حاکم ومحکوم کو اپنے اپنے دائرہ میں دوراندیشی کی تعلیم دینے میں ایک نمایاں اور کامیاب کتاب ہے۔

آج کل جانوروں کے کارٹون کے ذریعہ بچوں کے لئے کہانیاں تیار کرنے کا عام رواج ہے ، کلیلہ و دمنہ کو بھی مشہور عربی چینل "الجزیرہ" نے اپنے مخصوص پروگرام "الجزیرۃ للأطفال" میں کارٹون کی شکل میں متعدد قسطوں میں پیش کر دیا ہے اور اس پروگرام کو توقع کے عین مطابق بڑی کامیابی اور پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔

عہد عباسی ہی کے نامور ادیب جاحظ (۱۶۳-۲۵۵ھ) کے مطابق ترجمہ کے لئے دو باتیں انتہائی ضروری ہیں، ایک تو یہ کہ مترجم کا فکری اُفق اصل مصنف سے قریب تر ہو اور دوسری یہ کہ مترجم کو اصل کتاب کی زبان اور ترجمہ کی زبان دنوں پر دسترس حاصل ہو، ورنہ ترجمہ میں کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی ، زیر نظر کتاب اُردو زبان میں غالباً " کلیلہ

ودمنہ'' کا پہلا ترجمہ ہے: ''باب عرض الکتاب، ترجمہ عبداللہ بن المقفع'' سے مکمل کتاب کا ترجمہ کیا گیا ہے، عزیز گرامی مولانا محمد رفیع الدین حنیف قاسمی نے یہ ہفت خواں سر کیا ہے، ان کی کئی کتابیں اس سے پہلے بھی منظر عام پر آچکی ہیں، اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے ترجمہ پر جستہ جستہ نظر ڈال سکا؛ البتہ محب عزیز جناب مولانا محمد اعظم ندوی (استاذ معہد) — جن کو عربی ادب کا عمدہ ونفیس ذوق حاصل ہے — نے میری خواہش پر کتاب کا اکثر حصہ دیکھا ہے، مترجم کو مفید مشورے بھی دیئے ہیں، اور ابن مقفع کے ادبی شہ پاروں کو اُردو کا قالب دینے میں مترجم نے بڑی کوشش کی ہے، ترجمہ میں امکانی حد تک سلاست وروانی پیدا کرنے کی سعی کی گئی ہے؛ لیکن ظاہر ہے کہ دوسری زبان میں ادب کا وہی معیار باقی رکھنا جو اس کتاب میں ہے جس سے ترجمہ کیا جارہا ہے، بڑی دقت نظر اور مزاولت کا طالب ہے، تاہم مترجم قابل ستائش ہیں کہ انھوں نے ادب کے اس مرغزار کی سیر کی اور اپنے اُردو داں بھائیوں کے لئے اپنی مادری زبان میں اس کی عکاسی کردی، اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کو قبول فرمائیں اور اس کا فائدہ زیادہ سے زیادہ عام فرمادیں۔آمین

خالد سیف اللہ رحمانی
(خادم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)

۱۲/جمادی الاول ۳۳ھ
۴/اپریل ۲۰۱۲ء

نگاہِ اولین

عربی ادب وتاریخ اور سیاست ونظامِ حکمرانی کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں ''کلیلہ دمنہ'' کی شہرت ومقبولیت کے لئے صرف یہ کافی ہے کہ صدیوں گذرنے ،زمان وزبان کے فطری غیر معمولی انقلابات کے باوجود آج بھی یہ کتاب متداول ہے، بہت سی جگہوں پر یہ نصاب میں داخل ہے، اور بہت سے ادباء نے اس کے فقرے بطور ادبی نمونے کے نقل کئے ہیں اور دنیا میں تقریباً سبھی کثیر بولی جانے والی زبانوں میں اس کا ترجمہ کر کے اس میں ذکر کردہ انسانی مزاج کے فہم، نظم وتدبیر، رفیق وفریق سے برتاؤ کے اصول، اجتماعی وانفرادی زندگی کے نشیب وفراز کے علم، دوراندیشی اور وسعتِ فکر سے آراستہ قوتِ فیصلہ کو پروان چڑھانے کا مؤثر ذریعہ تسلیم کیا ہے، تمدنی زندگی کو کامیاب کرنے کے رہنمایانہ خطوط حاصل کرنے کا سرچشمہ قرار دیا ہے، گرچہ یہ حقیقت بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ شاید حکیم دانا ،قصہ نگار کے قبل از اسلام عہد سے ہونے کی وجہ سے مذہبی رنگ نہ ہونے کے برابر ہے۔

جہاں تک بات ہے تصنیفِ کتاب کے وجوہات ومحرکات، مصنفین ومترجمین کا تعارف اور اس کتاب کا پردۂ خفا سے ظہور تک کے مراحل وغیرہ ، یہ سب کچھ ابتدائے کتاب میں مذکور ہے؛ چونکہ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور اندازِ تصنیف کچھ ایسا ہے کہ نکتہ آفرینی کا جذبہ ایک قصہ میں کئی قصے نقل کروائے جاتا ہے تو قاری تسلسل کی وجہ سے بیشتر اصل واقعہ کو فراموش کر جاتا ہے، یا اسی کی دراز نفسی اور طوالت اُکتاہٹ کا شکار کر دیتی ہے، اس لئے اردو داں حلقہ اور طلبۂ مدارسِ عربیہ کی طرف سے شدید تقاضا رہا کہ اس کا سلیس، عام فہم ،سرخیوں اور فقروں میں تقسیم کے اصول کا لحاظ کرتے ہوئے ترجمہ

ہوجائے، اللہ جزائے خیر دے ہمارے درسی تصنیفی رفیق مفتی رفیع الدین حنیف حیدرآبادی کو کہ انھوں نے میرے اندازے سے بہت خوب تر انداز میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا(اس سے پہلے بھی آپ کے کئی ترجمے منظرِ عام پر آچکے ہیں، اورحیدرآبادی اخبارات ورسائل میں مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں،) اللہ تعالیٰ نے انہیں تصنیف وتالیف کے کام کے لئے مطلوبہ یکسوئی اور فراغتِ قلب کے ساتھ صحبتِ صالحین، خصوصاً انکسارِنفس کی دولت سے نوازا ہے،جس کے ہاتھوں مجبور ہوکر انھوں نے مجھ نااہل کا انتخاب تقدیم وتعارف کیلئے کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو اور دیگر علمی دعوتی محنتوں کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائے۔

مفتی ابوبکر جابر نظام آبادی

ابتدائیہ

یہ کتاب ''کلیلہ ودمنہ'' عربی زبان وادب کی مشہور اور نامور کتاب ہے، عربی زبان شناسی کے لئے یہ ایک کلید کی حیثیت رکھتی ہے، تقریبا مدارس اسلامیہ میں اس کے مختلف ابواب اور عناوین داخل نصاب ہیں، عربی میں یہ کتاب اس قدر سلیس اور رواں زبان میں لکھی گئی ہے کہ ''سہل ممتنع'' کی مصداق ہے، نہ زبان کچھ زیادہ پیچیدہ ہے اور نہ بالکل ہلکی پھلکی ہے، بلکہ ادبی معیار کی زبان ہے، تکلف وتصنع سے کوسوں دور، عربی زبان کے طالب علم کے لئے اس کتاب کا بار بار مطالعہ اس کی زبان دانی کو گہرائی وگیرائی عطا کرتا ہے، لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کتاب کو یہ خصوص اور امتیاز حاصل ہے، اس کتاب کے مشتملات اور جانوروں کی زبان میں اخلاق کی تعلیم وتربیت اور روح ونفس کی پاکیزگی اور معاشرہ سے برائیوں کے خاتمہ میں ان کہانیوں کے کردار کی وجہ سے اس کا دنیا کی تقریبا زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے، ویسے تو مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ نے مقدمہ کتاب میں میرے اس ترجمہ کو اردو زبان میں پہلا ترجمہ قرار دیا ہے، لیکن میری دانست اور مطالعہ کے مطابق 1885ء میں شاید اس کا ترجمہ کسی انگریز کے مطالبہ پر اردو میں ہوا تھا جو اس وقت ناپید ہے، کتاب کی سلاست روانی، عربی زبان میں الفاظ کی برجستگی اور واقعات پر واقعات کا تسلسل عربی کے ایک مبتدی کے لئے اس کتاب کی حقیقت سے واقفیت سے مانع بن رہا تھا، اس کی وجہ سے یہ کتاب خود عربی داں حضرات کے لئے مشکل تر ثابت ہو رہی تھی؛ بلکہ میں نے جب اس کتاب کو بغرض مطالعہ ہاتھ میں لیا تو میرے لئے بھی اس کا سمجھنا کافی دشوار ہو رہا تھا؛ لیکن میں نے جب اس کے ترجمہ کے لئے ٹھان لیا تو یکسوئی کے ساتھ مطالعہ کی وجہ سے اس کتاب کے تسلسل کو سمجھ پایا، اس کی گہرائی

اور گیرائی سے واقف ہو پایا، اس طرح ایک مہینے میں مسلسل جستجو پر میں نے اس کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھال یا، پھر حسن اتفاق کہ اس کتاب کا ترجمہ شدہ تقریبا حصہ جون 2011ء سے تاختم ستمبر 2011ء روزنامہ مصنف کے مشہور جمعہ ایڈیشن میں مصنف والوں کے مطالبہ پر قسط وار تقریبا بائیس ہفتوں تک شائع ہوتا رہا، اس دوران کافی جگہوں سے اس ترجمہ کے طباعت کے لئے عربی اور اردوداں حلقہ کی طرف سے مطالبہ ہوتا رہا، لیکن اپنی کوتاہی اور کاہلی کی وجہ سے دوسری مرتبہ نظر ثانی کے لئے ہمت نہ کرسکا، تقریبا اس ترجمہ پر چارسال گذرجانے کے بعداس کی طباعت کے لئے ہمت کرسکا۔

یہ کتاب دراصل ہندی الاصل ہے، چوتھی صدی میلادی کے آخر میں ایک برہمن شخص ''بیدبا'' نے اسے ''دبلیشیم'' نامی بادشاہ کے لئے ترتیب دیا، جواس وقت کا ظالم اور قاہر بادشاہ تھا، اس کو براہِ راست مخاطب بنا کر سمجھانا مشکل تھا، اس لئے ''بیدبا'' نے اسے پرندوں کی زبان دے کر حکمرانی کے اصول وقواعد اور اس کو نقصان پہنچانے والے امور کی نشاندہی کی، اور اس کتاب کے ذریعہ بادشاہ کی اصلاح کا کام کیا، پھر فارس کے بادشاہ انوشرواں (531-579ئ) کو جب اصول حکمرانی کے سلسلے میں اس کتاب کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنی حکومت کے امور اور رعایا کی دیکھ بھال کے لئے اس کتاب سے استعانت اور مدد لینے کو مناسب باور کیا، اس نے اس کے لئے اپنے ایک حکیم اور دانا شخص جس کا نام ''برزویہ'' تھا، اسے اس کتاب کے حصول کے لئے ملکِ ہند روانہ کیا، چنانچہ ''برزویہ'' اس کتاب کو سنسکرت سے پہلوی زبان میں منتقل کیا؛ لیکن ''برزویہ'' نے اصل کتاب پر مزید کہانیوں اور واقعات کا اضافہ کیا، اور کتاب میں ایک مقدمہ کو شامل کیا جس میں اس نے خود اپنے احوال اور حصولِ کتاب کے لئے اس کے ملکِ ہند روانگی اور وہاں کے قیام اور واپسی کے احوال لکھے ہیں، پھر عہدِ عباسی میں یہ کتاب پہلوی زبان سے عربی زبان میں منتقل ہوئی، اس عربی زبان میں نقل وترجمہ کا کام عبداللہ بن مقفع نے انجام دیا، اور اس میں اس نے مزید چار فصلوں کا اضافہ کیا۔

یہ کتاب ''کلیلہ دمنہ'' جانوروں کے قصوں پر مشتمل ہے، ایک طویل کہانی کے تحت

بے شمار کہانیاں اور اخلاقی حکایات ہوتی ہیں، یہ کتاب محض قصے کہانیوں کی ہی کتاب نہیں؛ بلکہ اس کتاب کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کتاب معاشرتی اصلاح ودرستگی، سیاست کی خادار وادیوں کی پر پیچ راہوں کی راہنمائی کرنے والی اور عدل وانصاف اور مساوات کا سبق دینے، اخلاق فاضلہ صدق وامانت، وعدہ وفائی، حسن معاشرت، آپسی رکھ رکھاؤ میں میل جول ومحبت کے جیسے اخلاق فاضلہ سے انسانی زندگی کو معمور کرنے والی اور اخلاق رذیلہ، جھوٹ، کذب بیانی، دروغ گوئی، خیانت، مکر وفریب، بے وفائی، دھوکہ بازی، غیبت وسب وشتم اور معاشرتی زندگی میں پھوٹ اور نفاق اور خراب پیدا کرنے والے اخلاق ذمیمہ سے انسانی زندگی مجلی ومصفی کرنے والی ہے، خصوصا سیاسی اور تدبیری امور میں راہنما اور راہبر کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کتاب کا نام کلیلہ ودمنہ اس کے ایک قصے کے دو کردار لومڑیوں کے نام پر رکھا گیا، جس میں ایک لالچی اور دغاباز ہوتا ہے اور دوسرا سیاسی امور سے دور خلوت گزیں ہوتا ہے، دغاباز جنگل کے بادشاہ اور اس کے مشیر خاص بیل کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے اور اپنی قربت اور سیاست کو چمکانے کے لئے دھوکہ دہی اور مکر وفریب سے کام لیتا ہے اور وہ آخر کار اپنے انجام سے دوچار ہوتا ہے۔

بہر حال بڑی مسرت اور شادمانی کا موقع ہے کہ اللہ عزوجل نے اس حقیر کو اس کام کے منتخب فرمایا کہ اس ادبی کتاب کو اردو داں طبقہ تک پہنچانے کا کام اس ناتواں اور کمزور شخص سے لیا۔

اللہ ہی کارساز ومددگار اور مہربان ہے۔

۱۸/ جمادی الاولی ۱۴۳۵ھ   رفیع الدین حنیف قاسمی

۲۰/ مارچ ۲۰۱۴ء

عرض مترجم

یہ اخلاق کی درستگی اور نفس انسانی کو مہذب بنانے والی کتاب ہے،اس کتاب کو ہندوستانی فلسفی بیدبانے اب سے بیس صدیوں پہلے ایک ہندوستانی بادشاہ ذبشلیم کے لئے لکھا تھا، یہ بتلایا جاتا ہے، یہ شخص اسکندر کے بعد ملک ہند کا بادشاہ ہوا،اس نے نہایت سرکشی اور بدمعاشی کی، بیدبانے اس کی اصلاح، ودرستگی،اس کوراہ راست پرلانے کاارادہ کیا،اس طرح اس نے یہ کتاب ترتیب دی ،اس نے اس کے پند ونصائح کو قدیم ہندوستانی برہمنوں کے عادات کے مطابق جانوروں اور پرندوں کی زبان میں بیان کیا ہے، چونکہ تناسخ ارواح کے قائل ہونے کی وجہ سے ہندوستانی جانوروں کوحکمت کا سرچشمہ سمجھتے تھے،اس طرح کے جس قدربھی قصے کہانیاں ہیں وہ ہندوستانی الاصل ہیں،اس طرح کی بے شمار کتابیں حکیموں نے لکھی ہیں،لیکن یہ کہا جاتا ہے:اس صنف کا اول موجد بیدبارہا ہے،بعد کے لوگوں نے اس قسم کے قصے کہانیاں جولکھی ہیں ،اسی کی روش اور طریقے پر چلتے ہوئےلکھی ہیں،اس کتاب میں جونصیحتیں ہیں، یہ وہ ہیں جس کی ضرورت لوگوں کوروزمرہ کی زندگی میں پڑتی ہیں،جیسےچغلخور کی باتوں کو سننے سے دوری اختیار کرنا،بدمعاشوں کا براانجام ،دوستی کے فائدے،دشمن کی مکروتدبیر سے مامون نہ ہونا،غفلت ولاپرواہی کے نقصانات ،جلدبازی اور عجلت کی مصیبت،عزائم کی پختگی کا فائدہ،حسد کرنے والوں پر بھروسہ نہ کرنااس جیسی چیزیں شامل کتاب ہیں،اس قسم کی دیگر چیزیں ہیں جس سے نفس انسانی کی اصلاح ہوتی ہے،جذبات پروان چڑھتے ہیں،اس میں بارہ ابواب کی شکل شاخ درشاخ بے شمار قصے ہیں:

{ا}　　شیراور بیل

{۲} ''مطوقہ''، کبوتر

{۳} الُو اور کوے

{۴} کچھوا اور بندر

{۵} زاہد اور نیولا

{۶} چوہا اور بلی

{۷} بادشاہ اور فنزہ پرندہ

{۸} شیر، گیدڑ اور زاہد

{۹} ایلاذ، بلاذ، ایراخت

{۱۰} مسافر اور سنار۔

{۱۱} بادشاہ کا بیٹا اور اس کے ساتھی۔

{۱۲} کبوتر، لومڑی اور بگلا

یہ کلیلہ دمنہ کے ابواب ہیں اول سنسکرتی زبان میں یہ کتاب انھیں ابواب پر مشتمل ہے، پھر لوگ اس کتاب کو نقل کرتے اور اس میں اضافہ کرتے رہے، پھر یہ کتاب تبتی اور فارسی زبان میں منتقل ہوئی، پھر اس سے عربی زبان پھر عربی زبان سے دیگر رائج زبانوں میں اسکا ترجمہ ہوا، عربی ترجمہ یہ سب سے اہم ترجمہ ہے، چونکہ یہ کتاب بعد میں صرف عربی زبان میں محفوظ رہی، پھر یہ عربی زبان سے دیگر رائج اور بولی جانے والے زبانوں میں منتقل ہوئی، اسے عبداللہ بن مقفع نے جو ابوجعفر منصور عباسی کا محرر اور کاتب تھا، اس نے اسے عربی قالب میں ڈھالا ہے، ابن مقفع فارسی کا ماہر انشاء پرداز، اس کے اصول وآداب کا واقف کار اور اس پر مکمل قادر تھا، چونکہ یہ اس کی آبائی زبان تھی، اس طرح یہ پہلوی اور یونانی زبان کو بھی جانتا تھا، یہ دوسری صدی ہجری ابتدائی نصف حصہ میں بصرہ میں پلا بڑھا، یہ عربی زبان سے بھی خوب واقف تھا، اس نے کلیلہ دمنہ کو پہلوی زبان سے عربی میں منتقل کیا، اور ابتدائے کتاب میں ایک معلوماتی، کتاب کے انداز تحریر کے مماثل ایک مقدمہ لکھا، اس میں علم، عقل کی اہمیت کو حکایات اور امثال کی روشنی میں بیان

کیا،عربی زبان میں اس کتاب کی فصاحت وبلاغت ،اوراس کے سلیس اور سہل ہونے کی وجہ سے، عربوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا،اس طرح یہ کتاب مقبولیت حاصل کرتی گئی،اس کے بعد کئی لوگوں نے اسے اشعار کی شکل میں لکھنے کی کوشش کی۔

یہ کتاب تقریباًدس زبانوں (جن میں سریانی،یونانی ،فارسی،عبرانی ،لاتینی ،اسبانی،ملقی ،انگریزی،روسی) میں منتقل ہوئی،لیکن ان سب کا آخری مرجع یہ عربی کتاب ہی رہی ہے، جسے عبداللہ بن مقفع نے ترتیب دیا تھا، یہ اس کا اردو ترجمہ ہے جو پیش خدمت ہے......گر قبول افتد زہے قسمت۔

کتاب کا تعارف

یہ ''کلیلہ دمنہ'' نامی کتاب ہے، علماء ہند نے جس راہ سے بھی بہترین بلیغ اقوال پائے ہیں، اقوال وامثال کی شکل میں اسے شامل کتاب کیا ہے، ہر مذہب وملت والوں نے ان کے اقوال وامثال کو سمجھنے، اور اس بارے میں مختلف حیلے حوالے تراشنے اور اس کے مختلف وجوہ واسباب کے پتہ لگانے کے لئے یہ کتاب جانوروں اور پرندوں کی زبان میں مرتب کی ہے، اس طرح یہ کتاب بہت سے پہلوؤں کی جامع ہوگئی ہے، چونکہ انھوں نے اس میں گفتگو کے مختلف رخ اور بہت سارے موڑ حاصل کئے ہیں، رہی یہ کتاب تو وہ حکمت اور مزاح ومذاق دونوں کو شامل ہوگئی ہے، دانا اور حکیم لوگوں نے اس کی حکمت کو لیا ہے، اور نادان اور کمزور لوگوں نے اس کی مزاحی پہلو کو سامنے رکھا ہے، نیا طالب علم معاملے کے انجام کو محفوظ کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اپنے دل ودماغ میں اس کے آپسی ربط وضبط کو قائم کرنے کی تگ ودو کرتا ہے، لیکن اسے اس کی حقیقت کا پتہ نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ یوں سمجھتا ہے کہ اسے بس ایک کتاب ہاتھ لگی ہے، اس کی مثال اس آدمی کی سی ہوتی ہے جب وہ جوان ہوتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے والدین نے ڈھیر سارا خزانہ اکٹھا کر رکھا ہے، اور اس کے لئے مال ودولت کے انبار جمع کر رکھے ہیں، اس کی وجہ سے وہ اپنے معاش اور روزگار کے لئے جہد وعمل سے بے نیاز ہوجاتا ہے؛ بلکہ وہ یوں سمجھتا ہے کہ اسے بس ایک کتاب ہاتھ لگی ہے، چنانچہ طالب علم کو اس کے پاس موجود یہ حکمت کا خزانہ دیگر ادبی نمونوں سے بے نیاز کردیتا ہے۔

جو شخص اس کتاب کو پڑھے وہ اس کتاب کی ترتیب وتالیف کے وجوہ کا پتہ چلائے اور یہ جان کاری حاصل کرے کہ اس کتاب کے مؤلف نے کتاب کو جانوروں کی زبان

دے کر، اسے غیر واضح زبان میں لاکر، اس کے علاوہ جن احوال کو اس نے مثالوں کی شکل دی ہے اس میں کس حد تک کامیابی حاصل کی ہے، اگر پڑھنے والے (قاری) کے پیش نظر یہ چیزیں نہ ہوگی کہ ان معانی کا حاصل کیا ہے اور اس سے کیا ثمرات ونتائج حاصل ہو رہے ہیں اور کتاب کے مقدمات ومشمولات کا مقصد کیا ہے، تو اس نے کچھ بھی نہیں جانا، اور اگر اس کا اس کتاب سے یہ مقصد ہو کہ اس کے مشمولات کی معرفت وجانکاری کے بغیر محض اس پڑھائی مکمل کر لی جائے تو اس کتاب کا کچھ بھی فائدہ حاصل نہ ہوگا، جس شخص نے بہت سارے علوم حاصل کر لئے اور اپنے مطالعہ اور پڑھے ہوئے پر بغیر کسی غور وفکر کے بہت کچھ پڑھ لیا تو وہ بھی اسی احوال سے دوچار ہوگا جس سے وہ شخص دوچار ہوا تھا جس کے بارے میں علماء نے بتلایا ہے کہ اسکا گذر کسی جنگل وبیاباں سے ہوا، وہاں اسے خزانے کے نشانات نظر آئے، وہ اس جگہ کو کھود کر خزانہ تلاش کرنے لگا، اسے وہاں سونا چاندی کے ڈھیر نظر آئے، اس نے اپنے دل میں کہا: اگر میں اس مال کو تھوڑا تھوڑا لے جاؤں گا تو اس میں بہت سارا وقت لگ جائے گا، اس کی نقل مکانی اور اس کے جمع اور اٹھا کر کرنے کی مشغولیت کی وجہ سے، وہ اس نعمت کی لذت سے محروم ہو جائے گا، لیکن میں چند لوگوں کو اجرت پر لے لیتا ہوں، یہ اسے میرے گھر لے جائیں گے، میں سب سے اخیر میں جاؤں گا، پھر یہاں کچھ نہیں رہ جائے گا کہ اس کے مستقبل کی فکر کروں، اپنے جسم کو محنت ومشقت سے راحت وآرام دینے کے لئے تھوڑی سی اجرت ان کو دے کر اپنے لئے مدد حاصل کروں گا، پھر اس نے مزدور لے آئے، ان میں سے ہر شخص اس کی طاقت واستطاعت کے بقدر بوجھ لادنے لگا اور اسے لے کر اپنے گھر جانے اور اسے اپنی مِلک بنانے لگا، جب سارا خزانہ ختم ہو چکا تو یہ بھی اخیر میں اپنے گھر پہونچا، وہاں نہ تھوڑا اور نہ زیادہ کچھ بھی مال نہیں تھا، ہر مزدور اپنے لادے ہوئے بوجھ کا خود مالک بن بیٹھا تھا۔

ایسے ہی ہے وہ شخص جو اس کتاب کو پڑھے اور جو کچھ اس میں موجود ہے اسے سمجھ نہ پائے اور اس کے ظاہری اور باطنی مقاصد پر مطلع نہ ہو سکے اور نہ اس کے نقوش وخطوط سے ظاہر ہونے والے چیزوں سے منتفع نہ ہو، اس شخص کی طرح ہے جسے اخروٹ پیش کیا

جائے تو وہ اسے لے کر اس کو پھوڑے بغیر فائدہ حاصل نہیں کر سکتا، ایسے ہی اس شخص کی طرح جو لوگوں کے کلام میں فصاحت و بلاغت کے علم کو حاصل کرنا چاہتا ہو، چنانچہ وہ اس دوست کے پاس آتا ہے جسے فصاحت و بلاغت کا علم ہے، اور اسے علم بلاغت کی جو اس کو ضرورت ہے اس سے مطلع کرتا ہے، اس کا دوست اسے ''زرد ورق'' پر فصیح کلام، اس کے اصول وقواعد لکھ کر دیتا ہے، پھر یہ اپنے گھر لوٹتا ہے، اور اس ورق کو کئی مرتبہ پڑھتا ہے، اور اس کو اس کے معانی اور مطالب کا علم نہیں ہوتا، پھر وہ ایک دن اہل علم اور ادیبوں کی مجلس میں بیٹھ جاتا ہے، پھر وہ ان سے گفتگو کرنے لگتا ہے، اس سے ایک لفظ کے بارے میں غلطی ہو جاتی ہے، حاضرین میں سے کوئی اس سے یہ کہتا ہے: تم نے یہ غلطی کی ہے، صحیح اس کے علاوہ یہ ہے، وہ کہتا ہے: مجھ سے غلطی کیوں کر ہو سکتی ہے، میں نے تو زرد ورق پڑھ رکھا ہے؟ وہ میرے گھر پر موجود ہے، اس کی جہالت پر مبنی گفتگو الٹے اس کے خلاف حجت بن جاتی ہے، اور اس کی وجہ سے اس کی جہالت اور لاعلمی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے، اس نے اسے علم وادب سے کافی دور کر دیا۔

پھر عقلمند دانا جب اس کتاب کو سمجھے اور اس کی معلومات کی انتہاء کو پہونچ جائے تو اب اس کو چاہیے کہ وہ اپنی معلومات کو معمولات بنالے؛ تاکہ اس کو اس کا فائدہ حاصل ہو اور یہ اس کے لئے انمٹ اور لازوال مثال اور نمونہ ہو جائے، اگر وہ یہ نہیں کرے گا تو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہوگی جس کے بارے میں یہ بتلایا جاتا ہے کہ ایک چور اس کے گھر پر چڑھ آیا، یہ شخص اپنے گھر میں سو رہا تھا، اس کو چور کے آمد کی اطلاع ہوئی، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں خاموش رہ کر یہ دیکھوں گا کہ یہ کیا کرتا ہے، نہ میں اس کو ڈراؤں گا اور نہ اسے مجھے اس کی آمد کی اطلاع ہونے دوں گا، جب وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا تو اٹھ کھڑا ہوں گا اور اس کی اس مراد کو ناکام کر دوں گا، چنانچہ وہ چور کے حوالے سے رک گیا، چور پس و پیش کرتا رہا، جو کچھ اس نے وہاں سے حاصل کیا تھا اس کے اکٹھا کرنے میں لگا رہا، اس کا یہ ٹال مٹول کا رویہ بڑھتا ہی رہا، آدمی کو نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گیا، چور اپنے کام سے فارغ ہو گیا اور وہ وہاں سے اطمینان سے چلا گیا، وہ آدمی بیدار ہو

اتو دیکھا کہ چور سارا سامان لے کر چل دیا ہے، وہ اپنے آپ کو کوسنے اور ملامت کرنے لگا، اوراس نے یہ جان لیا کہ چور کی آمد کی اطلاع سے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا؛ اس لئے کہ اس نے اس علم کے بعد جواس کی ذمہ داری تھی اس کو نہیں نبھائی، علم عمل کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، علم درخت کیطرح ہے اور عمل پھل کی طرح، علم والا عمل کے ذریعے علم سے منتفع ہوتا ہے، اگر وہ اپنے علم کو زیر استعمال نہ لائے تو اسے عالم نہیں کہا جاتا، اگر کوئی شخص ڈراؤنے اور بھیانک راستے کی واقفیت رکھتا ہو، پھر وہ اپنے علم کے باوجود اس راستے پر چل پڑے تو اسے عالم نہیں کہا جاتا، شاید اگر یہ شخص اپنا محاسبہ کریگا تو اسے یہ پتہ چلے گا کہ اس نے ان خواہشات کو اپنی سواری بنالیا ہے جواس پر غالب آگئی ہیں؛ حالانکہ وہ اس کے نقصان اور ضرر کو اس بھیانک اور خطرناک راستے پر چلنے والے سے زیادہ جانتا ہے جس نے جان بوجھ کر اس راستے کے حوالے سے جہالت اور ناواقفیت اپنائی ہوئی ہے، جو شخص اپنی خواہشات پر چلتا ہے، تجربات کے نتیجے میں جو علم اسے حاصل ہوا ہے اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا ہے، یا اسے دوسروں کو نہیں بتاتا وہ اس مریض کی طرح شمار ہوتا ہے جسے اچھے اور برے ہلکی اور ثقیل کھانے کی تمیز ہوتی ہے؛ لیکن وہ اپنی حرص وخواہش میں آکر خراب کھانا کھالیتا ہے، بیماری سے نجات اور چھٹکارا دلانے والے کھانے سے اجتناب اور دوری اختیار کرتا ہے اچھے کاموں کو ترک کرنے اور برے کاموں کو اپنانے میں وہ شخص معذور اور مجبور نہیں سمجھا جاتا جو ان چیزوں کا جانتا اور اس کی تمیز کرسکتا ہو، اور ان میں سے ایک دوسرے کی فضیلت وبرتری سے بھی واقف ہو، ایسے ہی جیسے دو آدمی ہوں، ان میں سے ایک آنکھ والا ہو اور دوسرا اندھا ہو، موت انھیں موت گڈھے کے پاس لے آتی ہے، وہ اس میں گر پڑتے ہیں، وہ اس کی گہرائی میں پہونچ کر ایک ہی حالت پر ہوجاتے ہیں، یہاں پر آنکھ والا اندھے کے مقابلے کم معذور سمجھا جاتا ہے؛ چونکہ اس کے پاس دو آنکھیں تھی، جس سے وہ دیکھ سکتا تھا، اور یہ بھی اس چیز سے دوچار ہوجاتا ہے، جس سے جاہل دانا ن دوچار ہوا ہے۔

عالم کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی ذات سے ابتداء کرے اور اپنے علم سے

اس کو مہذب اور لائق بنائے ،اس کے علوم کے حصول کا مقصد صرف دوسروں کی مدد کرنا اوراس سے دوسروں کو فائدہ پہونچانا اوراپنی ذات کومحروم رکھنا نہ ہو، یہ تو اس چشمہ کی طرح ہوجائے گا جس سے لوگ پانی لیتے ہوں ،اورخود سے اس کو فائدہ نہ ہوتا ہو،اس ریشم کے کیڑے کی طرح جو مضبوط کاریگری کرتا ہےاورخوداس سے فائدہ نہیں حاصل کرسکتا، جوعلم حاصل کرے اس کو چاہئے کہ وہ خوداپنی ذات سے پندونصیحت کی ابتداء کرے، پھراس کے بعداس کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس سے پہلے اپنے آپ کو روشناس اور واقف کرائے ،چونکہ چندصفات ایسی ہیں جس کا دنیادار کو حاصل کرنا اوراس کی معلومات رکھنا چاہئے۔

انہیں میں سے علم اور مال اورلوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا ہے، عالم کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی پر ایسا عیب لگائے جس میں وہ خود مبتلا ہو، یہ اس اندھے کے مانند ہو جائے گا کہ خوداس کا اندھا پن اس کے اندھے ہونے کو بتلاتا ہے، جوشخص بھی کسی چیز کی طلب وجستجو میں اس کے عمل کا کوئی مقصود ہونا چاہئے ،طلب وتلاش میں حدود سے تجاوز نہ کرے؛ چونکہ یوں کہا جاتا ہے: جوشخص غیر مقصود کی طرف چلنا شروع کرتا ہے وہ مقصود ومطلوب سے رہ جاتا ہے، ایسے شخص کیلئے یہ بہتر ہے کہ وہ اپنے آپ کوغیرمحدود چیز کی طلب میں جس کواس سے پہلے کسی نے حاصل نہیں کیا مشقت میں نہ ڈالے،اورنہ اس بارے میں افسوس کرے،اپنی دنیا کوآخرت کے مقابلے میں ترجیح نہ دے؛ چونکہ جس شخص کا دل منتہائے مقصود پرنہیں ہوتا،اس کے چھوٹ جانے پر اسے افسوس بھی نہیں ہوتا، دو چیزوں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ: یہ ہر شخص کوجچتی ہیں ،ایک تو زہد وقناعت ، اوردوسرا مال حلال کا حاصل کرنا، عقل مند فوت شدہ اوراپنی طاقت سے باہر چیزوں پر اپنے آپ کو ملامت نہیں کرتا، بسااوقات اللہ عزوجل اسے ایسی چیز عطا کرتے ہیں، جو اس کے لئے خوشگوار ہوتی ہےاوراس کے حساب وگمان میں بھی نہیں ہوتی۔

اسی کی مثال اس آدمی کی ہے جسے بھوک، فاقہ اورننگا پن لاحق ہوا،اس نے اپنے رشتہ داروں اوردوستوں سے سوال کیا،ان میں سے کسی کے پاس اس قدر وسعت نہیں تھی کہ وہ اسے سرفراز کریں، ایک رات وہ اپنے گھر میں تھا کہ اسے وہاں ایک چورنظر آیا، اس

نے کہا: اللہ کی قسم! میرے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا مجھے اندیشہ ہے، چور نے بہت زیادہ کوشش کی، چور ایسے ہی گھر میں گھوم پھر رہا تھا کہ اسکا ہاتھ ایک تھیلے پر جس میں گیہوں تھے پڑا، چور نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو یہ نہیں چاہتا کہ میری رات کی ساری محنت رائیگاں چلی جائے، شاید کہ میں دوسری جگہ بھی نہ پہونچ پاؤں گا، لیکن میں ان ہی گیہوں کو لے جاتا ہوں، اس نے اپنی قمیص پھیلائی کہ اس میں گیہوں ڈال لے، اس آدمی نے کہا: کیا یہ گیہوں لے جائے گا؟ میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں، ایک تو میں ننگا ہوں، اس کے ساتھ ساتھ میری رزق روٹی بھی چلی جائے گی، اللہ کی قسم جو شخص بھی ان دو چیزوں سے دوچار ہوتا ہے تو وہ ہلاکت سے دوچار ہوتا ہے، پھر وہ چور کہہ کر چلا اٹھا: اپنے سر کے پاس موجود لاٹھی لی، اب چور کیلئے بھاگ جانے، اپنے کرتے کو چھوڑ جانے اور اپنی جان بچانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا، اس طرح یہ آدمی کپڑے والا ہو گیا۔

لہٰذا اس کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ان جیسی چیزوں کی طرف متوجہ ہو، اپنے معاش کو درست کرنے کے لئے ان چیزوں کے بارے میں جو احتیاط اور عملی پہلو اپنانا چاہیئے اس کو چھوڑ بیٹھے، اور اس کی نظر صرف تقدیر پر ہو، کہ وہ بغیر محنت وکوشش کے کچھ لے آئے گی، چونکہ ایسے لوگ بہت کم ہیں، اکثر لوگ تو اپنے معاملے اور معیشت کو درست کرنے کے لئے محنت وجدوجہد کے ذریعے اپنے آپ کو مشقت وتکلیف میں جھونک دیتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ اس کا کسب ومعاش اور اسکے منافع اچھے ہوں، جو چیزیں محنت ومشقت کی باعث ہوں، اس سے چھیڑ خوانی نہ کرے، اس کی مثال اس کبوتری طرح ہو جائے گی جو بچّے دیتی ہے، وہ بچّے پکڑ لئے اور ذبح کر دئے جاتے ہیں، اس کے باوجود بھی وہ اس جگہ انڈے دینے سے نہیں چوکتی، چونکہ یوں کہا جاتا ہے: اللہ عزوجل نے ہر چیز کی ایک حد اور انتہا بنائی ہے، جہاں جا کر وہ چیز ختم ہو جاتی ہے، جو شخص ان چیزوں کے بارے میں حدود سے تجاوز کرتا ہے، تو وہ اپنے مقصود کو حاصل کرنے سے بھی رہ جاتا ہے، یوں کہا جاتا ہے: جس کی کوشش اس کی دنیا وآخرت کے لئے ہوتی ہے، تو اس کی زندگی بھی اس کے حق میں اور اسکے خلاف ہوتی ہے، یوں کہا جاتا ہے: تین چیزوں کے

بارے میں دنیادار کواس کی درستگی اوراس میں اپنی محنت وکوشش کوصرف کرنا چاہیئے، انہیں میں سے ایک: اپنے معاش کوٹھیک کرنا، ایسے ہی اپنے تعلقات کو درست کرنااور اپنے مرنے کے بعد اپنا ذکر خیر چھوڑ جانا ہے، یوں کہا جاتا ہے: جس میں یہ چیزیں ہوتی ہیں اس کا کوئی کام درست نہیں ہوتا: ایک تضییعِ اوقات اور وقت گذاری ،دوسرے: ٹال مٹول، تیسرے: ہر خبر دینے والے کی تصدیق کرنا، بسا اوقات کسی چیز کی خبر دینے والا اس کو جانتا ہوتا ہے، لیکن اسے اچھی طرح سے سمجھتا نہیں ہوتا ہے، پھر یہ شخص اس کی تصدیق کر لیتا ہے۔

عقل مند کو چاہئے کہ وہ اپنی خواہشات کی پیروی اوراس کی جانب توجہ نہ کرے، ہر شخص کی بات قبول نہ کرے، اگر کسی چیز کی غلطی واضح ہوجائے تو پھر اس غلطی میں بڑھتا ہی نہ جائے ،کسی چیز کے بارے میں صواب اور درستگی کو نہ پالے، اس کی حقیقت کو جب تک معلوم نہ کرلے، اس کے بارے میں اقدام نہ کرے، اس آدمی کی طرح نہ ہوجائے جو صحیح راستے سے ہٹ جاتا ہے، اور غیر درست راستے پر چلتا رہتا ہے، چلنے کی تکلیف اور مشقت کو برداشت کرتا ہے اور منزل اور مقصود سے دور ہوتا ہی جاتا ہے، اس شخص کی طرح جس کے آنکھ میں کچرا یا تنکا گر جاتا ہے، وہ اسے کھجلاتا رہتا ہے، بسا اوقات اس کا یہ کھجلانا ہی اس کی بینائی کے چلے جانے کی وجہ بن جاتا ہے۔

عقل مند کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ تقدیری فیصلوں کا یقین کرے، احتیاط کو اپنائے، اپنے لئے وہی چیز پسند کرے جو دوسروں کے لئے پسند کرتا ہو، دوسروں کے بگاڑ کے ذریعے اپنی درستگی واصلاح کی کوشش نہ کرے؛ چونکہ جو شخص اس طرح کرتا ہے تو اسے بھی وہی احوال سے دوچار ہونا پڑتا ہے، جس سے تاجر اپنے شریک کی جانب سے دوچار ہوا تھا۔

چونکہ یہ کہا جاتا ہے: ایک تاجر شخص تھا، اس کا ایک شریک کار بھی تھا، اس نے ایک دوکان کرایہ پر لیا، ان دونوں نے اس میں اپنا سامان رکھ دیا، ان میں سے ایک کا گھر دوکان سے قریب تھا، اس نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے دوست کے گٹھر میں

سے ایک گٹھر چوری کرلے ،اس نے اس بارے میں تدبیر کی اور کہا: اگر میں رات کو آؤں گا تو مجھے یہ اطمینان نہیں ہے کہ میں اپنے گٹھروں میں سے کوئی گٹھر لے جاؤں اور مجھے اس کا علم ہی نہ ہو، اس طرح میری کوشش اور محنت رائیگاں چلی جائے ،اس نے اپنی ایک چادر لی اور اسے اس گٹھر پر دال دیا جس کے لینے کا اس کا ارادہ تھا، پھر اپنے گھر آ گیا، پھر اس کا دوست اپنے گٹھروں کو درست کرنے کے لئے آیا، اس نے اپنے شریک کی ایک چادر کو اپنے گٹھر پر رکھی پایا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو میرے شریک کی چادر ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ اسے بھول گیا ہے، میں اسے یہیں رکھا ہوا نہیں چھوڑوں گا؛ بلکہ میں اسے اس کے گٹھر پر ڈال دوں گا، ہوسکتا ہے وہ مجھ سے پہلے دوکان میں آجائے ،اور اپنی چادر کو اپنی جگہ پا کر خوش ہو جائے، پھر اس نے چادر کو لے کر اپنے شریک کے کسی گٹھر پر ڈال دیا، پھر اس نے دوکان کو لاک کر دیا اور اپنے گھر چلا آیا،، جب رات ہوگئ تو اس کا شریک ایک آدمی کے ساتھ جس کو اس نے اپنے ارادہ کے موافق کرلیا تھا، لے آیا، اس نے اس گٹھر کے لئے جانے پر اس سے اجرت کا وعدہ کیا تھا، وہ دوکان میں آ کر اندھیرے میں چادر کو تلاش کرنے لگا، دیکھا کہ چادر گٹھر پر موجود ہے، اس نے اسے مطلوبہ گٹھر سمجھا، وہ اور مزدور دونوں باری باری اسے اٹھا کر لے جانے لگے، وہ اسے گھر لے آیا، اور تھک ہار کر نیچے گر پڑا، صبح اس نے گٹھر کی تلاشی لی، تو وہ اس کا ہی گٹھر تھا، اسے بہت زیادہ شرمندگی ہوئی، پھر وہ دوکان پر آیا تو اسکا شریک پہلے سے وہاں موجود تھا، اس نے دوکان کھولا تو ایک گٹھر وہاں موجود نہ پایا، اس کی وجہ سے وہ بہت زیادہ غمگین اور پریشان ہو، اور کہنے لگا: ہائے افسوس! اس نیک رفیق اور شریک پر، جس نے اپنے بارے میں مجھ سے امانت داری کا وعدہ کیا، اور اس بارے میں اپنا جانشیں بنایا، اس کے پاس میری کیا حالت ہوگی؟ مجھے اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ مجھ پر تہمت لگائے گا، لیکن میں اپنے آپ کو اس کا تاوان دینے کا پابند کرتا ہوں، پھر وہ اپنے شریک کے پاس آیا تو اسے رنجیدہ اور افسردہ پایا، اس نے اس سے احوال دریافت کیئے، اس نے کہا: میں نے گٹھروں کی تلاشی لی، تو میں نے تمہارا ایک گٹھر گم پایا، اس کی کیا

وجہ ہے مجھے نہیں معلوم، مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم مجھ پر ہی الزام لگاؤ گے، میں نے اپنے آپ کو تمہیں اسکا تاوان دینے کا پابند کرلیا ہے،اس نے کہا: بھائی جان غم نہ کرو، چونکہ خیانت انسان کا بدترین عمل ہوتا ہے، دھوکہ دہی ،مکروفریب کا انجام درست نہیں ہوتا، خود دھوکہ باز ہی ہمیشہ دھوکہ کھا جاتا ہے، اس سرکشی اور بدمعاشی کے انجام سے خود وہ دوچار ہوتا ہے، میں بھی انہیں دھوکہ بازوں ، مکّاروں اور چال بازوں میں سے ایک ہوں، اس کے شریک نے اس سے کہا: یہ کیسے ہوا؟ اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا، اور پوری روداد اس سے بیان کردی، اس سے اس کے شریک نے کہا: اس بارے میں تمہاری مثال تو چور اور تاجر کی سی ہوگئی ہے، شریک نے کہا: یہ کیسے ہوا تھا؟

اس نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ: ایک تاجر کے گھر دو تھیلے تھے، ایک گیہوں سے بھرا ہوا، دوسرا سونے سے بھرا ہوا، بہت دنوں سے چور اس کے تاک اور گھات میں لگے ہوئے تھے، ایک دن تاجر جب کسی کام میں لگا ہوا تھا، چور اس کو غفلت میں پاکر اس کے گھر میں گھس گئے، اور وہاں کسی گوشے میں چھپ گئے، انہوں نے جب اس تھیلے کو لینا چاہا جس میں دنانیر تھے، تو وہ غلطی سے وہ تھیلا لے بیٹھے جس میں گیہوں تھے، اور یہ سمجھا کہ اسی میں سونا ہے، یہ اس طرح محنت ومجاہدہ کرتے ہوئے اسے اپنے گھر لے آئے، جب انہوں نے وہ تھیلا کھولا اور اس میں موجود چیز کا علم ہوا تو وہ بہت زیادہ شرمندہ ہوئے۔

اس سے دھوکہ باز نے کہا: کیا ہی تم نے قریبی مثال دی، تم نے قیاس کرنے میں کوئی تجاوز نہیں کیا، میں تم سے اپنی غلطی اور گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، مجھ سے اس طرح کے گناہ کا صادر ہونا مشکل ہے؛ لیکن انسان کا بدتمیز نفس اسے برائی کا حکم کرتا ہے، اس کے شریک نے اس کی معذرت قبول کرلی، اس کو ڈانٹ ڈپٹ اور اس پر اعتماد کرنے سے اعراض کیا اور اسے اس کی اس بدکرداری اور جہالت پر ندامت اور شرمندگی ہوئی۔

ہمارے اس کتاب کے ناظرین کو یہ چاہیئے کہ ان کا مطمح نظر اس کتاب کے نقش ونگار کے تلاش وجستجو نہ ہو؛ بلکہ ان کی نگاہ اس کتاب میں شامل امثال پر ہو، جب وہ اس

عمل سے فارغ ہوجائیں ،تو ہر مثال اور لفظ پر غور وفکر کریں،اس میں اپنی تمام فکری صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں،ان تینوں بھائیوں میں سے اس چھوٹے بھائی کے مانند ہوجائیں،جن کے باپ نے ان کے لئے ڈھیر ساری دولت اکھٹا کر رکھی تھی ،وہ لوگ آپس میں جھگڑ پڑے ،رہے دو بڑے بھائیوں نے غیر ضروری جگہوں میں سارے مال ودولت کوصرف کر ڈالا ،چھوٹے بھائی نے اپنے بھائیوں کے اسراف وفضول خرچی اوران کے تنگ وتنگ ہوجانے اوران کے انجام کودیکھ کر،وہ اپنے آپ سے مشورہ کرنے لگا،اور کہنے لگا:اے میری ذات !مال کوآدمی ہر طریقے سے جمع کرتا ہے،اس سے اس کا مقصود اپنے احوال کو درست کرنا،اپنے معاش،دنیااور لوگوں میں اپنے مقام ومرتبہ کو بنانا ،دوسروں سے استغناء اور مال کواس کے مصرف :صلہ رحمی ،اہل واولاد پر خرچ اور بھائیوں پر فضل واحسان کرنا ہوتا ہے،جس کے پاس مال ہووہ اس کواس کے مصرف پر نہ لگائے ،تو ایسا شخص امیر ہونے کے باوجود فقیر ومحتاج شمار ہوتا ہے،اگر وہ مال کی اچھی طرح حفاظت کرتا ہے،اوراس کے حقوق ادا کرتا ہے،تو اس سے دونوں چیزوں میں سے کوئی چیز فوت نہیں ہوتی ،اس کی دنیا بھی باقی رہتی ہے،اوراس کا ذکر خیر بھی برقرار رہتا ہے،اگر وہ مال کوغیر معروف مصرف اور بے محل خرچ کرنا چاہتا ہے،تو اس کا مال تلف اور برباد ہوجاتا ہے، اوروہ نادم وشرمندہ رہ جاتا ہے،اس بارے میں میری رائے یہ ہے کہ میں اس مال کو باقی رکھوں ،مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل مجھ کو اس سے نفع پہنچائے گا،اور میرے ہاتھوں میرے دونوں بھائیوں کو بے نیاز کردے گا،چونکہ یہ میرے اوران دونوں کے باپ کا مال ہے،خرچ کئے جانے کا مستحق رشتہ دار ہوتا ہے،گرچہ وہ دور ہی کیوں نہ ہو،یہ تو میرے بھائی ہیں،؟ وہ ان دونوں کو لے کرآ گیا اوراپنے مال میں ان دونوں کوحصّہ دیا۔

ایسے ہی اس کتاب پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ بغیر کسی تنگ دلی،اکتاہٹ اورکبیدگی کے اس کا مطالعہ کرے،اوراس کے اصل مطالب ومعانی کوتلاش کرے،یہ خیال نہ کرے کہ اس کا مقصود محض دو جانوروں کی مکر وتدبیر کو بتلانا،یا کسی درندے کی بیل سے گفتگو ہے،اس طرح سے تو وہ مقصود سے ہٹ جائے گا،اوراسکی مثال

اس شکاری کے طرح ہوجائے گی، جو کسی خلیج میں چھوٹی سی کشتی پر مچھلیاں شکار کرتا تھا، ایک دن اس نے وہاں ایک خوبصورت چمکتی ہوئی سیپی دیکھا، اس نے اسے قیمتی ہیرا تصور کیا، اس نے اپنا جال پانی میں ڈالدیا، اس میں مچھلیاں بھی تھیں...... جو اس کا دن کا رزق تھا، اس نے اسے وہیں چھوڑ کر سیپی کو لینے کے لئے اپنے آپ کو پانی ڈال دیا، جب اس نے سیپی کو نکالا تو وہ خالی تھی، اس کے گمان کے مطابق کچھ نہیں تھا، لالچ کی وجہ سے اپنے ہاتھ میں موجود چیز کے چھوڑ دینے پر اسے افسوس ہوا، اور اس کی فوت شدہ چیزوں پر اسے غم ہوا، وہ دوسرے دن اس جگہ سے ہٹ کر اپنا جال ڈالا، اسے ایک چھوٹی مچھلی ہاتھ لگی، اس نے وہاں ایک چمکدار سیپی دیکھا، اس پر اس نے توجہ نہیں دی، اس کے حوالے سے اسکا گمان خراب ہوگیا، اس نے اسے چھوڑ دیا، وہاں سے دوسرے شکاریوں کا گذر ہوا، انھوں نے وہ سیپی لے لی، اس میں ان کو بے شمار دولت کے مساوی موتی حاصل ہوا، ایسے ہی ناواقف لوگ اگر اس کتاب میں غور وفکر کو ترک کردیں گے، اس کے مطالب ومعانی کی گہرائی، اور پوشیدگیوں کو چھوڑ دیں گے اور اس کے ظاہری نقوش کو لے لیں گے تو یہ کتاب ان کے لئے بے فیض ہوجائے گی۔

جو شخص اپنی کوشش کو محض مزاح ومذاق سے متعلق ابواب پر صرف کرے گا تو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہوجائے گی، جس نے ایک خوشگوار زمین اور بہترین بیج پائے، اس نے اس کی کھیتی کی اور اس کو پانی سے سیراب کیا، جب اس کے پھل کی آمد کا وقت آگیا، اور پھل پک گئے تو اس کی پھول اکٹھا کرنے اور کاٹنے کی مشغولیت نے اسے بالکل غافل کردیا، اس کی اس غفلت کی وجہ سے وہ بہترین فائدہ اور اچھے منافع سے محروم رہ گیا۔

ناظرین کتاب کو چاہیے کہ اس کتاب کے چار مقاصد کو پیش نظر رکھیں:

ایک تو اس میں غیر زبان دار جانوروں کی زبانی اس کتاب کو ترتیب دینے سے جو ارادہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ: مزاح ومذاق کے شوقین نوجوان اس کو بجلد لیں، اور یہ چیز ان کو بھا جائے؛ چونکہ یہ جانوروں کی عجیب وغریب تدابیر اور مکر وفریب سے یہی مقصود ہے۔

دوسرے جانوروں کے خیالات کومختلف رنگ وآہنگ میں پیش کرنے کا ارادہ کیا کیا ہے؛ تا کہ یہ چیز بادشاہوں کے لئے انسیت کا باعث ہواور وہ ان تصاویر کی تفریح کے لئے اس کے حریص اور شوقین ہوں۔

تیسرے: یہ کتاب اسی شکل میں رہے، اسے بادشاہ اور بازاری لوگ اسی طرح لیں؛ تا کہ یہ کتاب بکثرت لکھی جائے اور اس کا سلسلہ نہ ٹوٹے اور گذرتے زمانے کے ساتھ پرانی ہوتی جائے، اس سے تصویر کشی کرنے والے اور قلم کار فائدہ حاصل کریں۔

چوتھا مقصد: یہ منتہائے مقصود بھی ہے اور یہ فلسفیوں کے ساتھ خاص ہے۔

محمد رفیع الدین حنیف قاسمی

مقدمۂ کتاب

بہود بن سحوان نے جو علی بن شاہ فارسی کے نام سے جانا جاتا تھا، اس نے یہ مقدمہ لکھا ہے، اس میں اس نے ان وجوہات کا ذکر کیا ہے کہ جس کی وجہ سے، ہندوستانی فلسفی، برہمن قوم کا پیشوا، بیدبا نے ہندوستانی بادشاہ ''دبشلیم'' کے لئے یہ کتاب لکھی ہے، اور اس کا نام ''کلیلہ دمنہ'' رکھا ہے اور اسے جانوروں اور پرندوں کی زبان دی ہے، مقصود اس کا یہ تھا کہ وہ اس کے پس پردہ اسباب ومقاصد کو عوام سے پوشیدہ رکھا چاہتا تھا، ذلیل اور گھٹیا لوگوں سے بھی وہ کتاب کے مشمولات محفوظ رکھنا چاہتا تھا، حکمت اس کے اقسام اور اس کے محاسن وخوبیوں کی پردہ پوشی بھی مقصود تھی؛ چونکہ یہ چیز ایک فلسفی کے لئے نہایت کشادگی اور وسعت، اس کے افکار وخیالات کے دروازوں کو وا کرنے والی، حکمت سے لگاؤ رکھنے والوں کے تعلیم وتہذیب کا ذریعہ اور اس کے متلاشیوں کے لئے شرافت وکرامت کا باعث تھی۔ اس نے ان وجوہات کا بھی ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے کسریٰ انوشرواں بن قباذ بن فیروز شاہِ فارس نے طبیبوں کے سردار ''برزویہ'' کو ملک ہند بھیجا تھا، یعنی ''کلیلہ دمنہ'' کتاب کے لئے، برزویہ کے ہندوستان آنے پر اس کے نرم رویہ، اس کے پاس اس آدمی کی آمد جس نے اسے بادشاہ کے خزانے سے چپکے سے کتاب کی نقل کروائی تھی، اس کے ساتھ وہاں اسے جو علماء ہند کی کتابیں ملی ہیں، ان تمام کا ذکر کیا ہے، مزید یہ بھی ذکر کیا ہے کہ کس نے برزویہ کو بادشاہِ ہند کے پاس اس کتاب کی نقل کروانے کے لئے بھیجا تھا، یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے کی مہارت کے لئے کن کتابوں کا مطالعہ، کس غور وفکر، بات کی اندرونی حقیقت کا سمجھنا ضروری تھا، اگر یہ چیزیں نہیں ہوتی ہیں تو اس کا مقصد تمام حاصل نہیں ہوسکتا، پھر اس نے برزویہ کی آمد

اوراس کے بلند آواز میں کتاب پڑھ کرسنانے کا ذکر کیا ہے،اور وہ وجہ بھی ذکر کی ہے کہ جو ''بزرجمہر'' (کسریٰ کے وزیر) کے لئے ''طبیب برزویہ'' نامی باب قائم کرنے کا باعث ہوئی،جس میں اس نے برزویہ کے ابتداء تا آخر احوال ،اس کی سن ولادت ،پھراس نے جوادب وحکمت میں کمال حاصل کیا،حکمت کے تمام فنون کی چھان بین اور کھوج کی اور''شیراور بیل'' نامی باب سے کتاب کی ابتداء کی ،ذکر کیا ہے۔

علی بن شاہ فارسی کہتے ہیں،جس وجہ سے فلسفی''بیدبا'' نے ہندوستان کے بادشاہ ''دبشلیم'' کے لئے'' کلیلہ دمنہ'' نامی کتاب لکھی ہے،وہ یہ ہے کہ ذوالقرنین سکندررومی جب مغربی سمت کے بادشاہوں سے نمٹ چکا،تواس نے مشرقی سمت کے فارسی بادشاہوں کارخ کیا،برابروہ ان لوگوں سے جواس سے لڑائی کرتے رہے،لڑائی کرتا رہا،جنھوں نے مقابلہ آرائی کی ان سے مقابلہ کرتا رہا،جنھوں نے اس کے ساتھ مصالحانہ روش اختیار کی ،صلح کرتا رہا،اولاً تو اس نے ملکِ فارس کے بادشاہوں سے لڑائی کی ،جب وہ ان پر مکمل غالب آچکا،دشمنوں کو زیر کر چکا،محاربین پر اس کا پلہ بھاری ہو چکا،اور انھیں ٹکڑیوں اور جماعتوں میں بانٹ چکا،تو یہ لشکر کے ساتھ ملکِ چین کے سمت چلا،اس نے درمیانِ راہ میں شاہِ ہند کو مطیع وفرماں بردار ہونے کی دعوت دی،اس وقت ہندوستان پر ایک بااثر اورنہایت ہی طاقتور بادشاہ حکمراں تھا،جس کا نام''فور'' تھا،جب اسے ذوالقرنین کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس سے لڑنے کے لئے تیار ہوگیا،اس کے لئے پوری تیاری کی ،اپنی پوری طاقت وقوت کو اکٹھا کیا،اس کے لئے جم غفیر کو جمع کیا،سارے سامانِ حرب اکٹھا کئے،جن میں جنگی ہاتھی ،حملہ آور ہونے والے درندے ،اس کے ساتھ ساتھ ،زین پہنائے ہوئے گھوڑے ،نہایت کاٹ کرنے والی تلواریں ،چمک دار نیزے۔ بہت جلد اس نے یہ تیاری کی ،جب ذوالقرنین ،فور ہندی کے قریب پہونچ چکا،اوراسے کالی رات کے مانند (بہت) گھوڑوں کی تیاری کا حال معلوم ہوا،(لشکر کی زیادتی) کہ اس سے پہلے اس جیسے لشکر سے اس علاقے میں اس کی کسی سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی تھی ،اگر اس نے لڑائی کے جلدی کی تو اسے اپنے سے کسی کوتاہی کے صادر ہونے کا اندیشہ تھا،ذوالقرنین نہایت

ہی چالاک، مکار، مدبر اور تجربہ کار شخص تھا، کچھ تدبیر کرنے کے لئے جنگ کو ٹالنا چاہا، اس نے اپنے لشکر کے ارد گرد خندق کھودی، وہیں ٹھہر کر جنگ کرنے کی تدبیر کرنے لگا کہ وہ جنگ کے لئے کیسے پیش قدمی کرے؟ اس نے نجومیوں کو بلایا، ان کو کسی ایسے مناسب دن کے طئے کرنے کو کہا کہ جس میں اسے شاہ ہند سے لڑائی کے لئے بابرکت گھڑیاں نصیب ہوں، نجومی اس مبارک دن کی کھوج میں لگ گئے۔

ذوالقرنین کا جہاں کہیں سے گذر ہوتا وہاں سے وہاں کے مشہور ہر قسم کے صنعت کاروں کو اپنے ساتھ کر لیتا، اس کے عزم وحوصلہ اور اس کی ذہانت وفطانت نے اسے ایک راہ یہ سمجھائی کہ وہ اپنے ساتھ موجود صنعت کاروں سے یہ پیشکش کرے کہ وہ ایک پیتل کا کھوکھلا، جوف دار گھوڑا تیار کریں جو پہیوں کے ذریعے چل سکے، اس گھوڑے پر انسانوں کے مجسمے ہوں، جب اسے ڈھکیلا جائے تو وہ تیزی سے چل سکے، اور ان سے یہ کہا کہ: جب وہ یہ گھوڑا تیار کر لیں تو اس کے جوف دار حصہ کو پٹرول اور گندھک سے بھر دیں، پھر اسے لباس پہنا کر قلب والے حصہ میں صف کے سامنے رکھیں، جس وقت دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہو جائیں اس میں آگ سلگا دیں، ہاتھی جب گھوڑ سواروں (پیتل کے) کو اپنے سونڈ میں لپیٹ لے گی تو آگ کے چرکے لگنے کی وجہ سے بھاگ کھڑی ہوگی، اس نے ان صنعت کاروں کو نہایت ہی عجلت اور پورے لگاؤ سے اس کام کرنے کی وصیت کی، انھوں نے اپنی کوشش صرف کی اور بعلجت اس کام کو پورا کیا، نجومیوں کا طئے کردہ دن بھی قریب آ گیا، ذوالقرنین کو ''فور'' کے پاس اپنے اطاعت وتابعداری کا پیغام پہونچانے کے لئے دوبارہ قاصد بھیجا، اس نے نہایت شدومد کے ساتھ اسکی مخالفت پر مشتمل جواب دیا، جب ذوالقرنین نے اس کے عزائم کی پختگی کو دیکھا تو اپنے ساز وسامان کے ساتھ اس کی طرف چل پڑا، فور نے ہاتھی کو اپنے آگے کیا، لوگوں نے ان گھوڑوں اور گھوڑ سواروں کے مجسموں کو آگے بڑھایا، ہاتھی ان کے جانب آگے بڑھ کر اپنے سونڈ میں ان مجسموں کو لپیٹنے لگا، جب اسے گرمی اور جلن محسوس ہوئی تو اپنے اوپر موجود لوگوں کو نیچے گرا دیا، اور انھیں پیروں سے روند دیا، اور وہاں سے شکست خوردہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا، جس چیز پر اس کی نظر

پڑتی یا جس کسی کے پاس سے اس کا گذر ہوتا اسے روند دیتا، فور اور اس کا لشکر بالکل بکھر گیا، سکندر کے فوجیوں نے ان کا پیچھا کیا، اور انھیں کاری ضرب لگائی .... سکندر چلا اٹھا، اے شاہِ ہند! سامنے آجاؤ، اور اپنے ساز و سامان اور اہل وعیال کی حفاظت کرلو، انھیں موت کے گھاٹ نہ اتارو، یہ انسانیت نہیں کہ بادشاہ اپنے سرمایہ کو مہلک اور خطرناک جگہوں پر تلف کردے؛ بلکہ اسے تو یہ چاہئے کہ اپنے مال اور اپنی جان سے اس کی حفاظت کرے، لشکر کو چھوڑ کر میرے سامنے آجاؤ، ہم میں سے جو شخص بھی اپنے مقابل کو ڈھیر کردے گا، وہی کامیاب شمار ہوگا، فور نے جب ذوالقرنین کی یہ بات سنی، تو اسے نے کامیابی کی امید میں اس سے مقابلہ کی ٹھان لی، اور اس لمحہ کو غنیمت سمجھا۔

اسکندر اس سے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا، وہ اپنے گھوڑوں کی پشتوں پر دن کے ایک حصہ تک ایک دوسرے سے مقابلہ آرائی کرتے رہے، ان میں سے کسی کو بھی اپنے ساتھی پر قابو نہیں مل پاتا تھا، وہ دونوں برابر معرکہ آرائی کرتے رہے، اسکندر جب بالکل عاجز اور بے بس ہوگیا، اسے کوئی موقع یا چانس نہ مل سکا، تو اس نے اپنے لشکر میں ایک زوردار چیخ ماری جس سے زمین اور لشکر لرز گئے، فور نے جس وقت اس چنگھاڑ کو سنی تو پیچھے متوجہ ہوا اسے وہ اپنے لشکر کے خلاف مکر تصور کیا، ذوالقرنین نے اس پر ایک کاری ضرب ایسی لگائی کہ وہ اپنے زین سے لڑھک گیا، پھر ایک دوسری ضرب لگائی تو وہ زمین پر ڈھیر ہوگیا، جب ہندوستانیوں نے اس مصیبت اور اپنے بادشاہ کے انجام کو دیکھا تو وہ لوگ اسکندر پر پل پڑے انھوں نے موت کے ارادہ سے اس سے لڑائی شروع کردی، اسکندر نے ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا، اللہ عزوجل نے اسے ان پر قابو دے دیا، اس طرح وہ ان کے ملک پر قابض ہوگیا، اور اپنے بااعتماد لوگوں کو ان پر مامور کیا، وہ ہندوستان میں اس وقت تک مقیم رہا جب تک اسے ان کے آپسی اتحاد و اتفاق کے بارے میں یقین نہ ہو چلا، اسی شخص کو اپنا نائب مقرر کرنے کے بعد وہ ہندوستان سے واپس ہوگیا، اور وہاں سے آگے کی مہم پر روانہ ہوگیا، جب سکندر اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ہندوستان سے دور چلا گیا، تو ہندوستانی سکندر کے نائب اور جانشین کی اطاعت سے مکر گئے، اور وہ لوگ یہ

کہنے لگے کہ سیاست میں اس بات کی گنجائش نہیں اور نہ ہی عام اور خاص طبقہ اس بات پر راضی ہے کہ کوئی غیر ان پر حکمرانی کرے؛ چونکہ یہ لوگ انھیں ہمیشہ ذلیل وحقیر ہی سمجھتے رہیں گے، انھوں نے یہ طئے کیا کہ وہ اپنے بادشاہ کی اولاد ہی میں سے کسی کو اپنا بادشاہ بنائیں گے، چنانچہ انہوں نے ''دبشلیم'' نامی ایک شخص کو اپنا بادشاہ بنالیا، سکندر کے جانشین کو اس عہدے سے معزول کردیا، یہ بادشاہ جب بالکل قابو یافتہ ہوگیا، اور اس کی بادشاہت مستحکم ہوگئی تو یہ نہایت سرکشی اور بدمعاشی پر اتر آیا، ظلم وجبر اور غرور وتکبّر کا مظاہرہ کرنے لگا، اپنے اطراف واکناف کے بادشاہوں پر حملہ آور ہونے لگا، وہ اپنی اس ظلم وزیادتی کے باوجود ہر جگہ سے کامیاب وبامراد واپس ہوتا، رعایا بھی اس سے خوف کرنے لگی، جب اس نے اپنی بادشاہت اور غلبہ کا یہ حال دیکھا تو وہ رعایا پر اور بھی ظلم وستم پر اتر آیا، ان کو اور بھی ذلیل تر اور حقیر تک سمجھنے لگا، ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے لگا، جیسے جیسے اس کے احوال مزید بلند تر ہوتے جاتے، وہ سرکشی میں بڑھتا جاتا، ایک زمانے تک اس کی یہی حالت رہی، اس زمانے میں ایک برہمن فاضل، حکیم شخص تھا جو اپنی شرافت ونجابت کے ساتھ معروف تھا، لوگ اپنے معاملات میں اسی کو فیصل بناتے، اس کا نام ''بیدبا'' تھا۔

جب اس نے بادشاہ کی یہ حالت اور رعایا کے ساتھ اس کے ظلم وستم کو دیکھا، تو وہ اسے اس ظلم وجور سے باز رکھنے اور اسے عادل اور منصف بنانے کی تدبیر سوچنے لگا، اس نے اس کے لئے اپنے شاگردوں کو اکٹھا کیا، اور ان سے کہا: تم جانتے بھی ہو میں تم سے کیا مشورہ کرنے والا ہوں؟ دیکھو میں نے دبشلیم، اس کی ناانصافی، بدبختی، بدکرداری اور رعایا کے ساتھ اس کے برے سلوک کے بارے میں غور وفکر کیا ہے، جب بادشاہ سے اس قسم کی چیزیں سرزد ہوتی ہیں تو ہم اپنی وسعت بھر انھیں بھلائی اور انصاف کا عادی بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اور جب ہم اپنی اس ذمہ داری سے غفلت اور روگردانی کرتے ہیں تو ہم پر مصائب آن پڑتے ہیں، اور خراب چیزیں ہم پر وارد ہوتی ہیں، اس وقت ہم ان نادانوں میں سے سب سے بڑے ناداں اور ان کے بااثر لوگوں میں سب سے حقیر تر شمار ہوتے ہیں،، میری اس کے بارے میں جلاوطنی کی رائے تو نہیں ہے، اور نہ ہی عقل ودانائی

کے اعتبار سے اسے اس کی بداطواری، اور بدسلوکی پر برقرار رکھا جا سکتا ہے، اور نہ ہی ہم اپنی زبانوں کے استعمال کے بغیر اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں، اگر ہم اس بارے میں کسی دوسرے سے مدد کے طالب ہوں گے تو وہ بھی ہمارے واسطے اس سے دشمنی مول لینے کے لئے تیار نہ ہونگے، اور اگر اسے ہماری اس کی مخالفت اور اس کی بدتمیزی کی مخالفت کا پتہ چل جاتا ہے تو اس صورت میں بھی ہماری ہلاکت کا اندیشہ ہے، تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ درندوں، کتوں، سانپ اور بیل کی ہم نشینی، جگہ کی عمدگی، زندگی کی خوشگواری کے باوجود اپنے نفس کو دھوکہ دینا ہے، ایک فلسفی شخص کے لائقِ حال یہ بات ہوتی ہے کہ اس کی قوتِ فکر کا مصرف ایسی چیز ہو جس سے اپنی آپ کو مصائب وحوادث سے بچا سکے اور پسندیدہ چیزوں کے حاصل کرنے کے لئے اندیشوں کو ختم کرتا رہے، میں نے سنا ہے کہ ایک فلسفی نے اپنے شاگرد کو یوں لکھا ہے کہ: برے لوگوں کی ہم نشینی، ان کے ساتھ نشست وبرخواست کی مثال سمندر کے مسافر کی سی ہے کہ اگر وہ ڈوبنے سے بچ بھی جائیں تو اس کے اندیشوں سے تو مامون نہیں ہو سکتا ہے؛ لہٰذا جب وہ اپنے آپ کو مہلک او رخوف واندیشوں سے بھرپور جگہوں پر ڈال دیتا ہے تو وہ اس گدھے کے مانند شمار ہوتا ہے جسے عقل سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا، چونکہ حیوانات میں بھی یہ چیز ودیعت کی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ بھی نفع بخش چیزوں سے واقف ہوتے ہیں، اور تکلیف دہ چیزوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں، یہ اس وجہ سے کہ ہم نے حیوانات کو کہیں نہیں دیکھا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکتوں میں ڈالتے ہیں، وہ جب کسی مہلک جگہ کے قریب ہوتے ہیں، تو اپنی طبعی اور فطری صلاحیتوں کے ذریعے۔ اپنی جان کی حفاظت کے خاطر۔ اس سے دوری اور کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔

میں نے اس کے واسطے تمہیں اس لئے اکھٹا کیا ہے کہ چونکہ تم لوگ ہی میرے اہل خاندان، میرے رازدار اور میرے جائے پناہ ہو، میں تم سے مدد طلب کرتا ہوں، اور تم ہی پر بھروسہ اور یقین کرتا ہوں؛ چونکہ اپنے معاملے کا تنہا، اپنی رائے کا یگانہ شخص جہاں کہیں بھی ہونا کام ہوتا ہے، اس کا ہم نوا نہیں ہوتا، بسا اوقات ایک عقل مند شخص اپنی حسن

تدبیر کے ذریعے وہاں تک پہنچ جاتا ہے، جہاں گھوڑے اور لشکر بھی نہیں پہنچ پاتے، اس کی مثال یہ ہے کہ: قبّرہ نامی ایک پرندہ نے زیر زمین ایک گھر بنایا، جس راستے پر اس نے گھر بنایا تھا وہ ہاتھی کا رہ گذر تھا، ہاتھی پانی پینے کے لئے ادھر آیا جایا کرتا تھا، اس نے وہاں انڈے بھی دیئے، حسب عادت ایک روز ہاتھی کا وہاں سے گذر ہوا، وہ پانی پینے کے لئے چشمہ کے پاس جا رہا تھا کہ اس نے اس پرندے کے گھر کو اپنے پیروں تلے روند دیا، اور اسکے انڈوں کو چکنا چور کر دیئے، اور اس کے چوزوں کو مار ڈالا، اس نے جب یہ بری حالت دیکھی تو سمجھ گیا کہ یہ تکلیف اسے ہاتھی ہی سے پہنچی ہے، کسی دوسرے سے نہیں، چنانچہ وہ اڑ کر اس کے سر پر جا بیٹھا اور رونے لگا، پھر کہنے لگا: بادشاہ سلامت! تم نے میرے انڈے کیوں توڑ دیئے؟ اور میرے چوزوں کو کیوں مار ڈالا؟ حالانکہ میں تمہارا پڑوس ہوں، کیا تم نے مجھے یہ اپنے مقابل حقیر سمجھ کر کیا ہے، یا میری تذلیل مقصود تھی؟ ہاتھی نے کہا: ہاں میں نے اس لئے یہ سب کیا ہے، وہ ہاتھی کے پاس سے پرندوں کے جھنڈ کے پاس گیا، اور ان سے ہاتھی سے پہنچنے والی تکلیف کا ذکر کیا، پرندوں نے اس سے کہا: ہم اس سے بدلہ نہیں لے سکتے، چونکہ ہم پرندے ہیں، ہماری کیا حیثیت؟ اس پرندے نے چیلوں اور کوؤں سے کہا: میری یہ خواہش ہے کہ تم لوگ وہاں چل کر اس کی آنکھیں پھوڑ دو، پھر اس کے بعد میں ایک دوسری تدبیر کروں گا، انہوں نے اس کی بات مان لی، اور ہاتھی کے پاس چل پڑے، وہ ہاتھی کے آنکھوں کو اپنی چونچ سے زخمی کرتے رہے؛ یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھیں چلی گئیں، وہ کھائے پیئے بغیر یوں ہی پڑا رہا، اس جگہ پر جو کچھ میسّر آتا کھالیتا، جب اس پرندے کو ہاتھی کی اس حالت کا علم ہوا تو ایک تالاب کے پاس آیا، جس میں بے شمار مینڈک تھے، ان سے خود کو پہنچنے والی تکلیف کا ذکر کیا، مینڈکوں نے کہا: اس قدر بڑے ہاتھی کے مقابلے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہماری اس کے مقابل کیا حیثیت؟ پرندے نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ قریب ہی ایک گڑھے پاس چلو، اور وہاں ٹرٹر کرنے لگو؛ چونکہ ہاتھی جب تمہاری آوازیں سنے گا تو اسے وہاں پانی کی موجودگی کا یقین ہو جائے گا، اس طرح وہ گڑھے میں گر پڑے گا، مینڈکوں نے اس کی

بات مان لیا اور اس گڑھے میں اکھٹا ہو گئے، ہاتھی نے مینڈکوں کی پکار سنی تو پیاس کے مارے آگے بڑھا اور اس گڑھے میں گر پڑا، قبّرہ پرندہ اس کے سر پر بیٹھ کر رقص کرنے لگا، اور یہ کہنے لگا: اے بد معاش! اپنی طاقت کے نشاں میں چور، مجھے حقیر سمجھنے والے، دیکھا تیرے بھارے ڈیل ڈول والے جسم کے مقابلے میں میرے کمزور جسم کے باوجود کیسی بڑی تدبیر میں نے کی ہے؟

لہٰذا تم میں کا ہر ایک اپنی رائے پیش کرے، ان شاگروں نے کہا: آپ ہی ہم میں برتر اور بلند تر ہیں، آپ کی رائے اور فہم کے مقابلے میں ہماری رائے اور فہم کی کیا اہمیت؟ ہاں البتہ ہمیں یہ پتہ ہے کہ مگر مچھ کے ساتھ تیراکی خطرناک ہوتی ہے، اس میں غلطی تیراک ہوتی ہے، جو مگر مچھ کی موجودگی میں پانی میں جاتا ہے، جو شخص سانپ کے کچلیوں سے زہر نکال کر، اس زہر کا اپنے اوپر تجربہ کرتا ہے، تو اس میں سانپ کی غلطی نہیں ہوتی، جو شخص ایسے جنگل میں جس میں شیر ہو چلا جاتا ہے، تو وہ شیر کے حملہ سے محفوظ نہیں ہوسکتا ہے۔ اس بادشاہ کو نہ حوادثات کا خوف ہے، اور نہ ہی گردشِ زمانہ نے اسے کوئی سبق سکھایا ہے، ہم نہ آپ کو اور نہ خود کو اس کے ظلم وتعدی سے مامون سمجھتے ہیں، اگر آپ نے اس کی ناپسندیدہ بات کے حوالے سے اس سے ملاقات کی تو ہمیں آپ پر اس کے ظلم وستم کا اندیشہ ہے، حکیم بیدبا نے کہا: اللہ کی قسم جو کچھ تم نے کہا ہے، بالکل درست کہا ہے؛ لیکن صاحب حوصلہ شخص اپنے سے کمتر یا برتر شخص سے مشورہ کرنے سے پیچھے نہیں رہتا، انفرادی رائے نہ خواص میں معتبر سمجھی جاتی ہے اور نہ ہی عوام میں وہ قابلِ قبول ہوتی ہے، میں نے دبشلیم سے ملاقات کا عزم کر لیا ہے، اور میں نے تمہاری بات سن لی ہے، تمہاری نصیحت بھی میرے لئے واضح ہو چکی ہے، لیکن میں نے ایک عزم وارادہ کیا ہے، بادشاہ کے پاس میری گفتگو اور اور اس کے ساتھ میرا مباحثہ تم کو معلوم ہو جائے گا، بادشاہ کے پاس سے میرے نکلنے کے وقت میرا تمہارے پاس سے گذر ہو تو تم میرے پاس اکٹھا ہو جانا، اس کے بعد وہ ان کے پاس سے چلا گیا، وہ لوگ اس کی سلامتی کی دعا کرنے لگے۔

پھر بیدبا نے بادشاہ کے پاس جانے کے لئے ایک دن متعین کیا، جب اس کا طئے

کردہ وقت ہو چلا تو اس نے اپنے اوپر بالوں کی ایک چادر جو برہمن کا لباس ہوتا ہے، ڈالی اور پھر بادشاہ کے گھر چلا، بادشاہ کے سکریٹری کے بارے میں دریافت کیا، تو اسے اس کے بارے میں بتلایا گیا، بادشاہ نے اسے سلام کیا اور اسے اپنے آمد کی وجہ بتلائی، اس سے یوں کہا: میں بادشاہ کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں، اجازت دینے والا فوراً اسی وقت بادشاہ کے پاس گیا، اور کہا کہ: دروازے پر بیدبا نامی ایک برہمن شخص ہے، وہ بادشاہ کو کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہے، چنانچہ اسے اجازت مل گئی، وہ اندر جا کر بادشاہ کے روبرو کھڑا ہو گیا، اس کے لئے سجدۂ تعظیمی بجالایا، اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اور چپ سادھے رہا، دبشلیم اس کی خاموشی پر فکرمند ہو گیا، اور کہنے لگا: یہ دو ہی وجہ سے ہمارے پاس آسکتا ہے : یا تو کسی ایسی چیز کی جستجو میں جس سے اس کی بگڑی بن جائے، یا اس کو کوئی ایسا معاملہ درپیش ہے، جس کی دفاع کی اس میں سکت نہیں، پھر کہنے لگا: اگر بادشاہ اپنی سلطنت کی وجہ سے صاحب المرتبت شمار ہوتے ہیں، تو حکماء اپنی حکمت ودانائی کی وجہ سے اس سے کہیں بڑے رتبے کے حامل ہوتے ہیں؛ چونکہ حکماء اپنے علم ودانش کی وجہ سے بادشاہوں سے بے نیاز ہوتے ہیں، اور بادشاہ اپنے مال ودولت کی وجہ سے حکماء سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، میں نے علم وحیاء کو لازم وملزوم پایا ہے، اگر ان میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو تو دوسرا بھی اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتا، جیسے دو مدمقابل (دو جوڑے) ان میں سے اگر کوئی فوت ہو جائے تو دوسرے کو اپنے ساتھی پر افسوس کی وجہ سے زندگی ہی اچھی نہیں لگتی، جو شخص حکیموں سے حیاء نہیں کرتا، ان کا اعزاز واکرام نہیں کرتا، دوسروں کے مقابل ان کی فضیلت وبرتری کا معترف نہیں ہوتا، اور نہ حکیموں کو ذلت وخواری کی جگہوں سے بچانے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے، تو یہ شخص محروم العقل، اپنی دنیا کو خسارہ میں ڈالنے والا، حکیموں کے حقوق کا ناپاسدار اور جاہلوں میں اس کا شمار ہوتا ہے، پھر بیدبا کی جانب اپنے سر کو اٹھا کر اس سے کہنے لگا: بیدبا! میں تمہیں خاموش دیکھ رہا ہوں، تم اپنی ضرورت پیش نہیں کر رہے ہو، اور نہ ہی مطلوب کو ذکر کر رہے ہو، میں نے کہا: جس چیز نے اسے خاموش کر رکھا ہے یا تو اس پر طاری ہونے والا رعب ودبدبہ ہے یا کسی حیران کن امر نے

اس پر یہ حالت طاری کی ہے، میں نے اس وقت تمہارے اس طویل خاموشی کے بارے میں سونچا ہے، میں نے کہا: بیدبا میرے پاس یوں ہی بغیر کسی وجہ سے نہیں آسکتا؛ چونکہ یہ اپنے زمانہ کا غیر معمولی شخص ہے؛ کیوں نہ ہم یہاں سے اس کی آمد کے بارے میں دریافت کریں؟ اگر اس کو ظلم وستم کا سامنا ہے تو میں اس کی مدد اور اس کی عزت واحترام اور اس کے مطلب ومقصد تک پہونچنے کے لئے آگے آؤں، میں اس کا زیادہ حق دار ہوں، اگر اس کا مقصد کوئی دنیوی غرض ہے تو میں اسے اس کی محبوب چیز دے کر اسے راضی کراؤں گا، یا اگر وہ بادشاہ سے متعلق کوئی معاملہ ہے اور وہ ایسی چیز ہے کہ بادشاہ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اس میں اپنے اوپر اس کو ترجیح دے یا اس کی اطاعت قبول کرے، تو میں اس کی سزا کی مقدار کے بارے میں دیکھ لوں گا، اس جیسا شخص اپنے آپ کو بادشاہ سے متعلق معاملات میں دخل اندازی کی جرأت نہیں کرسکتا، اگر رعایا سے متعلق کوئی ایسی چیز ہے، جس کے بارے میں وہ میری توجہ کا طالب ہے، تو میں دیکھوں گا کہ وہ کیا چیز ہے؟ چونکہ حکیم بھلائی ہی کا مشورہ دیتا ہے، جب کہ جاہل اس کے خلاف مشورہ دیتے ہیں۔

میں تمہیں بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں، بیدبا نے بادشاہ کی یہ گفتگو سنی، تو اس کے سامنے کھڑا ہو گیا، اور کہا: میں سب سے پہلے یہ کہتا ہوں کہ: اللہ تعالیٰ سے میں دعا گوں ہوں کہ تمہاری یہ سلطنت ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہے؛ چونکہ بادشاہ نے مجھے وہ مقام دیا ہے جو میرے بعد والے علماء کے لئے شرف وعزت کی چیز ہے، اور حکماء کے لئے تا ابد باقی رہنے والی یادگار ہے، بادشاہ کی اس عزت افزائی کی وجہ سے وہ اس کی طرف نہایت جوش وخروش کے ساتھ متوجہ ہوا اور کہنے لگا: بادشاہ نے اپنے اکرام واحسان کے ذریعے مجھ پر مہربانی کی ہے، جس کی وجہ سے میں بادشاہ کے پاس آیا ہوں، جس چیز نے مجھے بادشاہ سے گفتگو کا خطرہ مول لینے اور اس کے لئے جرأت کرنے پر اکسایا، بادشاہ کو ایک خصوصی نصیحت کرنا ہے، بادشاہ کے متعلقین یہ جان لیں گے کہ میں نے بادشاہ کے حق میں حکماء کے واجب تک پہونچنے کی پوری کوشش کی ہے، اگر بادشاہ میری بات کو کشادہ دلی کے

ساتھ لیتا ہے اور اسے اپنے پلّے باندھ لیتا ہے تو وہ اس کا اور اپنی رائے پر عمل پیرا ہونے کا زیادہ حق دار ہے، اور اگر وہ اس کو ٹھکرا دیتا ہے تو میں نے اپنے واجب کو ادا کر دیا ہے، اور میں لعنت وملامت سے بری ہوں، بادشاہ نے کہا: بیدبا! تم جیسے چاہو گفتگو کرو، میں پورے غور اور توجہ کے ساتھ تمہاری بات سن رہا ہوں، تم اول تا آخر مکمل بات کہہ دو میں تمہارے لائق حال گفتگو کی اجازت دیتا ہوں، بیدبا نے کہا: میں نے انسان میں دیگر حیوانات سے ممتاز کرنے والی چار چیزیں پائیں ہیں، پوری دنیا کی اصل بھی یہی چیزیں ہیں، یہ حکمت، عفت، عقل اور عدل ہیں، علم وادب اور روایات یہ حکمت کے تحت آتے ہیں، حلم وبردباری، صبر وقار یہ عقل کے تحت آتے ہیں، حیاء، سخاوت، اپنے آپ کو مواقع ہلاکت سے بچانا، خسیس وذلیل کاموں سے اپنے آپ کو دور رکھنا، یہ چیزیں عفت کے قبیل سے ہیں، سچائی، حسن سلوک، محاسبہ نفس اور حسن اخلاق یہ عدالت کے دائرہ میں آتے ہیں، یہ چیزیں محاسن (خوبیوں) ہیں اس کی اضداد ومعایب ہیں، یہ چیزیں جب کسی میں کامل طریقے پر موجود ہوتی ہیں، تو نعمتوں کی زیادتی نہ اسے دنیا کے حوالے سے بدقسمتی میں مبتلا کرتی ہیں، اور نہ ہی اس کی آخرت میں کسی کمی اور نقص کا اندیشہ اسے ہوتا ہے، یہ شخص جس چیز کے باقی رہنے میں توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو، اس پر افسوس نہیں کرتا، اور نہ اس کی املاک میں جو تقدیری فیصلے ہوتے ہیں اس پر ناراض ہوتا ہے، اور نہ ہی کسی تکلیف کے پہونچنے پر وہ حیرت زدہ ہوتا ہے، حکمت یہ ایسا خزانہ ہے جو خرچ کرنے پر بھی ختم نہیں ہوتا، یہ ایسا ذخیرہ ہے جس کے خرچ پر کنگال ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا، ایسا جوڑا ہے جو پرانا نہیں ہوتا، یہ ایسی لذت ہے جو بالکل ختم نہیں ہوتی، اگر میں اپنی اس جگہ بادشاہ کے روبرو ہوتا تو بات چیت شروع کرنے سے رکا ہی رہتا، یہ محض بادشاہ کے رعب ودبدبہ اور اس کے عظمت وجلال کی وجہ سے ہوتا ہے، اللہ کی قسم! بادشاہ ان سے خوف کئے جانے کے لائق ہوتے ہیں، خصوصاً اس وقت جب بادشاہ اپنے دیگر پیشروؤں کے مقابلے اس عظیم رتبہ اور حیثیت کا حامل ہو، علماء نے یوں کہا ہے: خاموشی اختیار کرو؛ چونکہ سلامتی اسی میں ہے، بیکاری اور فضول گفتگو سے احتراز کرو؛ چونکہ اس کا انجام ندامت وشرمندگی ہے۔

یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ چار عالم بادشاہ کے دربار میں موجود تھے، ان سے بادشاہ نے کہا: تم میں ہر شخص خالص ادب پر مشتمل بات کہے، ان میں سے ایک شخص نے کہا: علم کی سب سے بڑی خصوصیت خاموشی ہوتی ہے، دوسرے نے کہا: انسان کے لئے سب سے نفع بخش چیز یہ ہے کہ وہ عقل سے اپنے رتبہ کو جانے، تیسرے نے کہا: انسان کے واسطے سب سے فائدہ مند چیز لایعنی سے احتراز ہے، چوتھے نے کہا: انسان کی راحت اس میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کردے۔

کسی وقت چند مملکتوں کے بادشاہ یکجا ہوئے، جن میں چین، ہندوستان، فارس اور روم کے بادشاہ شامل تھے، ان لوگوں نے کہا کہ: ہم میں کا ہر شخص کوئی ایک بات ایسی کہے جو تاریخ میں قلمبند ہوجائے، چین کے بادشاہ نے کہا: میں اپنی خاموشی کا دفاع اپنے بول کے مقابلے میں زیادہ کرسکتا ہوں، ہندوستان کے بادشاہ نے کہا: مجھے اس شخص پر بڑا تعجب ہوتا ہے جو کوئی بول بولتا ہے، اگر وہ بات اس کے اپنے حق میں ہوتی ہے تو وہ اس کے لئے نفع بخش نہیں ہوتی، اگر وہ اس کے خلاف ہوتی ہے تو اسے ہلاکت میں ڈال دیتی ہے، فارس کے بادشاہ نے کہا: اگر میں بولی بولتا ہوں تو یہ بول مجھ پر بھاری ہوتے ہیں، اگر میں کچھ نہیں کہتا ہوں تو میں ان بول پر بھاری ہوتا ہوں، رومی بادشاہ نے کہا: خاموشی پر مجھے کبھی شرمندگی نہیں ہوئی، ہاں البتہ بولنے نے مجھے ضرور شرمندہ کیا ہے، بادشاہوں کے یہاں خاموشی اُس بکواس سے بہتر ہے، جو بالکل بے فائدہ ہو، انسان اپنی زبان ہی سے بہت زیادہ گمراہ اور گم کردہ راہ ہوجاتا ہے، لیکن بادشاہ نے اللہ ان کی عمر دراز کرے، جب مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے، تو بہتر یہ ہے کہ جو امور میرے پیش نظر ہیں ان میں سے ان کا اظہار کروں جس کا فائدہ میرے بجائے اسی کو حاصل ہو اور اس کا نفع مجھ سے پہلے اسے مل جائے، میری اس گفتگو کا مقصد محض آخرت ہے، اس کے منافع اور فضائل آخرت میں ہی مجھے ملیں گے، اور میں اپنے فرض اور ذمہ داری سے سبکدوش ہوجاؤں گا۔

بادشاہ سلامت! تم اپنے ان عظیم آباء واجداد کے محلات میں رہ رہے ہو جنھوں

نے اس سلطنت کی بنیاد رکھی تھی، اور اس کی بنیادوں کو مستحکم کیا تھا، قلعے اور محفوظ جگہیں بنائیں، شہروں کو اپنے زیر دست اور تابع کیا، لشکروں کی قیادت کی، فوجی اور ساز وسامان تیار کئے، ایک لمبی مدت انہوں نے گذاری، بہت سارے گھوڑے اور ہتھیار اکٹھے کئے، انہوں نے زمانوں خوش وخرم زندگی گذاری، یہ چیزیں ان کے لئے ذکرِ خیر اور لوگوں کے شکر واحسان کے حاصل کرنے میں رکاوٹ نہیں بنیں، اور نہ ہی اپنی رعایا اور پرجا کے ساتھ نرم رویہ اور حسنِ سلوک اور خیر وبھلائی کرنے میں مانع ہوئیں؛ حالانکہ وہ بھی بادشاہت وسلطنت کے نشے سے دوچار تھے، بادشاہ سلامت! جس کی کوشش بارآور ہو اور جس کا ستارۂ اقبال بلندر ہے، تم کو ان کا سارا سرمایہ، ان کی سرزمین، ان کی سلطنت، ان کے اموال، ان کے محلات بطور وراثت کے حاصل ہوئے، پھر تم ان سے حاصل ہونے والے اقتدار کے مالک بنے، ان کے سارے اموال اور لاؤ لشکر کر تمہیں بطور حق وارثت کے ملے، لیکن تم نے کماحقہ سلطنت کے ان امور کو انجام نہیں دیا؛ بلکہ تم نے رعایا کے ساتھ زیادتی اور سرکشی کی، ان کے ساتھ غلط روش اپنائی، جس سے آزمائشوں میں اضافہ ہوا، تمہارے لئے اچھا اور بہتر یہ ہوتا کہ تم اپنے آباء واجداد کی روش کو اپناتے، تم سے پہلے بادشاہوں کے نقش قدم پر چلتے، انکے محاسن اور خوبیوں کو اپناتے، جو چیزیں تمہارے لئے شرمندگی اور ذلت کا باعث ہوتیں، اس سے کنارہ کش ہوجاتے، اپنی رعایا کی اچھی نگہداشت کرتے، تم ایسے بہترین نمونے چھوڑ جاتے جس کا تمہارے بعد تمہارا ذکر خیر جاری رہتا، جو تمہارے بعد تمہارے بہترین کارناموں میں شمار ہوتے۔

چونکہ ناداں، دھوکہ میں مبتلا شخص وہ ہوتا ہے جو اپنے معاملات میں اپنے پن، خودرائی، انانیت، اور اپنی آرزؤں کا استعمال کرے، باحوصلہ اور عقل مند وہ شخص ہوتا ہے جو رعایا پر نرمی اور خیر خواہی کے ساتھ حکومت کرے، بادشاہ سلامت! میری ان باتوں پر غور کرلیجئے، میری یہ باتیں تمہیں بوجھ محسوس نہ ہوں، میں نے تم سے اپنی کسی غرض یا کسی بدلہ کے حاصل کرنے کے لئے یہ گفتگو نہیں کی ہے، نہ میں اس نصیحت کے بدلے تم سے کسی بھلائی کا طالب ہوں، میں بس تمہارے خیر خواہ کی حیثیت سے تمہارے پاس آیا ہوں۔

جب بیدبا اپنی بات مکمل کر چکا، اپنی ہمدردی کا اظہار کر چکا، تو بادشاہ شدت غیظ وغضب سے بھر گیا، بادشاہ نے اپنے اس رویہ کو معمولی سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ سخت کلامی کی، اور کہا: تم نے ایسی بات کی ہے شاید کہ میری سلطنت کا کوئی شخص اس بات کو قبول کرے، اور اس بارے میں تمہاری طرح جرأت مندی کا مظاہرہ کرے، تم نے اپنی اس پستیٔ احوال، کم قوتی، اپنی عاجزی و بے بسی کے باوجود اس پر کیسے جرأت کر لی؟ تمہاری اس جرأت وہمت نے مجھے بھی مبتلائے حیرت کر دیا ہے، دوسروں کو اس بارے میں سبق سکھانے کے لئے تم کو سزا دینے سے بہتر کوئی چیز نہیں ہوسکتی، پھر یہ سزا اس شخص کے لئے عبرت ونصیحت کا ذریعہ بنے جو بادشاہوں کے ساتھ تم جیسی جرأت بیجا کرے، پھر اسے سولی پر چڑھا کر قتل کرنے کا حکم دیا۔

جب لوگ اسے بادشاہ کے اس حکم کو نافذ کرنے کے لئے چلے، تو اسے اپنے قتل کے اس حکم کے بارے میں تردد ہوا تو وہ اس سے رک گیا، پھر اسے گرفتار کر کے حوالہ زنداں کرنے کو کہا، اس کے قید کرنے کے بعد اس کے تلامذہ اور اس کے ملاقاتیوں کو حاضر کرنے کو کہا: وہ لوگ دوسرے ممالک کی طرف راہِ فرار اختیار کر گئے، سمندروں کے جزیروں میں پناہ گزیں ہو گئے بیدبا کئی دن قید خانے میں پڑا رہا، بادشاہ نے اس کے بارے میں کچھ نہیں دریافت کیا، نہ اس کی جانب کوئی توجہ کی اور نہ کسی کی یہ ہمت ہوئی بادشاہ کے سامنے اس کا ذکر کرے۔

ایک رات بادشاہ کو بالکل نیند نہیں آئی، اس کی اس بے خوابی کا وقفہ طویل ہو گیا، بادشاہ نے آسمان کی جانب اپنی نگاہ دوڑائی، آسمان کی گردش اور ستاروں کی حرکت کے بارے میں سوچنے لگا، بہت دیر تک غور وفکر کرتا رہا، اسی غور وفکر کے دوران اسے فلکیاتی امور سے متعلق کسی مسئلہ کے حل کرنے اور اس کے بارے میں دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی، اس وقت اسے بیدبا یاد آ گیا، اس کے ساتھ جو اس نے سخت کلامی کی تھی اس بارے میں سوچنے لگا، پھر وہ اپنے ارادہ سے باز آ گیا، پھر اپنے دل میں کہنے لگا، میں نے اس فلسفی کے ساتھ برا سلوک کیا ہے، اور اس کی حق ناشناسی کی ہے، اور میں نے غصہ

میں یہ جلد بازی کی ہے،علماء نے یوں کہا ہے: چار چیزوں کا بادشاہ میں ہونا مناسب نہیں :ایک غصہ؛ چونکہ یہ ناپسندیدگی کا زیادہ حقدار ہے، دوسرے بخالت: چونکہ بخیل اپنی خوشحالی اور مالداری کے باوجود معذور نہیں گردانا جاسکتا، تیسرے جھوٹ: چونکہ جھوٹے کی معیت اور دوستی مناسب نہیں ہوتی، چوتھے: بات چیت میں سخت اور ترش لہجہ؛ چونکہ کم عقلی، نادانی بات چیت کے لائق حال نہیں۔

ایک شخص میرے پاس مجھے نصیحت کرنے کے لئے، نہ کہ جاسوس بن کر آتا ہے، تو میں اس کے ساتھ اس کے شایانِ شان معاملہ نہیں کرتا، اور اس کو اس کے استحقاق کے برخلاف بدلہ دیتا ہو؛ حالانکہ یہ اسکا بدلہ نہیں ہوسکتا، بلکہ ہوتا تو یوں کے میں اس کی گفتگو سنتا، اور اس کے مشورہ کو مان لیتا۔

پھر اسی وقت اسے لے آنے کا حکم دیا، جب وہ اس کے سامنے آموجود ہوا، تو بادشاہ نے اس سے کہا: بیدبا! کیا تم نے میرے عزائم کو کمزور کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا، اور میری سیرت اور کردار کو اپنی سابقہ گفتگو کے ذریعہ ناقص اور ناتمام نہیں قرار نہیں دیا تھا، بیدبا نے کہا: اے مہربان خیر خواہ اور سچّے دوست بادشاہ! میں نے تجھے وہ امور بتلائے ہیں جس میں تیرے اور تیرے رعایا کی بھلائی ہے، جس سے تیری سلطنت کا مستقبل وابستہ ہے، بادشاہ نے اس سے کہا: بیدبا! اپنی ساری بات میرے پاس دوبارہ دہراؤ، اس میں سے ایک لفظ بھی نہ رہنے پائے، بیدبا بات کرتا رہا، اور بادشاہ گوش برآواز رہا، ذبشلیم جب بھی اس سے کوئی بات سنتا تو اپنے ہاتھ میں موجود کسی چیز سے زمین کریدنے لگتا، پھر بیدبا کی جانب اپنی نگاہ اٹھا کر اسے بیٹھ جانے کے لئے کہا، اور اس سے کہنے لگا: بیدبا ! تمہارا کلام مجھے بہت اچھا لگا، اس نے دل میں کافی اثر کیا، میں تمہارے مشورہ پر غور وفکر کروں گا، تمہارے کہنے پر عمل کروں گا، بیدبا نے کہا: اے بادشاہ سلامت ! میری اس مختصر سی گفتگو میں تم جیسے آدمی کے لئے سب کچھ ہے، بادشاہ نے کہا: اے عظیم المرتبت حکیم! تم نے بالکل سچ کہا، میں ابھی اس وقت سے تمہیں اپنی سلطنت کے تمام دور دراز ممالک کا ذمہ دار بناتا ہوں، بیدبا نے کہا: بادشاہ سلامت! مجھے اس ذمہ داری سے معاف

رکھئے، میں آپ کے بغیر ان کی اصلاح ودرستگی کا کام انجام نہیں دے سکتا، بادشاہ نے اسے اس ذمہ داری سے چھٹکارا دے دیا، جب بیدبا واپس چلا گیا، تو پھر اسے یہ پتہ چلا کہ اس کا یہ کام اس کی مرضی کے مطابق نہیں ہے، ایک شخص کو بھیج کر اسے دوبارہ بلایا، اور اس سے کہا: میں نے جو پیشکش کے حوالے سے تم کو بری کر چکا تھا، میں نے یہ جان لیا ہے کہ اس کام کو تم ہی انجام دے سکتے ہو، تمہارے علاوہ کوئی اس ذمہ داری کو نہیں اٹھا سکتا اور اس ذمہ داری کو تمہارے سوا کوئی بحسن وخوبی انجام نہیں دے سکتا ہے۔

اس زمانے میں یہ رواج تھا کہ جب کسی کو وزیر بنانا ہوتا تو اس کے سر پر تاج رکھا جاتا، اہل سلطنت اسے گھوڑے پر سوار کراتے اور اسے شہر میں گھماتے، بادشاہ نے بیدبا کے ساتھ بھی یوں ہی کرنے کا حکم دیا، اس کے سر پر تاج رکھا گیا، شہر میں اس کی سواری کرائی گئی، واپسی کے بعد وہ منصب قضا کے عہدے پر فائز ہوگیا، وہ گھٹیا تر آدمی کے واسطے عظیم آدمی سے مواخذہ کرتا، کمزور اور طاقتور دونوں کے درمیان یکساں سلوک کرتا، مظالم کو اس نے ختم کر دیئے، عدل وانصاف کی اس نے بنیاد ڈالی، خوب جود وسخا کا معاملہ کیا، اس کے شاگردوں کو بیدبا کے بارے میں اللہ عزوجل نے بادشاہ کو جو نئی رائے سمجھائی ہے اس کی اطلاع ہوئی تو وہ خوشی خوشی ہر جگہ سے اس کے پاس چلے آئے، دبشلیم کی بدکرداری اور بداطواری کو ختم کرنے کی جو توفیق اللہ عزوجل نے بیدبا کو مرحمت کی ہے انہوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا، اور اس کو اپنے واسطہ عید کا دن بنالیا، یہی دن اہل ہند کے یہاں اب تک بھی بطور عید منایا جاتا ہے۔

پھر جب بیدبا نے دبشلیم کے معاملے سے اپنے فکروں کو یکسو کر لیا، تو سیاست سے متعلق ایک کتاب تیار کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیا، باریک تدبیروں او رچالاکیوں پر مشتمل کتابوں کو اکٹھا کیا، بیدبا نے حسن سیرت اور رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کے جس راہ پر بادشاہ کو ڈالا تھا وہ اسی راہ پر چلتا رہا، اس کے پڑوس کے بادشاہ بھی اس میں دلچسپی لینے لگے، رعایا اور اہل سلطنت بھی اس سے خوش وخرم رہنے لگے، پھر بیدبا نے اپنے شاگردوں کو اکٹھا کیا، ان کے آپسی تعلقات درست کئے، اور ان سے بہتر

وعدہ کیااوران سے کہا: یہ حقیقت ہے کہ میرے بادشاہ کے پاس جانے کے وقت تمہارے دل میں یہ بات آئی تھی کہ جس کی وجہ سے تم نے یوں کہا تھا: بیدبا کی دانائی اورزیرکی جاتی رہی ہے،اس کی قوتِ فکر جواب دے چکی ہے کہ جس کی وجہ سے اس نے اس سرکش اورظالم کے پاس جانے کا ارادہ کرلیا ہے،میری رائے کے نتائج اور میری فکری درستگی کوتم جان چکے ہو، میں اس انجام سے بے خبراس کے پاس نہیں گیا؛ چونکہ میں نے مجھ سے پہلے حکیموں سے یہ بات سنی ہے کہ وہ کہتے ہیں: بادشاہوں میں شراب کی تیزی کے مانند تیزی ہوتی ہے، وہ اپنی تیزی سے علماء کے مواعظ ہی سے بے دار ہوتے ہیں، بادشاہوں کے لے یہ ضروری ہے کہ وہ علماء کے مواعظ سے نصیحت حاصل کرتے ہیں،علماء کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی زبان اورادب سے بادشاہوں کی اصلاح کا کام کریں ،ضروری اور واضح دلائل کا بھی ان سے اظہارکرتے رہیں؛ تا کہ وہ اپنی کج روی اور ناانصافی کی راہ سے باز آجائیں،حکماء نے حکیموں کا اپنے بادشاہوں کے حق میں ان کا یہ فریضہ اورذمہ داری قراردی ہے کہ وہ انھیں ان کی نیند سے بیدارکرتے رہیں، ان کی مثال اس طبیب کے مانند ہے جسے اپنی دوائی میں جسم کی صحت یا صحت کی بحالی کا ملحوظ رکھنا ضروری ہوتاہے، میں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ بادشاہ کی یا میری موت واقع ہوجائے ،اوردنیا میں یہ بات کہنے والے رہ جائیں کہ ظالم بادشاہ دبشلیم کے زمانے میں بیدبانامی فلسفی شخص تھا، وہ بادشاہ کواس کے ظلم وستم سے باز نہیں رکھ سکا، اگرکوئی یہ کہے کہ: وہ اپنی جان پر خطرے کی وجہ سے اس سے بات نہیں کرسکتا تھا،تو لوگ یوں کہیں گے: ایسے وقت میں بادشاہ اوراس کے پڑوس سے اس کا بھاگ کھڑا ہونا ہی بہتر تھا، اوروطن کوچھوڑ جانا نفس پر گراں ہوتا ہے۔

میں نے سونچا کہ میں اپنی زندگی کا نذرانہ پیش کروں، میرے اور میرے بعد والے حکماء اور دانشوروں کے لئے (یہ میرا عمل) عذرومعذرت کا ذریعہ بن جائے ؛ لہٰذا میں نے اپنی زندگی کو ہلاکت پر یا اپنی مراد کے حاصل کرنے پر آمادہ کرلیا، میرے اس عزم کے نتائج کاتم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہے ہو، اقوال زریں میں یہ بات ملتی ہے

کہ: کوئی شخص رتبے اور حیثیت کا حامل اس وقت تک نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ ان تین میں سے کسی کو اپنائے: یا تو اپنی جان کو مشقت میں ڈالے، یا اپنے مال کے نقصانات کو برداشت کرے، اپنے مسلک ومشرب میں کمی اور کوتاہی کو سہے، جو شخص مصائب کو نہیں اوڑھتا ہے وہ مرغوبات نہیں پاتا ہے، بادشاہ دبشلیم نے حکم وامثال پر مشتمل کتاب لکھنے کا مجھ سے مطالبہ کیا ہے، تم میں سے ہر شخص، جس فن میں چاہے اس قسم کی کچھ چیزیں تیار کرکے مجھے پیش کرے؛ تاکہ اس کی عقل ودانائی کا اندازہ کرسکوں کہ حکمت کے حوالے سے اسکی سمجھ بوجھ کا کیا حال ہے، ان لوگوں نے کہا: اے صاحب مرتب حکیم اور عقلمند دانشور، قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے ان چیزوں سے نوازا، جو کچھ اس نے تجھے علم وحکمت، فہم وفراست اور ادب وفضیلت سے نوازا ہے، اس کا خیال بھی کبھی ہمارے دل میں نہیں آیا ہے، آپ ہی ہمارے سردار، ہم میں افضل اور برتر ہیں، آپ ہی سے ہماری بلندی وسرفرازی وابستہ ہے؛ لیکن ہم آپ کے حکم کی بجا آوری میں پوری کوشش کریں گے، بادشاہ بہت زمانے تک اپنی عمدہ سیرت اور اچھے کردار پر برقرار رہا، اس دوران بیدبا ان امور کا ذمہ دار بن کر ان کو انجام دیتا رہا۔

پھر جب دبشلیم کی حکومت نہایت مستحکم ہوچکی، اور دشمنوں کے معاملے میں سوچ بچار کی ذمہ داری سے وہ بری ہوگیا، چونکہ تن تنہا بیدبا ان امور کو انجام دے رہا تھا، تو اس نے اس اپنے آباء واجداد کے فلسفیوں اور حکیموں کی کتابوں کے مطالعے میں اپنے آپ کو مشغول کرلیا، اسی دوران اسے یہ خیال ہوا کہ اس کے سابقہ آباء واجداد کی یادگاروں پر مشتمل کتابوں کی طرح اس کے دور کے واقعات اور یادگاروں سے متعلق بھی ایک طویل اور مسبوط کتاب اس کے نام سے منسوب ہونی چاہئے، چنانچہ اس نے بیدبا کو بلا کر اس سے تنہائی میں گفتگو کی، اس سے کہا: بیدبا! تم ہندوستانی دانشور اور فلسفی ہو، میں نے اپنے سے پہلے بادشاہوں کے حکمت کے خزانوں کو بغور دیکھا ہے، ان میں سے ہر شخص نے اپنے دور اور اپنے سیرت وکردار سے متعلق ایک کتاب لکھی ہے، جس سے ان کے اور اہل سلطنت کے ذوق ادب اور کمالِ اخلاق کا پتہ چلتا ہے، ان میں کچھ کتابیں تو وہ ہیں جو

بادشاہوں کی خودنوشت ہیں، جسے انہوں نے اپنے علم وحکمت کے بل بوتے پر تحریر کیا ہے، کچھ دوسرے وہ ہیں جسے بادشاہوں کے حکیموں اور دانشوروں نے لکھا ہے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں بھی اس چیز سے دوچار ہوجاؤں (موت) جس سے وہ دوچار ہوئے ہیں جس سے کسی کومفر نہیں ہے، میرے خزانے میں، میرے بعد میرے یادوں سے متعلق مجھ سے منسوب کتاب جیسا کہ مجھ سے پہلے کے لوگوں کی یادوں پر مشتمل کتابیں موجود ہیں، نہیں ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے لئے ایسی فصیح وبلیغ کتاب لکھ ڈالو، جس میں تم اپنے تمام قوائے فکر کو استعمال کرلو، جو ظاہراً سیاست عامہ اور اس کی اصلاح پر مشتمل ہو، باطنی طور پر اس میں بادشاہوں کے اخلاق، ان کے رعایا پر حکمرانی کے انداز، رعایا کی بادشاہ کی تابعداری اور اس کی خدمت گذاری، جس سے خود میں، اور دیگر لوگ بہت سے ان ہلاکت خیزیوں اور تباہیوں سے بچ جائیں، جس کی ضرورت بادشاہ کے مصائب میں پڑ جانے کے وقت ہوتی ہے، یہ کتاب میرے بعد سالہا سال یادگار رہے گی، بیدبا نے بادشاہ کی یہ بات سنی تو اس کے سامنے سجدۂ ریز ہوگیا، پھر اپنا سر اٹھا کر کہا: اے نیک بخت بادشاہ! تمہارا استارۂ اقبال بلند رہے، تمہاری نحوست ختم ہوجائے، تمہاری عمر دارز ہو، بادشاہ کی صفائی طبع اور عقلی بلندی پروازی نے اس میں فطرتاً بلند مقاصد کے حصول کے جذبات رکھے ہیں، اس کی طبیعت اور اس کی ہمت وحوصلہ میں ہی بلند مراتب اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کے امتیازی اوصاف موجود ہیں، اللہ عزوجل بادشاہ کی نیک بختی کو برقرار رکھے، اس کے عزائم وارادوں میں اسے کامیاب بنائے اور مجھے بھی اس کے مطلب اور مراد تک پہونچنے میں معین بنائے، بادشاہ سلامت اس حوالے سے جو چاہیں حکم کریں، میں بادشاہ کے مقصد کو پالینے میں اندھک کوشش کروں گا، بادشاہ نے اس سے کہا: بیدبا تم نے نہایت صائب الرائے اور بادشاہوں کے معاملات میں اطاعت گذار واقع ہوئے ہو، میں نے یہ چیز تمہارے اندر اچھی طرح پرکھ لی ہے، میری یہ خواہش ہے کہ تم ہی اس کتاب کو ترتیب دو، اس میں تم اپنی تمام قوائے فکر وعمل کو بروئے کار لاؤ، اپنے تیئں پوری انتھک کوشش کرو، اس سلسلہ کی پوری جدوجہد کرلو، یہ کتاب حقائق، طنز ومزاح، لہوولعب اور حکمت

وفلسفہ پر مشتمل ہونا چاہئے، بیدبا نے بادشاہ کے سامنے سر جھکا کر سجدۂ تعظیمی بجا لایا، اور کہا: اللہ عزوجل بادشاہ کی عمر دراز کرے، میں نے بادشاہ کے حکم کو قبول کرلیا ہے، میں نے اپنے اور بادشاہ کے درمیان اس حوالے سے ایک مدت بھی متعین کرلی ہے، بادشاہ نے کہا: یہ کتنی مدت ہوسکتی ہے؟ بیدبا نے کہا: ایک سال، بادشاہ نے کہا: ٹھیک ہے میں تمہیں اتنا وقت دیتا ہوں، بادشاہ نے اس کتاب کی تیاری میں اس کے لئے ایک سال کی انعامی اعانت بھی جاری کردی، چنانچہ بیدبا اس کام کو شروع کرنے اور اس کتاب کی تالیف وترتیب کی ابتدائی صورت کشی کے حوالے سے غور فکر میں لگ گیا۔

پھر بیدبا نے اپنے شاگردوں کو اکٹھا کرکے ان سے کہا: بادشاہ نے مجھے ایک ایسا کام سپرد کیا ہے جو میرے اور تمہارے لئے قابلِ فخر اور اعزاز کی چیز ہے، میں نے اسی کام کے لئے تمہیں اکٹھا کیا ہے، پھر اس نے ان کو بادشاہ کی کتاب کی مانگ کا ذکر کیا، اس کتاب سے اس مقصود بھی بتلایا، جب انھیں اس بارے میں کچھ نہیں سمجھ میں آیا، بیدبا نے ان کے پاس اپنے مقصود کی کوئی چیز نہیں پائی تو خود بیدبا نے اپنی اضافی عقل وتدبر کی صلاحیت سے غوروفکر کیا تو اسے پتہ چلا کہ یہ ایسی چیز ہے جو غوروفکر کی توانائی کے صرف کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے، اور یہ بھی کہا کہ: سمندر میں کشتی بغیر ملاح اور کشتی راں کے نہیں چل سکتی ہے؛ چونکہ وہ اسے صحیح راہ پر لے چلتے ہیں، پانی کی گہرائی کو تنِ تنہا ایک ماہر کشتی راں کے ذریعے طئے کیا جاسکتا ہے، اگر کشتی بے شمار مسافرین اور ان گنت ملاحوں سے بھری جاتی ہے تو پھر اس کے ڈوب جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، بیدبا کتاب کی ترتیب وتالیف کے حوالے سے برابر غوروفکر کرتا رہا، آخر میں یہ طئے پایا کہ وہ تنہا اپنے ایک معتمد شاگرد کے ساتھ اس کام کو انجام دے، ہندوستانی کچھ لکھنے کے لے جو اوراق استعمال کرتے تھے اس کے، اور اپنے، اور اپنے شاگرد کے لئے اس مدت کے دوران کھانے کا نظم کرنے کے بعد وہ اپنے شاگرد کے ساتھ خلوت گزیں ہوگیا، وہ دونوں ایک کمرے میں بند ہوگئے اور دونوں نے اندر سے دروازہ بند کرلیا، پھر وہ کتاب کی ترتیب وتصنیف شروع کرچکے، یہ املاء کرواتا رہا اور طالب علم لکھتا رہا اور پھر وہ اس پر نظر ثانی کرتا رہا، پھر کتاب

اچھی طرح تیار ہوگئی ،اس میں اس نے چودہ باب قائم کئے،ان میں سے ہر باب ایک مستقل مسئلہ پر مشتمل تھا، ہر باب میں ایک سوال اوراس کا جواب تھا؛ تاکہ ناظرین کتاب کواس سے کچھ رہنمائی اور ہدایت حاصل ہو، پھران ابواب کواس نے ایک کتابی شکل دیا اوراس کا نام ''کلیلہ دمنہ'' رکھا،اس نے کتاب کو چرندوں، پرندوں اور درندوں کی بولی دی ،تاکہ کتاب ظاہراً توعوام اور خواص کی دلچسپی اور تفریح طبع کا سامان بنے ،اور باطنی طور پر خواص کی عقلی ورزش کا ذریعہ ہو،اوراس میں اس نے انسان کی اپنی ،اپنے اہل وعیال اور قریبی لوگوں کی نگہداشت کی ضروری چیزوں ،اور دیگر دنیوی واخروی ضروریات کوشامل کیا،مزید برآں یہ کتاب انسان کو بادشاہوں کی اطاعت پر ابھارتی ہے اور اسے جن چیزوں سے بچنا ضروری ہے اس سے بچاتی ہے، پھراس نے اس کتاب کے ظاہراور باطن کو دیگر حکمت کی کتابوں کی شکل دی، چنانچہ یہ جانور تفریح طبع کا سامان بن گئے اوران کی زبان ادب اور حکمت، جب بیدبا نے اس کتاب کی شروعات کی تو کتاب کے ابتدائی حصہ میں دوست کے اوصاف بیان کئے، دودوست کیسے ہوتے ہیں،ایک چغل خور کے مکر اور تدبیر سے کیسے ان کی دوستی اور محبت ختم ہوجاتی ہے،اس نے شاگرد سے یہ بھی کہا کہ وہ اس کتاب کو بیدبا کی زبان میں لکھے،اور بادشاہ کے شرط کے مطابق اسے تفریح طبع اور علم وحکمت دونوں کا مجموعہ بنادے، بیدبا نے یہ بتایا کہ جب امثال اور حکم نقلی لوگوں کے کلام میں جگہ پاتے ہیں،تووہ اسے بگاڑ دیتے ہیں،اوراس کی حکمت سے تغافل برتتے ہیں،وہ اوراس کا شاگرد بادشاہ کے اس مطالبہ پر غوروفکر کرنے لگے،ان کی عقل نے انھیں یہ رہنمائی کی کہ ان کا کلام دوجانوروں کی زبان میں ہو،جانوروں کی گفتگو کو وہ کھیل کود اور تفریح طبع ،مزاح ومذاق کی جگہ رکھیں،خودان دونوں کی گفتگو حکمت ہو،حکیم اور دانشور اس کتاب میں حکمت پر توجہ دیں، جانوروں اور مزاح ومذاق کو چھوڑ دیں،اور یہ سمجھ لیں کہ اس کتاب کی ترتیب کامقصود بھی یہی ہے،اورعوام اس کتاب کی جانب دوجانوروں کی باہم گفتگو سے متعجب ہوکر متوجہ ہوں،اوران کواس کتاب کے بارے میں کوئی شک نہ ہو، اوروہ اسے تفریح طبع کا ذریعہ بنالیں، گفتگو کی حقیقت کو نہ سمجھ پائیں اور کتاب کی تالیف

وترتیب کے مقصد سے بھی واقف نہ ہوں؛ چونکہ باب اول میں فلسفی کی غرض یہ ہے کہ وہ یہ بتلانا چاہتا ہے کہ بھائیوں کے مابین چغلخوروں سے محفوظ رہنے سے ان کے مابین محبت ومودت کیسے برقرار رہتی ہے، تاکہ اس کا نفع خود اسے حاصل ہو، بیدبا اور اس کا شاگرد مسلسل چھوٹی کوٹھری میں رہے؛ یہاں تک کہ ایک سال کی مدت میں کتاب کی ترتیب کا کام پورا ہوگیا، جب ایک سال مکمل ہو چکا تو بادشاہ نے وقت موعود کے آجانے کی اسے اطلاع دی، کہ اس نے کیا کیا ہے؟ بیدبا نے اس کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ: میں بادشاہ کے وعدے پر برقرار ہوں، اہل سلطنت کو جمع کرنے کے بعد مجھے کتاب کے لے آنے کا حکم دیں؛ تاکہ میں ان سب کی موجودگی میں یہ کتاب پڑھ کر سناؤں، جب پیغام رساں بادشاہ کے پاس پہنچا تو وہ بہت خوش ہوا، ایک دن تمام اہل سلطنت جمع کرنے کا وعدہ کیا، پھر اس نے ہندوستان کے دوردراز شہروں میں یہ پیغام بھیجا کہ لوگ کتاب کے پڑھنے کے وقت حاضر ہوں، اس متعین دن کے آنے پر بادشاہ نے بیدبا کے لئے اپنی طرح تخت آرائی کا حکم دیا، بادشاہ کی اولاد اور دیگر علماء کے لئے بھی کرسیاں نصب کرنے کے احکام جاری کئے، پھر کتاب کو لے آنے کا حکم جاری کیا، جب قاصد آیا تو بیدبا کھڑا ہوگیا اور اپنے وہ خاص کپڑے زیب تن کئے جسے وہ بادشاہوں کے پاس جانے کے وقت پہنتا ہے یعنی کالے بالوں کے بنے ہوئے کپڑے پہن لئے، شاگرد نے کتاب اٹھائی ، جب یہ بادشاہ کے یہاں پہونچا تو پوری مخلوق امنڈ پڑی، بادشاہ بھی شکرگذاری کے طور پر اٹھ کھڑا ہوا، جب یہ بادشاہ کے قریب پہونچا تو اس کے سامنے جھک کر سجدۂ تعظیمی بجالایا، اور اپنے سر کو اٹھایا نہیں، اس سے بادشاہ نے کہا: بیدبا! اپنا سر اٹھاؤ، یہ دن تو خوشی ومسرت اور شادمانی کا دن ہے، اور اسے بیٹھ جانے کا حکم دیا، جس وقت وہ کتاب پڑھنے کے لئے بیٹھ گیا تو بادشاہ نے اس سے کتاب کے ہر باب کے متعلق دریافت کیا، اور ہر باب کے متعلق اس کی مراد بھی معلوم کی، بیدبا نے ہر باب کے متعلق اپنے مقصد کو بتلایا، بادشاہ کے حیرت واستعجاب اور مسرت وخوشی میں اور اضافہ ہوگیا، بادشاہ نے اس سے کہا: بیدبا تم نے میری سوچ سے بالکل تجاوز نہیں کیا ہے، یہی میں تم سے چاہتا تھا، جو

چاہو تم مطالبہ کرو، اور جو چاہے حکم کرو، بیدبا نے بادشاہ کو نیک بختی اور مزید سعی وعمل کی دعا دی، اور کہا: بادشاہ سلامت! رہا مال تو مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں ہے، رہے کپڑے تو میں اپنے اس لباس پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتا، بادشاہ نے کہا: بیدبا تمہاری کیا ضرورت ہے، تمہاری ہر ضرورت ہماری جانب سے پوری کی جائے گی، اس نے کہا: بادشاہ سلامت میری کتاب کو بھی ایسے ہی قلمبند کرنے کا حکم دیں، جیسا کہ ان کے آباء واجداد کی کتابیں مدوّن شکل میں موجود ہیں، اور اس کی سخت حفاظت ونگہبانی کا حکم دیں، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ کتاب ملک ہندوستان سے باہر چلی جائے، اہل فارس اس کتاب کے معلوم ہونے پر اسے حاصل کرلیں، بادشاہ یہ حکم دیں کہ یہ کتاب بیت الحکمت سے باہر نہ نکالی جائے، پھر بادشاہ نے اس کے شاگردوں کو بلا کر انھیں انعام دیئے، پھر جب کسریٰ نوشرواں تخت نشیں ہوا تو اسے کتاب کے متعلق معلومات ہوئیں، اور وہ کتابوں، علم ادب اور گذشتہ تاریخ کی چھان بین سے کافی دلچسپی رکھتا تھا، اسے اس وقت تک سکون اور قرار حاصل نہیں ہوا جب تک اس نے برزویہ حکیم کو بھیج کر اس کتاب کو ملک ہند سے نکال نہ لایا اور اسے فارس کے خزانوں میں محفوظ نہ کر دیا۔

برزویہ کی ملک ہند روانگی

حمد وصلوٰۃ کے بعد: اللہ عزوجل نے مخلوق کو اپنی رحمت سے وجود بخشا، اپنے بندوں پر فضل واحسان فرمایا، انھیں دنیا میں اللہ عزوجل نے ایسی قدرت دی ہے کہ جس سے وہ معاشی اصلاح کا کام انجام دیتے ہیں، اور جس سے وہ اپنی ارواح کو عذابِ آخرت سے بچانے کی راہوں کو جانتے ہیں، اللہ عزوجل نے انسان پر جوسب سے بڑا فضل واحسان کیا ہے یہ وہ عقل ہے جو تمام چیزوں کی جڑ ہے، دنیا میں کوئی شخص بھی اس عقل کے بغیر نہ اپنی معیشت کو درست کرسکتا ہے، نہ کسی قسم کا کوئی نفع حاصل کرسکتا ہے، اور نہ کسی نقصان کا دفاع کرسکتا ہے، ایسے ہی آخرت کا طالب، عملی کوشش کے ذریعے اپنی روح کو نجات دلانے کا خواہاں شخص، بغیر عقل کے اپنی عملی کوشش کو مکمل نہیں کرسکتا، جو کہ ہر بھلائی کا ذریعہ اور ہر نیک بختی کی کنجی ہے، کوئی بھی شخص عقل سے بے نیاز نہیں ہوسکتا، عقل اور دانائی یہ ادب اور تجربات کی کمائی ہے، یہ انسان میں پوشیدہ ایسی حقیقت ہے، جیسے پتھر میں آگ پوشیدہ ہوتی ہے، جس کی روشنی اس وقت تک نہ دکھائی دیتی ہے اور نہ نمایاں ہوتی ہے جب تک کوئی انسان اس میں رگڑ پیدا نہیں کرتا، جب چقماق کے ذریعے اس میں رگڑ پیدا کی جاتی ہے تو وہ اپنی طبیعت اور حقیقت ظاہر کرتی ہے، ایسے ہی عقل یہ انسان میں پوشیدہ ایک حقیقت ہے، علم وادب اس کو نمایاں کرتے ہیں، اس سے قبل وہ پوشیدہ رہتی ہے، پھر تجربات زمانہ اس کی قوت وصلاحیت کو بڑھا دیتے ہیں، جسے عقل کی نعمت سے نوازا جاتا ہے، اس کو اس کی عطا اور بخشش کی جاتی ہے، اور اسے علم وادب کے ذریعے اس کی فطری سچائی کو اُجاگر کرنے کی توفیق حاصل ہوتی ہے، تو وہ شخص اپنی سوئی قسمت کو جگانے میں کوشاں ہوتا ہے، دنیا میں اپنی امیدوں وآرزوں کو پالیتا ہے اور آخرت میں نیکوکاروں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے، اللہ

عزوجل نے نیک بخت بادشاہ انوشرواں کو عقلی تفوق، علمی برتری، صحیح معرفت وپہچان اوردرست کاموں کوانجام دینے، اصول وفروع میں نفع بخش چیزوں کی تلاش کی توفیق دی ہے، مختلف علوم وفنون، فلسفہ اور علوم عقلیہ میں وہ مقام اور رتبہ عطا کیا ہے کہ اس سے قبل کسی بادشاہ کو یہ رتبہ اور مقام حاصل نہیں ہوسکا، اس کی اس علمی تلاش وجستجو نے اسے ہندوستانی کتاب کی اطلاع بہم پہنچائی کہ وہ: ہرادب کی اصل، ہرعلم کی بنیاد، ہرمنفعت کی رہنما، عمل آخرت کی کنجی اوراس کی ہولناکیوں اور سختیوں کی پہچان عطا کرنے والی ہے، بادشاہ نے اپنے وزیر ''بزرجمہر'' کواپنے اہل سلطنت میں سے ایک ایسے ادیب اور دانا شخص کوتلاش کرنے کے لئے کہا جوفارسی اور ہندوستانی زبان پر یکساں عبور رکھتا ہو، جوعلم کالالچی، اس کی طلب وجستجو کا جویاں، ادب کے استعمال اور فلسفی کتابوں کی کھوج کا کوشاں ہو، چنانچہ وزیر ایک ایسے ادیب کو لے آیا جوعقل وسمجھ اورعلم وادب میں کامل پیشہء طب میں شہرت یافتہ اور فارسی وہندی کا یکساں شناور تھا، جس کا نام برزویہ تھا، یہ شخص بادشاہ کے یہاں پہنچا تو اس کے سامنے جھک کرسجدۂ تعظیمی بجالایا، بادشاہ نے اس سے کہا: برزویہ! میں نے تمہارے علم وفضل، عقل وفہم اور طلب علم میں تمہاری دلچسپی ولگاؤ کی جو اطلاع مجھے ملی ہے اس کی وجہ سے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے، مجھے ہندوستان کے خزانے میں موجود ایک کتاب کے بارے میں معلوم ہوا ہے، پھر بادشاہ نے اسے اس کتاب کی روداد سنائی، اور اس سے یہ کہا کہ: تیاری کرلو؛ چونکہ تمہیں ملک ہند جانا ہے اپنی عقل ودانائی، حسن ادب واخلاق اور پختہ رائے کی مدد سے اس کتاب کو وہاں کے خزانے اور علماء سے حاصل کرلو، اس سے خود بھی مستفید ہواور ہمیں بھی اس سے استفادہ کے مواقع فراہم کرو، اس کے علاوہ دیگر ہندوستانی کتابیں، جو ہمارے ہمارے خزانے میں موجود نہیں ہیں، اگر ہوسکے تو اسے اپنے ساتھ لے آؤ، اپنے احتیاج وضرورت کے بقدر اپنے ساتھ مال لے لو، اس کے واسطے عجلت سے کام لو، علم کے حصول میں کس قدر کیوں نہ خرچ کرنا پڑے، کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا؛ چونکہ جو کچھ میرے خزانے میں موجود ہے، طلبِ علم کی راہ میں تمہارے لئے قربان ہے، پھر بادشاہ نے نجومیوں کو بلانے کے لئے کہا: انہوں نے اس کے یہاں سے کوچ کرنے کے لئے بہترین

دن اور اس کے سفر کے لئے مناسب گھڑی کا تعین کیا، اس نے اپنے ساتھ بیس تھیلے مال لئے، اس میں سے ہر تھیلے میں دس ہزار دینا تھے برزویہ جب ملک ہند آیا تو بادشاہ کی چوکھٹ اور عوام کی بیٹھکوں کے چکر کاٹے ، بادشاہ کے خواص ، صاحبِ رتبہ لوگوں ، علماء اور فلاسفروں کے بارے میں دریافت کیا، ان کے گھروں پر آمدورفت شروع کی ان سے سلام وکلام کرنے لگا، ان کو یہ بتاتے رہا کہ وہ ایک اجنبی شخص ہے: جو علم وادب کی تلاش وجستجو میں اپنے ملک سے یہاں آیا ہے، اس بارے میں وہ ان کی مدد واعانت کا محتاج ہے، وہ اسی طرح ایک لمبی مدت تک وہاں اقامت پذیر رہا، اس دوران وہ علماء ہند سے علم وادب حاصل کرتا رہا؛ حالانکہ وہ ان تمام چیزوں کا خود عالم تھا، وہ اس دوران اپنے مطلب ومقصد کو پوشیدہ رکھتا رہا، اس نے اپنے اس طویل قیام کے دوران بہت سارے دوست بنالئے ، جن میں شرفائ، علمائ، فلاسفر، عوامی لوگ اور ہر پیشہ وصنعت سے تعلق رکھنے والے شامل تھے، ان تمام دوستوں میں سے ایک شخص کو اس نے رازداری اور مشاورت کے لئے منتخب کیا، جس کے بارے میں فضل وادب ، سچی محبت ومودت اور بھائی چارگی کا اندازہ اسے ہوا تھا ، یہ اس سے تمام امور میں مشاورت کرتا اور اہم معاملات میں اس سے دلی اطمینان حاصل کرتا؛ لیکن وہ جس کام کے لئے آیا تھا، اس سے چھپاتا رہا، وہ اس کی جانچ پڑتال اور ہر طرح سے اسے آزماتا رہا کہ کیا اسے اپنے راز سے مطلع کیا جاسکتا ہے؟ ایک دن اس سے ، جس وقت وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہا: بھائی! میں نے جس قدر اپنے معاملے کو چھپا رکھا ہے، اب میں اس سے زیادہ اسے چھپانا نہیں چاہتا، دیکھو میں یہاں کسی کام سے آیا ہوں ، وہ میرا کام میری ظاہری حالت سے مختلف ہے، عقل مند شخص محض آدمی کے نگاہوں کے آثار ونشانات سے اس کے دلی راز اور مخفی امور پر مطلع ہوجاتا ہے، ہندوستانی نے کہا: اگرچہ میں تمہارے سامنے تمہارے یہاں آمد کے مقصد اور ارادہ کو ظاہر نہیں کروں گا، تمہاری یہ حالت مجھ پر پوشیدہ نہیں تھی کہ تم اپنے مقصود ومطلوب کو پوشیدہ رکھ کر دوسرے قسم کا مظاہرہ کررہے ہو، لیکن تمہارے ساتھ بھائی چارہ اور اخوت میں میری دلچسپی اور لگاؤ نے مجھے اس بارے میں تمہارا سامنا کرنے سے روکے رکھا؛ حالانکہ تمہاری مخفی اور پوشیدہ حالت مجھ پر

نمایاں ہو چکی تھی، لیکن جب تم نے اسے ظاہر کر دیا ہے اور اس کی وضاحت کر دی ہے اور اس بارے میں گفتگو شروع کر دی ہے تو میں تمہیں تمہاری دلی ارادہ سے واقف کراؤں گا، اور تمہارے راز کا افشا کروں گا، اور تمہیں تمہاری یہاں آمد کی غرض بتلاؤں گا، تم ہمارے ملک اس لئے آئے ہو کہ تم ہمارے قیمتی خزانے پر ہاتھ صاف کرو اور اسے تم اپنے ملک لے جاؤ اور اپنے بادشاہ کو خوش کرو، تمہاری یہاں یہ آمد دھوکہ دہی اور مکر و فریب کے انداز میں ہے؛ لیکن میں ضرورت کے تلاش میں تمہارے اس صبر واستقامت کو دیکھا اور ہمارے درمیان اس طویل مدت قیام کے باوجود تم سے کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہو سکی کہ جس سے تمہارے راز اور تمہارے اس کا ز پر مطلع ہو یا جاس کے، تو اس سے تمہاری اخوت ومحبت میں دلچسپی اور تمہاری عقلمندی پر میرا اعتبار اور بڑھ گیا؛ چونکہ میں نے کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھا ہے جو تم سے زیادہ محتاط، مؤدب اور طلب علم پر صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنے والا، اور اپنے راز کو پوشیدہ رکھنے والا ہو، خصوصاً اجنبی مما لک میں، اور دوسری سلطنت میں کہ وہ جہاں کے لوگوں کے طور وطریق سے بھی واقفیت نہیں رکھتا، آدمی کی عقلمندی ودانائی کا اندازہ آٹھ چیزوں سے لگایا جاسکتا ہے {۱} ایک: تو نرم مزاجی {۲} دوسرے: یہ کہ آدمی اپنے مقام کو پہچانے اور اس کا پاس ولحاظ رکھے {۳} تیسرے: بادشاہ کی اطاعت اور اس کی پسند کی تلاش {۴} چوتھے: اپنے راز کے اظہار کی جگہ کی معرفت اور اس سے اپنے دوست کو کیسے مطلع کرے، اس کی جان کاری {۵} پانچویں: وہ اپنے بادشاہوں کے یہاں ادیب اور چرب زبان ہو {۶} چھٹویں: یہ کہ وہ اپنے اور دوسرے کے راز کو پوشیدہ رکھے {۷} ساتویں: وہ اپنے زبان پر قابو رکھتا ہو، ایسی گفتگو کرے جس کے عواقب ونتائج سے وہ مامون ہو، {۸} آٹھویں: اگر وہ کسی مجلس میں ہو تو محض سوال کا جواب دے، جس میں یہ عادتیں ہوتیں ہیں وہی اپنے لئے بھلائی کو لے آنے والا ہوتا ہے، یہ تمام اوصاف تم میں موجود ہیں اور میں نے تم میں یہ چیزیں دیکھی ہیں، اللہ عز وجل تمہاری حفاظت کرے، جس مقصد کے تحت تم آئے ہو، اس میں تمہاری مدد کرے، اگرچہ تمہاری میرے ساتھ دوستی کی وجہ مجھ سے میرے خزانے، میرے مایۂ افتخار اور میرے علم کو چھیننے ہی کے لئے ہے؛ لیکن وہ

اس لائق ہے کہ اس سے تم اپنی ضرورت پوری کرلو، اپنے مقصود کو پالو، اور مطلوب کو حاصل کرلو، برزویہ نے اس سے کہا: میں نے بہت سارا کلام تیار کیا تھا، اور اس کے لئے شاخ درشاخ راہیں بنائی تھیں اور اس کے لئے بہت سارے اصول اور طریقے ایجاد کئے تھے، جب میں گفتگو کے اُس مرحلے تک پہنچا جہاں تم نے میرے مقصد اور میرے آمد کی وجہ پر اطلاع کی خبردی، اور میری بات پر توجہ اور دلچسپی کا اظہار کیا تو میں نے تمہارے ساتھ مختصر کلام پر اکتفا کیا، تم نے میرے عظیم مقصد کو تھوڑے سے کلام سے جان لیا، تو میں نے تمہارے ساتھ گفتگو میں اختصار سے کام لیا، اور میں نے میری ضرورت کے بارے میں تمہاری مدد کو دیکھا تو مجھے اس سے تمہارے احسان واکرام اور وفاداری کا پتہ چلا؛ چونکہ جب فلاسفر اور دانا شخص سے گفتگو کی جاتی ہے اور دانا اور ذہین شخص سے راز کا افشاء کیا جاتا ہے تو وہ اس کو محفوظ رکھتا ہے اور اسے اپنے ساتھی کے منتہائے امید تک پہنچادیتا ہے، جیسے کسی قیمتی چیز کی مضبوط قلعوں میں حفاظت کی جاتی ہے۔

ہندوستانی نے اس سے کہا: محبت اور مؤدت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، جس کی محبت واخوت خالص ہوتی ہے تو وہ اس لائق ہوتا ہے کہ آدمی اسے اپنا راز دار بنالے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رکھے؛ چونکہ راز کی حفاظت یہ اصل ادب ہے، جب راز امانت دار حفاظت کرنے والے کے پاس ہوتا ہے تو وہ ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے، جب کہ بہتر یہی ہوتا ہے کہ اس بارے میں بات ہی نہ کی جائے، وہ راز ہی نہیں ہوتا ہے جس کو دو شخصوں نے جان لیا اور اس کے بارے میں تبادلۂ خیال کرلیا ہو، جب دو شخص کسی راز کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو ضرور ان دونوں میں کا ایک تیسرا بھی ہوتا ہے، جب یہ راز تین اشخاص کے پاس پہنچ گیا تو وہ عام اور تام ہوگیا، اب نہ صاحبِ راز اس کا انکار کرسکتا ہے اور نہ اس کی مخالفت کرسکتا ہے، بادل کے مانند: اگر وہ آسمان میں منتشر ہو اور کوئی یہ کہے، یہ بادل منتشر ہے تو کوئی شخص اس کو جھٹلا نہیں سکتا، مجھے تمہاری محبت ودوستی کی وجہ سے اس قدر خوشی ہورہی ہے کہ جس کے برابر کوئی چیز نہیں، یہی چیز مجھے یہ بتلانے پر مجبور کررہی ہے کہ یہ وہ راز ہے جسے چھپایا نہیں جاسکتا، یہ برابر ذائع وشائع ہوکر رہے

گا، یہاں تک کے لوگوں میں اس کے بارے میں چرچا ہونے لگے گا، اگر اس بات کا افشا ءہوجائے تو تم نے مجھے ایسے ہلاک کر ڈالا کہ بے شمار مال ودولت بھی اس کا بدل نہیں ہوسکتے؛ چونکہ ہمارا بادشاہ بہت سخت اور درشت مزاج ہے، چھوٹی سی غلطی پر بہت بڑی سزا دیتا ہے، اس جیسی بڑی غلطی کا کیا حال ہوگا! میرے اور تمہارے درمیان کی دوستی نے مجھے تمہاری ضرورت میں مدد کرنے پر ابھارا ہے؛ لیکن اس کی سزا سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا، برزویہ نے کہا: علماء نے اس دوست کی تعریف کی ہے جو اپنے دوست کے راز کو چھپائے رکھے اور کامیابی کے لئے اس کی مدد کرے، جس کام کے لئے میں آیا ہوں اس سلسلے کا ذخیرہ ہے، میں تم سے وہاں تک پہنچنے کی امید کرتا ہوں، مجھے تمہاری شرافت طبع اور زودفہمی پر اعتماد ہے، مجھے پتہ ہے کہ تم مجھ پر اس بات کے افشاء کرنے کا خوف واندیشہ نہ کروگے؛ بلکہ مجھے یہ خوف ہے کہ تمہارے اقرباء اور رشتے دار جن کا تمہارے اور بادشاہ کے پاس آنا جانا ہوتا ہے، تمہارے بارے میں بادشاہ سے شکایت کردیں، مجھے تو یہ امید ہے کہ اس سلسلے کی کوئی چیز پھیل نہ سکے گی؛ چونکہ میں مسافر ہوں اور تم مقیم ہو اور ہم اپنے اس معاملے میں کسی تیسرے کو ثالث نہ بنائیں گے، ان دونوں نے اس بارے میں عہدو پیماں کیا، وہ ہندوستانی شخص بادشاہ کا خزانچی تھا اور اسی کے پاس خزانے کی کنجیاں تھیں، اس نے یہ اور دیگر کتابیں اسے پہنچادیں، برزویہ اس کی تفسیر اور اسے ہندوستانی زبان سے فارسی میں منتقل کرنے میں لگا رہا، جس کے لئے اسے اپنے آپ کو مشقت اور تکلیف میں ڈالنا پڑا، اور رات دن جاگتا رہا، اس کے باوجود وہ ہندوستانی بادشاہ سے خوف زدہ بھی تھا؛ کہ کسی وقت بادشاہ کتاب کا ذکر کرے اور اسے اپنے خزانے میں نہ پائے، جب وہ اس کتاب اور اس کے علاوہ دیگر دوسری کتابوں کی نقل سے فارغ ہوگیا، تو انوشرواں کو اس کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر بھیجا، جب بادشاہ کے پاس یہ خط پہنچا تو وہ بے انتہا خوش ہوا، پھر اسے یہ اندیشہ ہوا کہ تقدیری فیصلے کے تحت کہیں اس کی یہ خوشی کافور نہ ہوجائے، اس نے برزویہ کے پاس جلد از جلد پہنچنے کے لئے خط لکھا۔

پھر برزویہ کسریٰ کا رخ کرتے ہوئے وہاں سے نکل پڑا، جب بادشاہ نے اس کے

مصائب وتکالیف اور پریشانیوں کو دیکھا تو اس سے کہا: اے وہ خیر خواہ بندے جو اپنے بوئے ہوئے درخت کے پھل کھائے گا، تیرے لئے خوشخبری ہو اور تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، میں تیری تعظیم وتکریم کروں گا اور تجھے بلند رتبے پر فائز کروں گا، اسے سات دن تک آرام کر لینے کو کہا، آٹھویں دن بادشاہ نے تمام امراء وعلماء کو اکٹھے ہونے کا حکم دیا، جب یہ اکٹھا ہو گئے تو برزویہ کو کتاب لے آنے کے لئے کہا، اس نے اہل سلطنت کی موجودگی میں اسے کھول کر پڑھا، جب ان لوگوں نے اس کتاب میں موجود علم کو سنا تو بے انتہا خوش ہوئے ،اللہ کی اس توفیق پر شکریہ ادا کیا، انہوں نے برزویہ کی بہت زیادہ تعریف کی، بادشاہ نے برزویہ کے واسطے موتی، زبرجد، یاقوت، سونے اور چاندی کے خزانے کھول دینے کے لئے کہا، اور اسے جو چاہے خزانے میں سے مال اور کپڑے لینے کا حکم دیا اور کہا: برزویہ! تم میرے ہی جیسے تخت پر بیٹھو گے، تاج پہنو گے اور شرفاء وباعزت لوگوں کے سردار بنو گے، برزویہ بادشاہ کے سامنے سجدۂ تعظیمی بجالایا اور اسے دعائیں دیں کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ کو دنیا وآخرت دونوں کی عزت سے نوازے اور میری جانب سے اسے بہترین بدل عطا کرے، الحمد اللہ مجھے اللہ عزوجل نے اس نیک بخت اور عظیم سلطنت کے مالک بادشاہ کے ہاتھوں جو کچھ دیا ہے، اس نے مجھے بے نیاز کر دیا ہے، مجھے مال کی تو کوئی ضرورت نہیں؛ لیکن جب بادشاہ نے مجھے (لینے) کا مکلف بنایا ہے اور اس میں اس کی خوشی بھی ہے، تو میں خزانے کے پاس چلا تا ہوں، اس کی خوشی کو حاصل کرنے اور اس کے حکم کو پورا کرنے کے لئے کچھ لے لیتا ہوں، پھر وہ کپڑوں کی تجوری کے پاس گیا اور وہاں سے خراسان کے بادشاہوں کے کپڑوں کی ایک پیٹی لی، جب برزویہ نے اپنے پسند کے کپڑے لے لئے تو کہا تو اس نے کہا: اللہ عزوجل بادشاہ کو عزت سے نوازے اور اس کی عمر کو دراز کرے، جب انسان پر احسان کیا جاتا ہے تو اس کا شکر وامتنان بجالانا بھی ضروری ہے؛ اگر چہ میں نے بادشاہ کو تکلیف دی ہے؛ لیکن اس میں بادشاہ کی رضا اور خوشنودی ہے۔

بہر حال میں نے جو مشقت اور تکلیف برداشت کی ہے، اس وجہ سے کہ میں جانتا تھا کہ اس میں اے سلطنت والو! تمہاری ہی شرافت اور عزت ہے، میں ہمیشہ ہی تمہاری

رضا اور خوشنودی کا طالب رہا ہوں، تمہاری رضا اور خوشنودی میں تنگی آسانی سے، مشقت آرام سے اور تکالیف لذت وسرور سے بدل جاتے ہیں؛ چونکہ میں جانتا ہوں اس میں تمہاری رضا اور خوشنودی ہے؛ لیکن بادشاہ سلامت! میری ایک ضرورت ہے جس میں آپ میری مدد کریں گے اور اس بارے میں میرے مطلب کو پورا کریں گے، میری ضرورت بالکل چھوٹی سی ہے ؛ لیکن اس کی تکمیل میں بے انتہاء فائدہ ہے، انوشرواں نے کہا: کہو تمہاری ضرورت ہماری جانب سے پوری کی جائیگی ؛ چونکہ تمہارا رتبہ ہمارے یہاں بہت بڑا ہے، اگر تم ہماری سلطنت میں شراکت داری کو طلب کروگے تو ہم یہ بھی کر سکتے ہیں، تمہاری اس خواہش کو ہم رد نہیں کریں گے، اس کے علاوہ دیگر ضروریات کا کیا پوچھنا! کہو شرماؤ نہیں، ہر چیز تمہارے واسطے قربان ہے، برزویہ نے کہا: بادشاہ سلامت! آپ کی رضا وخوشنودی میں پہنچی ہوئی میری تکالیف اور پریشانیوں پر نگاہ نہ کیجئے، میں تو آپ غلام ہوں، آپ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان کا قربان کرنا بھی میرے لئے ضروری ہے ، آپ مجھے بدلہ نہ بھی دیں تو یہ میرے پاس کوئی بڑی چیز نہ ہوگی اور نہ یہ کوئی بادشاہ پر لازمی امر ہوگا، آپ کا یہ کرم یہ احسان اور عظیم رتبہ ہے کہ آپ نے مجھے بدلہ دینے کا ارادہ کیا، مجھے اور میرے اہل وعیال کو بلندیٔ مرتبت پر فائز کرنے کے لئے چنا، اگر بادشاہ سلامت دنیا اور آخرت کے ہر اعزاز اور اکرام کے دینے پر قادر ہوتے تو اس بھی نواز دیتے، اللہ عزوجل بادشاہ کو ہماری جانب سے بہترین صلہ دے، انوشرواں نے کہا: تمہاری ضرورت کا ذکر کرو، تمہاری خوشی میرا حق ہے، برزویہ نے کہا: بادشاہ سلامت! اللہ اس کے رتبے کو مزید بلند وبالا کرے میرے ضرورت یہ ہے کہ آپ اپنے وزیر بزرجمہر کو یہ حکم دیں اور اس سے یہ قسم لیں کہ وہ اپنے قوائے فکر وعمل اور اپنی علمی لیاقت کو استعمال کرے، اپنی طاقت وقوت کو جھونک دے اور ایک نہایت ہی مضبوط اور اعلٰی کلام کی تیاری میں اپنے دل ودماغ کو فارغ کردے، اور اسے ایک باب کی شکل دے، جس میں میرے اور میرے احوال کا ذکر کرے، اور اس میں جس قدر ہو سکے مبالغہ آرائی سے کام لے، اور اس سے یہ کہیں کہ جب وہ اس تحریر سے فارغ ہو جائے تو اس کو کتاب کے ابتدائی حصے میں شامل کردے، جسے شیر

اور بیل سے متعلق باب سے پہلے پڑھا جائے، اگر بادشاہ ایسا کرتے ہیں تو انہوں نے مجھے اور میرے اہل وعیال کو نہایت بلند وبالا مقام ومرتبے پر فائز کیا، بادشاہ کا یہ انعام ہمارے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی رہ جائیگا، جہاں کہیں بھی یہ کتاب پڑھی جائے۔

جب کسریٰ انوشرواں نے اس کی بات سنی، اپنے نام کو برقرار رکھنے کی چاہت کے بارے میں اس کی دلی خواہش کو دیکھا، تو انہوں نے اس کے اس مطالبے اور خواہش کو اچھا باور کیا، کسریٰ نے کہا: تمہارے لئے ہی محبت واعزاز ہے، تم اس لائق ہو کہ تمہاری ضرورت پوری کردی جائے، جس چیز پر تم راضی ہو گئے ہو وہ تو بالکل معمولی اور ہمارے پاس بالکل آسان ہے؛ اگرچہ وہ تمہارے یہاں بلندی وشرافت کی چیز ہے، پھر انوشرواں اپنے وزیر بزرجمہر کی جانب متوجہ ہوکر کہا: تم کو برزویہ کی ہم سے کی ہوئی وصیت، اس کے ہمارے مقرب بنانے والے مصائب ومتاعب اور ہماری خوشی میں اپنے آپ کو مشقت وتکلیف میں مبتلا کرنے کا علم ہوا، جو بھلائی وہ ہمارے پاس لے کر آیا ہے اور جو اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھوں حکمت وادب کا قابلِ فخر اور زندہ جاوید تحفہ ہم کو دیا ہے، اسے بھی تم جانتے ہو، اور اس کے اس کارنامے پر بطورِ انعام کے جو خزانے ہم نے اس پر پیش کیے تھے، ان میں سے کسی چیز کی جانب اس کا طبعی میلان نہ ہوسکا، اس کی مراد اور ہم سے اس کی خواہش نہایت ہی معمولی ہے، جسے وہ ہمارے جانب سے اپنے لئے بدلہ اور نہایت ہی اعزاز واکرام کی چیز سمجھتا ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اس بارے کچھ کہو اور اس کی حالت وضرورت میں اس کی مدد کرو، یہ بھی جان لو کہ اس میں میری خوشی ہے، اس بارے میں محنت وکوشش کے کسی سرے کو نہ چھوڑو، گرچہ تمہیں اس میں کس قدر مشقت اٹھانی کیوں نہ پڑے، وہ یہ ہے کہ: تم کتاب کے ان ابواب سے مشابہ ایک باب لکھو، جس میں برزویہ کے فضائل ومناقب کا ذکر کرو، کہ اس کی ابتدائی حالت کیا تھی، اس کے حسب ونسب اور اس کے صنعت وپیشہ کا بھی ذکر کرو، مزید اس کا ہماری ضرورت کے لئے ہندوستان جانے اور اس کے ذریعے ملک ہند سے جو تحفہ ہمیں ملا اور دوسروں کے مقابل ہم نے اسے جو مقام ومرتبہ دیا، وہاں برزویہ کے احوال اور ہندوستان سے اس کی آمد کا ذکر ہو، تم اس کی

تعریف ومدحت میں جس قدر بھی طولِ کلام اور مبالغہ آرائی سے کام لے سکتے ہو، کرو، اس کام میں اس قدر کوشش کرو کہ برزویہ اور اہل مملکت خوش ہو جائیں، میری اور تمام اہل سلطنت کی طرف سے اور تمہارے علم کی محبت کی وجہ سے برزویہ اس کا لائق ہے، کوشش یہ کرو کہ عوام وخواص کے یہاں برزویہ سے منسوب کتاب کا مقصد ان دیگر ابواب سے بڑھ کر ہو اور اس کو اس علم کے احوال سے زیادہ مناسبت ہو، اور اسے پہلا باب بناؤ، جب تم کام کر چکو اور اسے اس کتاب کے حصے میں شامل کر لو تو مجھے اطلاع دو؛ تاکہ میں اہل سلطنت کو بلا کر اسے ان کے سامنے پڑھاؤں، جس سے تمہارے مقام ومرتبہ اور ہماری محبت میں تمہاری کوشش وجدوجہد کا پتہ چلے، اور یہ تمہارے اعزاز کی چیز ہو جائے، برزرجمہر نے بادشاہ کی یہ گفتگو سنی تو سجدے میں گر گیا اور کہا: اللہ آپ کی سلطنت کو دوام بخشے اور دنیا وآخرت میں آپ کو نیکو کاروں کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچائے، آپ نے مجھے اس کے ذریعے دائمی اور ابدی شرف بخشا، اس نے برزویہ کے اس دن سے جس دن اس کے والد نے اسے معلم کے پاس بھیجا تھا اور اس کے اصول ادبیات کی تلاش میں ہندوستان کے سفر کی روداد، کیسے اس نے ان کی تحریر اور زبان کو سیکھا تھا، پھر انوشرواں کا اس کو کتاب کی تلاش میں ہندوستان بھیجنا، تمام احوال بیان کیے، اس نے برزویہ کے فضائل ومناقب ،اس کی عقل ودانائی، اس کے اخلاق وادب اور اس کے مذہب ومسلک سے متعلق ہر چیز کو نہایت ترتیب وتنسیق اور شرح وبسط کے ساتھ لکھا، بادشاہ کو اپنے کام سے فراغت کی اطلاع دی، انوشرواں نے اپنے قوم کے معزز لوگوں اور اہل سلطنت کو اکٹھا کیا، اور بزرجمہر کو کتاب پڑھنے کے لئے کہا، بادشاہ بزرجمہر کے اس علم وحکمت سے بے انتہا خوش ہوا، اسے بھی بے شمار مال ودولت، کپڑے، زیورات اور برتن دینے کا حکم دیا، پھر برزویہ نے اس کا شکریہ ادا کیا، اس کے سر اور ہاتھ کا بوسہ لیا اور پھر برزویہ بادشاہ کے جانب متوجہ ہو کر کہا: اللہ عزوجل آپ کی سلطنت اور نیک بختی کو تادیر قائم رکھے، آپ نے بزرجمہر کو مقدمۂ کتاب کو لکھنے کا حکم دے کر، میرے اس معاملے اور میرے ذکر کو دوام بخشا اور مجھے اور میرے اہل وعیال کو بہت بلند وبالا مقام پر پہنچایا۔

برزویہ اور بزرجمہر بن بختان کے قلم سے اس کتاب کا تعارف

فارس کے سب سے بڑے طبیب، جس نے اس کتاب کے نقل کرنے اور اسے ہندوستانی زبان سے منتقل کرنے کا کام کیا ہے (جس کا ذکر پہلے بھی گذر چکا ہے) کہتا ہے : میرے باپ مقاتلہ خاندان سے اور میری ماں زمامہ (یہ دونوں مجوسیوں کے دو معزز قبیلے ہیں) خاندان کی ایک معزز عورت تھیں، میری ابتدائی عمر نہایت آرام وسکون سے گذری، میں اپنے والدین کا سب سے پیارا اور معزز بیٹا تھا، میرے بھائیوں کے مقابلے میں وہ میرا زیادہ خیال رکھتے، جب میں سات سال کا ہو گیا تو انہوں نے مجھے ایک معلم کے حوالے کیا، جب میں لکھنے پڑھنے میں ماہر ہو گیا تو میں نے اپنے والدین شکریہ ادا کیا ، پھر میں نے علوم کو دیکھا تو جس علم سے میں نے شروعات کی اور جس کا میں شوقین ہوا، وہ علم طب تھا؛ چونکہ میں اس کی فضیلت جانتا تھا، جب میں اس علم کی صحیح راہ پر چلتا رہا، تو اس بارے میں میرے حرص وشوق میں اضافہ ہوتا ہی رہا، جب میری طبیعت نے مریضوں کے علاج ومعالجہ کرنے کو چاہا، تو میں نے اپنی طبیعت کو اس بارے میں فیصل بنایا، پھر میں نے اسے ان چار چیزوں کے درمیان اختیار دیا، جس کو لوگ عموماً پیش نظر رکھتے ہیں، اسی میں دلچسپی لیتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں، میں نے کہا تم اپنے کام سے ان چیزوں میں سے کس کی طالب ہو، اس میں سے کونسی چیز میرے لئے بہتر ہے کہ جس سے میں اپنے مطلب کو پا سکتا ہوں (مال، یا شہرت، لذات نفس یا آخرت؟) میں نے کتب طب میں دیکھا ہے کہ بہترین طبیب وڈاکٹر وہ ہوتا ہے جو اپنے پیشہ سے مکمل وابستہ رہے

،اوراس سے آخرت کا طالب ہو،میں نے بھی یہ چاہا کہ میں پیشہ ٔطب کوآخرت کے لئے اپناؤں،کہیں میری حالت اس تاجر کے مانند نہ ہوجائے جس نے اپنے قیمتی یاقوت کو بے قیمت ٹھکرے کے بدلے بیچ دیا تھا،باوجوداس کے میں نے گذشتہ کتابوں میں یہ بھی پایا ہے کہ جوطبیب اپنے پیشۂ طب سے آخرت کا طالب ہوتا ہے،اس کے دنیا کے حصے میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی،اس کی مثال اس کسان کی سی ہوتی ہے جوکھیتی کے لئے اپنی زمین کو تیارکرتا ہے،نہ کہ گھانس کے لئے ؛لیکن پھربھی اس میں رنگ برنگی گھانس عمدہ پھل کے ساتھ اُگ آتی ہے،میں نے مریضوں کا علاج صرف اجر آخرت کے طلب کے لئے شروع کردیا،ایسانہیں ہوتا ہے کہ میں کسی مریض کے لئے شفایابی کے لئےکوشش کرتا ہوں اورکسی کے لئےنہیں،ہاں البتہ میری یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے مرض میں کمی واقع ہوتو پھرمیں اپنے اعتبار سے حتی المقدوراس کی دوادارو کی کوشش کرتا ہوں،جس کی میں طبی نگہداشت نہیں کر پاتا تو میں اسے اس کا علاج بتادیتا ہوں اوراسے اپنے علاج کے لئے دوادے دیتا ہوں،جس کے ساتھ میں یہ کرتا ہوں اس سے اجرت یا بدلہ کوطلب نہیں کرتا ،اورنہ اپنے کسی ہم پیشہ سے جوعلم میں مجھ سے کمتر ہوتا ہے عزت وعظمت اور مال میں مجھ سے بڑا ہوتا ہے اس پر رشک کرتا ہوں،جب میرانفس ان کے پاس آمدورفت کی خواہش کرتا ہےاوران جیسے گھروں کی تمنا کرتا ہےتو میں اس سے حجت شروع کردیتا ہوں،میں اس سے کہتا ہوں:اے میرے نفس !کیا تو نفع ونقصان کے بیچ فرق کونہیں جانتا؟ کیا تو ایسی خواہش سے بازنہیں آتا جو اگر حاصل ہوبھی جائے تو اس کا نفع بہت معمولی ہوتا ہے،اوراس کی تھکاوٹ بے پناہ ہوتی ہے،اس پر بوجھ زیادہ آتا ہے،اس کے کھوجانے کے بعداس کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے،کیا تواس دنیا کے گھر کے بعدوالے انجام کو یادنہیں کرتا؟ جوتجھ سے تیری حرص وخواہش کوبھلادے گا،کیا تواس فانی دنیا کی محبت میں فساق وفجار کے ساتھ شراکت سے شرم نہیں کرتا،جس کا کچھ بھی حصہ اگرکسی کے قبضے میں ہوتا ہےتو وہ اس کی مِلک نہیں ہوتااورنہ اس کے پاس باقی رہنے والا ہوتا ہے،اس دنیا سے نادان اوردھوکہ کھانے والے ہی انس رکھتے ہیں،اے نفس!تو اپنے بارے میں غورکرلے اور

اس بے ہودہ پن سے باز آجا، یہ یاد رکھ! یہ جسم آفات وبلیات کی آماجگاہ ہے، اور یہ گندے عناصر (خون، بلغم، صفراء اور سودائ) کا مجموعہ ہے، اسی پر زندگی کا دارومدار ہے، اور زندگی ختم ہوجانے والی ہے، اس مجسمہ کے مانند جس کے تمام اعضاء الگ کردیئے گئے ہوں، جب انہیں اکٹھا کرکے جوڑا جاتا ہے تو ایک کیل ہی ان میں ایک دوسرے کے درمیان جوڑ اور اجتماعیت کا پیدا کرنے کا کام کرتا ہے، پھر یہ جب کیل نکال لیا جاتا ہے تو یہ جوڑ الگ الگ ہوجاتے ہیں، اے نفس! اپنے دوستوں اور ہمجولیوں کی مصاحبت اور ہم نشینی سے دھوکہ نہ کھا اور نہ دوستی کی زیادہ تمنا کر، ان کی یہ دوستی جو خوشی اور مسرت کی باعث ہے، یہ بڑی بھاری چیز ہے اور اس کا انجام فراق اور جدائیگی ہے، جیسے وہ چمچا یا ڈونگا جو اپنے درست حالت میں سالن کی گرماہٹ (سے بچنے) کے لئے استعمال ہوتا ہے، جب ٹوٹ جاتا ہے تو ایندھن بن جاتا ہے، (بطور ایندھن کے استعمال ہوتا ہے) اے نفس! تیرے اہل وعیال اور تیرے اعزاء اور اقرباء اپنی قرابت ورشتے داری کے واسطے سے تجھے ہلاکت اور چیزوں کے اکٹھا کرنے پر نہ ابھاریں، تب تو تیری حالت اس عود اور لوبان کے مانند ہوجائیگی جو خود کو جلاکر دوسروں کو اپنی خوشبو فراہم کرتا ہے، اے نفس! تجھ سے آخرت کا معاملہ دور نہیں، تو تھوڑی سی اور حقیر سی چیز کو بعجلت حاصل کرنے کے لئے عاجلہ (دنیا) کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور معمولی قیمت کے بدلے بہت سارے سامان کو بیچ دیتا ہے (حقیر دنیا کو حاصل کرنے کے لئے اپنی قیمتی آخرت کو داؤ پر لگادیتا ہے) اس کی مثال اس تاجر کی سی ہے جس کے پاس گھر بھر کر صندل موجود ہو، وہ یوں سوچے کہ: اگر میں اسے تول کر بیچتا ہوں تو اس میں ایک لمبی مدت لگ جائیگی، اس نے اسے اٹکل سے معمولی قیمت پر بیچ دیا۔

میں نے لوگوں کو مختلف الخیال پایا ہے، ان کی خواہشات جداگانہ ہوتیں ہیں، ہر شخص دوسرے کی تردید وتنقیص کرتا ہے، اس کا دشمن اور اس کے پیٹھ پیچھے کہنے والا بنتا ہے، اس کے اقوال وآراء کی مخالفت کرتا ہے، میں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو میں نے ان میں سے کسی کی تقلید واتباع کی راہ نہ اپنائی، مجھے معلوم ہوچکا کہ اگر میں ان میں

سے کسی کی تصدیق کرتا ہوں تو مجھے اس کے حقیقی احوال کی اطلاع نہیں، تو میری حالت سچ تسلیم کر کے دھوکہ کھانے والے کی طرح ہو جائیگی، جس کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک چور ایک مال دار شخص کے گھر پر چڑھا، اس کے ساتھ چوروں کی ایک ٹولی بھی تھی، ان کے پیروں کی چاپ سے صاحب مکان جاگ گیا اور اپنی بیوی کو بھی بتلا دیا، اس سے چپکے سے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ چور گھر پر چڑھ گئے ہیں، مجھے تم ایسی آواز میں جگاؤ کہ چور سن لیں اور تم مجھ سے یوں کہو: اے آدمی! کیا تم مجھے بے شمار دولت اور اپنے بڑے خزانے کے بارے میں اطلاع نہیں دو گے؟ جب میں تمہیں اس سوال سے روکوں تو تم پھر باصرار مجھ سے یہ سوال کرنا، عورت نے ایسا ہی کیا، اس کی ہدایت کے مطابق اس سے سوال کیا، چور ان دونوں کی گفتگو کو سنے کے لئے خاموش ہو گئے، مرد نے عورت سے کہا: اے عورت! تقدیر تمہیں اس بے شمار رزق کے پاس لے آئی ہے، کھاؤ اور خاموش رہو، ایسی چیز کے بارے میں مجھ سے دریافت نہ کرو، اگر میں تجھے اس بارے میں بتادوں تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اسے کوئی سن لے، پھر مجھے اور تجھے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے، عورت نے کہا: مجھے اس بارے میں بتلاؤ، ہمارے قریب میں ہماری گفتگو سننے والا کوئی نہیں ہے، اس آدمی نے عورت سے کہا: میں تمہیں بتاؤں کہ میں نے یہ مال چوری کر کے اکٹھا کیا ہے، عورت نے کہا: کیسے؟ تم کیا کرتے تھے؟ اس نے کہا: وہ اس طرح کہ مجھے چوری کے بارے میں ایک منتر معلوم تھا، جس سے یہ چوری کی کاروائی میرے لئے آسان ہو جاتی تھی اور کوئی شخص مجھ پر الزام تراشی نہیں کر سکتا تھا، عورت نے کہا: مجھے وہ منتر بتلاؤ، اس نے کہا: چاندنی رات میں، میں اور میرے ساتھی جاتے اور ہم کسی مال دار کے گھر پر چڑھ جاتے، میں اس روشن دان کے پاس جاتا جہاں سے گھر میں روشنی آتی ہے، اور یہ منتر (شولم، شولم) سات مرتبہ پڑھتا اور روشنی میں گھس جاتا، میرے اندر آنے کا کسی کو احساس نہیں ہوتا، میں ہر قسم کے مال و متاع کو لوٹ لیتا، پھر اس منتر کو سات دفعہ پڑھتا اور روشنی میں گھس جاتا، وہ میرے اندر سرایت کر جاتی تو میں اپنے ساتھیوں کے پاس اوپر آجاتا، پھر ہم یہاں سے صحیح سلامت چل دیتے، جب چوروں نے یہ سنا تو کہا: آج ہم جس قدر

چاہے مال ودولت حاصل کر سکتے ہیں، پھر وہ لوگ کافی دیر تک خاموش بیٹھے رہے، پھر انہوں نے سونچا کہ مالکِ مکان اوراس کی بیوی سو چکے ہیں، چوروں کا سردار روشن دان کے پاس آیااورسات مرتبہ(شولم،شولم) کہا، پھرروشنی میں گھس گیا؛ تا کہ گھرمیں اتر جائے اپنے سر کے بل زمین پر گر پڑا، مالک مکان ڈنڈا لے کراس پر ٹوٹ پڑا، اس سے کہا: تم کون ہو؟اس نے کہا: میں انہونی چیزوں کی تصدیق کر کے دھوکہ کھانے والا ہوں، یہ تمہارے منتر کا کڑوا پھل ہے۔

جب میں نے انہونی چیزوں کی تصدیق چھوڑ دی (چونکہ اگر میں اس کی تصدیق کرتا ہوں تو میرے ہلاکت میں پڑ جانے کا اندیشہ تھا) تو میں نے ادیان ومذاہب اوران میں معتدل اور درمیانی مذہب ومسلک کی کھوج شروع کردی، میں نے جتنے لوگوں سے بھی بات کی ان کے یہاں اپنے سوال کا جواب نہ پایا، میں نے ان کی گفتگو میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی کہ میں اپنی عقلی رہنمائی کی روشنی میں اس کی تصدیق کرتا اوراس کی اتباع وپیروی کرتا، جب مجھے کوئی ایسا معتبر آدمی نہ مل سکا کہ جس سے میں مشورہ کرتا تو میں نے اپنے آباء واجداد کوجس دن پر پایا تھا اسی کو اختیار کیا، جب میں نے اپنے آباء واجداد کے دین کو اپنانے کے لئے خود اپنے آپ سے دلائل طلب کئے تو میں نے اپنے آباء واجداد کے دین کے ثبوت کے لئے کوئی ٹھوس دلیل نہ پائی؛ بلکہ طبیعت نے یہ چاہا کہ ادیان ومذاہب کی تلاش وجستجو، اس بارے میں دریافت اورغور فکر کے لئے بالکل فارغ ہو یا جائے، پھر میرے دل میں موت کی قربت، دنیا کے جلد ختم ہوجانے، اہل دنیا کی موت، اورگردش زمانہ کے ان کی زندگی کوختم کرنے کا خیال ہوا، جب مجھے ان ادیان ومذاہب کے حوالے سے تردد وپس وپیش کا اندیشہ ہوا تو میں نے سونچا کہ جس سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو اس سے بالکل ہی تعرض نہ کیا جائے اور دل کی گواہی جو کہ اگر دین ومذہب کے موافق ہوتی ہے اسی پر اکتفاء کیا جائے ,چنانچہ میں نے قتل وقتال اور مار دھاڑ سے اپنے ہاتھ روک لیے، اور اپنے آپ کو تکلیف، غیض وغضب، چوری، خیانت، جھوٹ، بہتان اورغیبت وغیرہ سے بچالیا، میں نے یہ ٹھان لیا کہ میں کسی پر ظلم

زیادتی نہ کروں گا اور نہ قیامت، قیامت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور ثواب وعذاب کو جھٹلاؤں گا، میں نے اپنے دل سے شرور وفتن ختم کردیئے، بہترین لوگوں کی ہم نشینی کو اختیار کرنے کا ارادہ کیا، میں نے اصلاح ودرستگی اور تقویٰ وطہارت سے بہترین کوئی دوست اور رفیق نہ پایا، اگر اللہ کی مدد اور توفیق شامل حال رہے تو اس کی کمائی بھی بالکل آسان اور سہل الحصول رہے گی، اور میں نے دیکھا کہ وہ بھلائی کی رہنمائی کرے گی، خیر اور بھلائی کو بتلائی گی، جیسے ایک دوست کا دوسرے دوست کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے، میں نے بھی دیکھا کہ یہ (صلاح اور درستگی) خرچ کرنے سے نہیں گھٹتی؛ بلکہ اس کے حسن وخوبصورتی میں مزید اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے، اس کو بادشاہ کے لوٹ لینے کا اندیشہ نہیں ہوتا اور نہ پانی میں ڈوب جانے، آگ میں جل جانے، چوروں کے اس پر ڈاکہ زنی کرنے اور نہ درندوں اور پرندوں کے اس کو پھاڑ کھانے کا خوف ہوتا ہے، میں نے یہ دیکھا کہ غافل، لاپرواہ شخص جو بالکل حقیر کم تر شئے کو آج حاصل ہوکر کل ختم ہونے والی ہوتی ہے، اس غیر معمولی اور عظیم چیز پر ترجیح دیتا ہے، جس کا نفع برقرار رہنے والا ہوتا ہے، ایسے شخص کو ویسے ہی نقصان اٹھانا پڑتا ہے، جیسے اس تاجر کو نقصان اٹھانا پڑا تھا جس کے بارے میں یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ: اس کے پاس ایک قیمتی جوہر تھا، اس نے اس میں سوراخ کرنے کے لئے ایک دن میں سو دینار کے بدلے ایک شخص کو اجرت پر لیا، اور اسے کام کرنے کے لئے اپنے گھر لے گیا، وہاں گھر کے کونے میں ''صنج'' نامی ایک باجہ رکھا ہوا تھا (یہ پیتل کی دو پلیٹیں ہوتی ہیں، جس کو ایک دوسرے پر مارنے سے ایک قسم کی سریلی آواز پیدا ہوتی ہے) تاجر نے اس مزدور سے کہا: کیا تم اس باجہ کو بجانا جانتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں، وہ اس کے بجانے میں کافی مہارت رکھتا تھا، اس سے تاجر نے کہا: یہ باجہ لے لو اور اس کی سریلی آواز ہمیں سناؤ، آدمی نے بجانا شروع کردیا، اس کو بہترین اور بلند آواز میں بجانے لگا، تاجر اپنے ہاتھ اور سر کے اشارے کر کے جھومنے لگا، اسی میں شام ہوگئی، جب مغرب کا وقت ہوگیا تو اس آدمی نے تاجر سے کہا: میری اجرت دلا دو، اس سے تاجر نے کہا: کیا تم نے کوئی کام کیا ہے کہ تم اجرت کے مستحق ہوسکو؟ اس نے کہا: میں

نے تمہارے حکم کی تعمیل کی ہے، میں تمہارا مزدور ہوں، جس کام میں مجھے تم نے لگا یا وہ میں نے کیا، اس نے تاجر کے مسلسل پیچھے پڑ کر اس سے سو دینار وصول کر لیے، اس کا جوہر (ہیرا) بغیر سوراخ کے یوں ہی پڑا رہا۔

جس قدر دنیا اور اس کی لذتوں پر میری نگاہ پڑتی رہی، اس سے میرا اعراض اور دوری بڑھتی ہی رہی، میں نے دیکھا کہ عبادت و ریاضت سے ہی آخرت کی راہ ہموار ہوتی ہے، جیسے باپ اپنے بیٹے کے لئے آگے کی راہیں ہموار کرتا ہے، میں نے دیکھا کہ یہی ایک دائمی اور ابدی راحت وآرام کے حصول کا کھلا دروازہ ہے، میں نے دیکھا کہ عبادت گذار، متقی شخص اپنے معاملہ کو سنجیدگی اور وقار کے ساتھ سونچتا ہے، شکر کرتا ہے، تواضع اختیار کرتا ہے، قناعت اور کفایت شعاری کو اپناتا ہے، راضی برضا رہتا ہے، غم وفکر نہیں کرتا، دنیا سے کنارہ کش ہوتا ہے اور شرور وفتن سے محفوظ رہتا ہے، خواہشات ولذات کو چھوڑ کر پاک صاف ہوجاتا ہے، حسد کو چھوڑ دیتا ہے اور محبوب ہوجاتا ہے، ہر چیز میں سخاوت نفس کا مظاہرہ کرتا ہے، عقل کو استعمال کر کے انجام سے باخبر ہوجاتا ہے اور ندامت وشرمندگی سے بچ جاتا ہے، ان سے ڈرتا ہے اور نہ ان کے جانب میلان رکھتا ہے اور ان سے محفوظ ومامون رہتا ہے، میں نے جس قدر عبادت وریاضت پر غور وفکر کیا ہے، اس قدر اس میں میری دلچسپی بڑھ گئی ہے؛ یہاں تک کہ میں نے یہ سونچا کہ میں بھی ایک عابد وزاہد شخص ہوتا، پھر مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ میں زاہدانہ زندگی کو برداشت نہیں کر پاؤں گا، مجھے اطمینان نہیں تھا کہ اگر میں دنیا کو چھوڑ دوں اور عبادت وریاضت میں لگ جاؤں تو میں اس سے بھی رہ جاؤں، اور ان کاموں کو ترک کر دوں جن سے مجھے نفع کی امید تھی، جن کاموں کو میں انجام دے کر اس سے دنیا میں لذت اندوز ہوتا، اس بارے میں میری مثال اس کتے کی سی ہوتی جس کا گذر ایک نہر پر ہوا، اس کے منہ میں آنت تھی، اس آنت کے سایہ کو اس نے پانی میں دیکھا تو اس کو لینے کے لئے جھکا، اس طرح اس کے ساتھ کی آنت بھی ضائع ہوگئی اور اس کو پانی میں بھی کچھ نہ ملا، تو میں نے زاہدانہ زندگی سے بہت زیاد خوف کیا، تنگی وتنگ دستی اور صبر کی کمی کا بھی مجھے اندیشہ ہوا، تو میں نے اپنے سابقہ حالت پر ہی برقرار رہنا

چاہا، پھر میں نے ان اندیشوں کا کہ عبادت وریاضت میں جس پر میں صبر وضبط نہ کر پاتا یعنی تکلیف، تنگی، دشواری وغیرہ اور دنیا دار کو جو آزمائش اور امتحان درپیش ہوتے ہیں، دونوں کا جائزہ لینا چاہا: تو مجھے یہ پتہ چلا کہ دنیا کی تمام شہوات اور لذات کا انجام تکلیف اور غم کا پیدا کرنا ہے، دنیا اس کھارے پانی کے مانند ہے، جس کے پینے والے کی پیاس میں مسلسل پینے پر بھی اور اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے، یہ اس ہڈی کے مانند ہے جو کسی کتے کو ملتی ہے اور وہ اس میں گوشت کی خوشبو محسوس کرتا ہے، وہ اس ہڈی سے گوشت کو حاصل کرنے کی کوشش میں اپنے منہ کو زخمی کر لیتا ہے، یہ دنیا اس چیل کے مانند ہے، جسے ایک گوشت کا ٹکڑا حاصل ہوتا ہے، تو اس پر سارے پرندے ٹوٹ پڑتے ہیں، وہ اسے لے کر مسلسل چکر لگاتے ہوئے تھک ہار جاتا ہے، جب وہ بہت زیادہ تھک جاتا ہے تو اس گوشت کے ٹکڑے کو پھینک دیتا ہے، یہ دنیا اس شہد کے مانند ہوتا ہے جس کی تہہ میں زہر ہوتا ہے، جس کی وقتی حلاوت ولذت کا انجام بری موت پر ہوتا ہے، دنیا سونے والے کے اس خواب کے مانند ہے جس سے اسے خوشی ہوتی ہے، جب وہ بیدار ہوتا ہے تو اس کی یہ خوشی کافور ہو جاتی ہے، جب میں نے ان چیزوں کے تعلق سے غور کیا تو میں نے زہد وتقویٰ کو اختیار کرنے کا ارادہ کیا، میرا شوق مجھے اس جانب حرکت دینے لگا، پھر میں نے اپنے نفس سے جھگڑا کیا تو وہ اس وقت بھی اپنی شرارت پر جما ہوا تھا، کبھی وہ اپنے کئے ہوئے پختہ ارادہ پر برقرار نہیں رہ پاتا تھا، اس قاضی کی طرح جس نے صرف ایک فریق کی بات سنی اور اس کے حق میں فیصلہ کر دیا، پھر جب دوسرا فریق آیا تو پہلے کو بلا کر اس کے خلاف فیصلہ کر دیا، پھر میں نے زہد وتقویٰ کے اختیار کرنے میں مشقتوں اور تنگیوں پر غور کیا، میں نے کہا: دائمی راحت وآرام کے مقابلہ میں یہ مشقت بالکل حقیر اور کمتر ہے، پھر میں نے نفس کی دنیا کی لذتوں اور راحتوں کی آرزو اور لالچ کو دیکھا، تو میں نے کہا: یہ کس قدر کڑوے اور تکلیف دہ ہیں، یہ دائمی عذاب اور ہولناکیوں کی طرف لے جاتے ہیں، بعد کی طویل حلاوت ولذت کے لئے انسان تھوڑی سی کڑواہٹ کو کیسے میٹھا باور نہیں کر سکتا؟ تھوڑی سی مٹھاس جس کے بعد دائمی کڑواہٹ کا سامنا کرنا ہے کیوں کر نہیں

گذرے گی؟

میں نے کہا: اگر کسی کو یہ پیشکش کی جائے کہ وہ سو سال کی زندگی پائے؛ لیکن ہر دن اس کے جسم کا ایک حصہ کاٹ لیا جائے، پھر دوسرے دن اسے یہ حصہ لوٹا یا جائے، اس سے یہ بھی وعدہ کیا جائے کہ جب سو سال مکمل ہو جائیں گے تو وہ ہر تکلیف اور درد سے محفوظ ہو جائے گا اور وہ بالکل امن وسکون کی حالت میں لوٹ جائے گا، تو وہ ان سو سالوں کو کچھ بھی اہمیت نہیں دے گا، زہد وعبادت میں گذرے ہوئے چند دنوں کے صبر، اور ان دنوں کی تھوڑی سی تکلیف، جس کے بعد بھلائی ہی بھلائی آنی والی ہے؛ کیوں کر کوئی ان کا انکار کر سکتا ہے؟ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا ساری کی ساری آزمائش اور عذاب ہے، کیا انسان اس کے ماں کے پیٹ میں سے رہنے سے لے کر اپنی زندگی پوری کرنے تک دنیا کے عذاب میں مبتلا نہیں رہتا؟ جب وہ بچہ ہوتا ہے تو اسے طرح طرح کی تکلیفیں سہنی پڑتی ہیں، اگر وہ بھوکا ہوتا ہے تو کھانا طلب نہیں کر سکتا، اگر پیاسا ہو تو پانی طلب نہیں کر سکتا، یا کسی تکلیف میں مبتلا ہو جائے تو کسی سے مدد طلب نہیں کر سکتا، اس کے علاوہ اسے رکھنے، اٹھانے، لپیٹنے، تیل لگانے اور مالش کرنے میں جو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ علاحدہ ہیں، اگر اسے پیٹھ کے بل (زمین پر) ڈال دیا جاتا ہے تو وہ پلٹ نہیں سکتا، دودھ پینے کے زمانے میں اسے اور کئی قسم کی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں، جب وہ دودھ پینے کی تکلیف سے چھٹکارہ پاتا ہے، تو اسے تعلیم (پڑھائی) کی تکلیف میں مبتلا ہونا پڑتا ہے، اس میں بھی اسے کئی طرح کی اذیتیں سہنی پڑتی ہیں: استاذ کی سختی، سبق کی پریشانی، لکھنے کی اکتاہٹ ...... پھر اس کے ساتھ دوا، پرہیز، بیماریوں اور تکلیفوں کا ایک بڑا حصہ ہوتا ہے، جب وہ پختہ اور جوان ہوتا ہے تو مال کا اکٹھا کرنا اور بچوں کی تربیت یہ اس کا مقصد بن جاتا ہے، طلب وکوشش، محنت ومشقت اور تکان کے خطرات اسے مول لینے پڑتے ہیں، اس کے ساتھ وہ اپنے اندرونی دشمنوں سے بھی برسرِ پیکار رہتا ہے، جن میں صفرائ، سودائ، ہوا، بلغم، خون، جان لیوا زہر اور ڈسنے والے سانپ شامل ہوتے ہیں، اس کے ساتھ اسے درندوں کا خوف ہوتا ہے، اسے گرمی، سردی، بارش اور ہواؤں کا دفع کرنا پڑتا

ہے، پھر بوڑھاپا طاری ہونے پر اسے کئی طرح کی تکالیف سے واسطہ ہوتا ہے، اگر وہ ان چیزوں سے بالکل نہ ڈرتا ہو، ان چیزوں سے مامون ومحفوظ ہو، اور اسے ان تکلیفوں سے محفوظ رہنے کا یقین ہو، وہ ان کے حوالے سے غور وفکر ہی نہ کرتا ہو تو کم از کم اسے اس گھڑی کا تو خیال کرنا چاہیے جس میں اس کی موت آئے گی، وہ اس دنیا کو چھوڑ جائے گا اور وہ اس وقت اپنے اوپر آنے والے مصائب کو یاد کرے، اہل وعیال اور عزیز واقارب کی جدائیگی ، یہ تمام دنیاوی مصائب ہیں ،موت کے بعد اسے بڑی ہولنا کی کا سامنا کرنا ہے، اگر وہ اس طرح نہیں کرتا ہے تو وہ شخص عاجز بے کس، زیادتی کرنے والا ،خست وذلت کا دلدادہ اور ملامت کا مستحق گردانا جائے گا، کون شخص ایسا ہوگا جو ان تمام باتوں کو جان کر کل کے لئے محنت وکوشش کے ذریعے تدبیر نہ کرتا ہو، دنیا کے شہوتوں ولذتوں کے اشغال اور اس کی غفلت کو ترک نہ کرتا ہو، خصوصاً اس دور میں جو بظاہر تو صاف وشفاف نظر آتا ہے؛ لیکن وہ گندہ اور گدلا ہے، اگر چہ کہ بادشاہ عزم کا پختہ ،قدرت والا ، بلند ہمت ، کھوجی (جستجو کرنیوالا) انصاف پسند، پرامید، سچ گو، شکرگذار، وسیع القلب ،لوگوں اوران کے کاموں سے واقف کار، علم، کارِ خیر اور بھلے لوگوں سے محبت کرنیوالا ، ظالموں اور جابروں پر سخت جان، باہمت، حوصلہ مند، خوددار، رعایا کی مرغوبات میں کشادگی اور ناپسندیدہ چیزوں کو ان سے دور کرنے میں نہایت ہمدرد ورفیق ہے؛ لیکن زمانہ ہر جگہ الٹی چال چل رہا ہے، ایسا لگتا ہے سچائی لوگوں سے ختم ہوتی جارہی ہے، نفع بخش چیزیں مفقود ہوتی جارہی ہیں، نقصاندہ چیزیں وجود میں آرہی ہیں، خیر اور بھلائی (کا دائرہ)سکڑتا جارہا ہے، شر اور فساد ترو تازہ ہوتے جارہے ہیں، گویا سمجھ بوجھ کی راہیں ختم ہورہی ہیں، حق شکست کھا رہا ہے، باطل کی اتباع وپیروی کی جارہی ہے، گویا خواہشات کی پیروی احکام کی خلاف ورزی یہ حکام کا وطیرہ بن گیا ہے، مظلوم کی جائے پناہ موت بن گئی ہے، ظالم کو کھلی چھوٹ ملی ہوئی ہے، حرص وہوس نے اپنے منہ کھول رکھیں ہیں، دوروںنزدیک کی ساری چیزیں وہ ہڑپ کررہا ہے، رضاجوئی وخوشنوی (کا مادہ) ناپید ہوگیا ہے، گویا بدمعاش آسمان کو چڑھنا چاہتے ہیں، گویا اچھے لوگ زمین کے نچلے

حصے کے خواہش مند ہیں، انسانیت وشرافت گویا بلندی سے نہایت پستی کی طرف پھینک دی گئی ہے، کمینگی آسان اور قابلِ عزت چیز بن گئی ہے، سلطنت شریف لوگوں سے رذیل لوگوں میں منتقل ہوگئی ہے، گویا دنیا خوشی ومسرت کا ذریعہ بن گئی ہے۔

تو یوں کہے گا: بھلائی اور اچھائی کے کام ناپید ہوگئے ہیں، برائیاں نمایاں ہوگئی ہیں، جب میں نے دنیا اور اس کے معمولات میں غور کیا اور اس بارے میں کہ وہ (انسان) مخلوق میں سب سے عظیم اور شریف ہے؛ لیکن پھر وہ فتنہ فساد اور ہموم وغموم ہی کی طرف لوٹتا ہے، تو میں نے جان لیا کہ یہ عقل مند انسان نہیں جو ان چیزوں کو جان کر اس سے اپنی نجات کی تدبیر نہیں کرتا، میں نے اس بارے میں خوب تعجب وحیرت کیا، پھر میں نے دیکھا کہ انسان کی اس بارے میں تدبیر کرنے میں نہایت ہی حقیر ومعمولی لذت رکاوٹ بنتی ہے، جو سونگھنے، چکھنے، دیکھنے، سننے اور چھونے سے بڑی نہیں ہے، گویا کہ اسے محض پانی کا جھاگ ہاتھ لگا ہے یا اس کا معمولی حصہ اسے حاصل ہوا ہے، یہی اسے اپنی ذات میں دلچسپی لینے اور اس کی نجات وبچاؤ کی جستجو کرنے میں رکاوٹ بنتا ہے۔

میں نے انسان کی مثال تلاش کی، اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو بے قابو ہاتھی کے خوف سے کنویں میں پناہ لیتا ہے، وہ اس میں اتر کر کنویں کے اوپر دو ٹہنیوں کو پکڑ کر لٹک جاتا ہے، کنویں کے اندر اس کے پیر کسی چیز پر پڑتے ہیں، وہ چار سانپ ہیں، جنہوں نے پتھروں سے اپنے منہ نکال رکھے ہیں، پھر وہ کنویں کی گہرائی میں دیکھتا ہے تو وہاں ایک بھیانک جانور اپنا منہ کھولے ہوئے اس کا انتظار کر رہا ہے کہ وہ گر جائے تو اسے نگل لے، پھر اس نے اپنی نگاہیں ان ٹہنیوں کی طرف ڈوڑائیں، تو وہاں کیا دیکھتا ہے کہ ان ٹہنیوں کے کنارے دو چوہے: ایک سفید، ایک کالا، وہ دونوں مسلسل بغیر کسی سستی اور کاہلی کے ان دونوں ٹہنیوں کے کاٹنے میں مصروف ہیں، ابھی وہ اپنی حفاظت کے بارے میں غور وفکر کرتا ہوتا ہے کہ اسے وہیں قریب شہد کا ایک چھتہ دکھائی پڑتا ہے، وہ اس کا شہد چکھتا ہے، اس کی مٹھاس اور اس کی لذت اسے اپنے حوالے سے غور وفکر سے غافل کر دیتی ہے، وہ اپنی نجات اور خلاصی کی جستجو سے رہ جاتا ہے، اسے یہ خیال نہیں ہوتا

ہے کہ دو چوہے ان ٹہنیوں کے کاٹنے میں لگے ہوئے ہیں، جیسے ہی یہ ٹہنیاں ٹوٹ جائیں گی تو وہ اس بھیانک جانور پر گر جائے گا، وہ شہد کی لذت وحلاوت میں ایسا مگن، مصروف ہوتا ہے کہ بالکل بے خبر، یہاں تک کہ وہ اس جانور کے منہ میں گر جاتا ہے، وہ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

اس مثال میں کنویں کو اس دنیا کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو آفات ومصائب سے بھری پُری ہے، ان چار سانپوں کو انسان میں موجود چار عناصر (صفراء، سودائ، خون اور بلغم) سے تشبیہ دی گئی ہے، جب ان میں سے کوئی بڑھ جاتا ہے تو یہ سانپ کے ڈنک اور (آخری انجام کو پہچانے والا) موت کا زہر ثابت ہوتا ہے، ان دو ٹہنیوں کو انسان کی اس مدتِ حیات سے تشبیہ دی گئی ہے جو ضرور ختم ہوگی، اس کالے اور سفید چوہے کو اس رات اور دن کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو انسان کی مدتِ حیات کو ختم کر دیتے ہیں، اس خطرناک جانور کو انسان کے اس انجام کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس سے وہ ضرور دوچار ہوگا (موت) شہد کو اس تھوڑی سی لذت وحلاوت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو انسان کھاتا ہے، سنتا ہے، سونگھتا ہے، چھوتا ہے، اور اپنے آپ سے اور اپنی حالت سے غافل اور لاپرواہ ہو جاتا ہے اور اپنے مقصد و راستے سے ہٹ جاتا ہے ۔

اس وقت میں نے یہ طئے کیا کہ میں اپنی حالت پر راضی رہوں گا، اور اپنے اعمال کو جس قدر ممکن ہو سکے درست کرتا رہوں گا، شاید کہ میری باقی زندگی میں ایسے لمحات میسر آجائیں کہ جس میں اپنی ہدایت کی راہ اور نشان اور اپنے نفس پر قابو پاؤں، میں اپنی اسی حالت پر برقرار رہا، بہت ساری کتابوں کے نقول حاصل کئے اور اس کتاب کی نقل حاصل کرنے کے بعد ملکِ ہند سے واپس ہو گیا۔

شیر اور بیل

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے جو برہمن قوم کا سردار تھا کہا: مجھے ان دو آپس میں محبت کرنے والوں کی مثال بیان کرو جن کے درمیان دروغ گو، مکار شخص پھوٹ ڈال دیتا ہے، انھیں آپس کی دشمنی اور کینہ وحسد پر اکستا ہے، بیدبا نے کہا: جب دو دوست اس طرح مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ان کے مابین جھوٹا، مکار شخص دشمنی اور پھوٹ پیدا کرتا ہے، اس کی مثال اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ: سرزمین ''دِستاوند'' میں ایک بوڑھا شخص تھا، اس کے تین بیٹے تھے، جب یہ سنِ رشد کو پہنچ گئے، تو اپنے باپ کے مال میں اسراف وفضول خرچی کرنے لگے، انہوں نے کسی ایسے پیشہ کو نہیں اپنایا جس سے وہ اپنے لئے مال حاصل کرتے، ان کے والد نے ان کو ڈانٹا، ان کے والد نے ان کے اس غلط رویہ پر انہیں نصیحت کی، ان کے باپ نے ان سے یوں کہا: اے میرے لڑکو! دنیا والا تین چیزوں کا طالب ہوتا ہے، جسے وہ چار چیزوں سے حاصل کرتا ہے، تین وہ چیزیں جن کا وہ طالب اور خواہش مند ہوتا ہے: رزق میں کشادگی، لوگوں میں قدر وعزت اور آخرت کے لئے زادِراہ، وہ چار چیزیں جن کی ان تین چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے: بہترین طریقے سے مال حاصل کرنا، پھر اپنے مال کی بہترین حفاظت کرنا، پھر اس میں بڑھوتری، پھر اس سے معاش کی درستگی، اہل وعیال اور بھائیوں کی رضاجوئی میں خرچ کرنا، جس کا فائدہ اسے آخرت میں حاصل ہوگا، جو شخص ان چیزوں کی رعایت نہیں کرتا وہ اپنی ضرورت کو نہیں پا سکتا؛ چونکہ اگر کمائے گا نہیں تو اس کے پاس زندگی گذارنے کے لئے مال نہیں ہوگا، اگر وہ مال دار اور صاحب ثروت ہو بھی؛ لیکن اس کی صحیح حفاظت ونگرانی نہ کرتا ہو تو وہ بجلد ختم ہو جائے گا اور وہ فقیر اور محتاج ہو جائے گا، اگر وہ مال کو یوں ہی رکھے،

بڑھائے نہیں، تو کم خرچ بھی مال کو جلد ختم ہونے سے نہیں روکے گا، اس سرمہ کی طرح جس سے سلائی کو لگے ہوئے کی مقدار میں لیا جاتا ہے، اس کے باوجود بھی وہ جلد ختم ہوجاتا ہے، اور اگر وہ اسے غیر مصرف اور غلط جگہوں میں خرچ کرتا ہے، اس کے خرچ کرنے کی جگہوں سے چوک جاتا ہے تو وہ اس فقیر کے مانند ہوجاتا ہے جس کے پاس کوئی مال نہیں ہوتا، پھر یہ اسے جو کچھ اس کے پاس ہے اس کو اس پر گذرنے والے حادثات اور پریشانیوں سے برباد ہونے سے نہیں روکتا، اس پانی کے ذخیرہ کی طرح جس سے پانی مسلسل رس رہا ہو، اگر اس کے لئے نالی اور راستہ نہ ہو اور کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اس سے مناسب مقدار میں پانی نکالے تو وہ پانی برباد ہوجائے گا، اور بہہ جائے گا اور بہت سی جگہوں سے رسنا شروع ہوجائیگا، ہوسکتا اس میں بڑا رسوراخ ہوجائے اور سارا پانی ضائع ہوجائے، بوڑھے کے لڑکوں نے باپ کی گفتگو سے نصیحت حاصل کی، اسے اچھی طرح پلے باندھ لیا، اور یہ جان لیا کہ اسی میں بھلائی ہے اور اس پر اعتماد کرلیا، ان میں سے بڑا بیٹا میّون نامی علاقے کی جانب کوچ کر گیا، دوران راہ اس کا گذر ایسی جگہ سے ہوا جہاں بہت زیادہ کیچڑ تھا، اس کے ساتھ ایک بنڈی تھی جسے دو بیل کھینچ رہے تھے، ان میں سے ایک کا نام شتربہ تھا، اور دوسرے کا نام ''بندبہ'' تھا، شتربہ تو اس جگہ کیچڑ میں پھنس گیا، اس آدمی اور اس کے ساتھیوں نے بہت زیادہ زور لگایا، بہت کوشش کی، مگر وہ اسے نکال نہیں سکے، وہ شخص وہاں سے چلا گیا، وہاں ایک شخص کو بیل کے پاس نگرانی کے لئے چھوڑ گیا؛ تاکہ کیچڑ سوکھنے پر وہ اسے لے آئے، اس آدمی نے جب وہاں شب گذاری کی تو وہ اس جگہ سے اکتا گیا اور اسے وہاں وحشت ہونے لگی، چنانچہ اس نے بیل کو وہیں چھوڑا اور اپنے ساتھی سے جاملا، اسے بتلایا کہ بیل مر گیا، اور اس سے کہا: کہ جب انسان کی مدتِ حیات ختم ہوجاتی ہے اور اس کا موت کا وقت آپہنچتا ہے تو وہ جن چیزوں سے اپنے ہلاکت کا اندیشہ کرتا ہے، اس سے بچنے کی کس قدر کوشش کیوں نہ کرلے، تو اسے اس سے فائدہ نہیں ہوتا، بسا اوقات اس کے اپنے بچاؤ کی کوشش خود اس کے لئے وبال جان بن جاتی ہے۔

جیسے یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک شخص اس جنگل میں چل پڑا جس میں اسے درندوں کا

خوف تھا، وہ شخص اس راستے کی ہولنا کی اور خطرے سے واقف تھا، ابھی وہ تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ اس کا ایک خطرناک شیر سے سامنا ہوا، جب اس شخص نے دیکھا کہ شیر اسی کے جانب آرہا ہے تو اسے ڈر ہوا، اس نے دائیں بائیں نظر کی، تاکہ اسے کوئی ایسی جگہ مل جائے جس میں (پناہ لے کر) شیر سے بچ جائے، وہاں اسے ایک وادی کے پیچھے گاؤں دکھائی پڑا، وہ اس گاؤں کی جانب تیزی سے چل پڑا، جب وہ اس وادی کے پاس آیا تو اسے اس وادی پر پل دکھائی نہ پڑا، بھیڑیا اس سے قریب تھا، اس نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا وہ اچھی طرح تیرنا بھی نہیں جانتا تھا، اگر گاؤں کے لوگوں نے اسے دیکھا نہ ہوتا تو وہ ڈوب جاتا...... وہ اسے نکالنے کے لئے کود پڑے، انہوں نے اسے نکالا، وہ بالکل قریب المرگ ہو چکا تھا، جب اس آدمی نے اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس بھیڑیا کے شر سے محفوظ پایا...... پھر اس نے وادی کے ایک طرف تنہا ایک گھر دیکھا، اس نے سونچا: میں اس گھر میں جا کر آرام کروں گا، جب وہ اس کے اندر گیا، تو وہاں ایک چوروں کی ٹولی تھی، جس نے ایک تاجر پر ڈاکہ ڈالا تھا، اور وہ لوگ اس کے مال کو تقسیم کر رہے تھے اور اسے قتل کرنا چاہتے تھے، وہ آدمی نے یہ صورتحال دیکھی تو اسے اپنے بارے میں خوف ہونے لگا، پھر وہ گاؤں کی جانب چلا گیا، گاؤں کی ایک دیوار سے ٹیک لگایا، تاکہ جو کچھ اسے ڈر اور تھکاوٹ ہوئی ہے اس سے آرام حاصل کر لے، اچانک وہ دیوار اس پر گر پڑی اور وہ مر گیا، تاجر نے کہا: کیا تم نے سچ کہا: مجھے یہ بات معلوم ہو چکی ہے۔

بیل اس جگہ سے نکل گیا اور اٹھ کھڑا ہو گیا، بے شمار گھاس اور پانی والے ہر بھرے بیل میں وہ رہنے لگا، جب وہ (کھا پی کر) موٹا ہو گیا تو ڈھاڑنے اور اپنی آواز بلند کرنے لگا، وہیں قریب میں ایک جھاڑی تھی، جس میں ایک بہت بڑا شیر رہتا تھا، وہ وہاں کا بادشاہ تھا، اس کے ساتھ بہت سارے درندے: بھیڑیئے، گیدڑ، لومڑیاں، تیندوے، اور چیتے وغیرہ تھے، یہ شیر تنہا اپنی رائے کا مالک تھا، اسے اپنی کسی ساتھی سے رائے لینے کی ضرورت نہ تھی، جب شیر نے بیل کی آواز سنی؛ حالانکہ اس نے کبھی بیل دیکھا ہی نہیں تھا اور نہ کبھی اس کی آواز سنی تھی، اس کی آواز سے شیر پر ایک قسم کا خوف اور

ڈر طاری ہوگیا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا لاؤ لشکر اس کی اس کیفیت محسوس کرے، وہ ہر وقت اپنی جگہ پر پڑا رہتا، نہ وہ وہاں سے ہلتا تھا اور نہ چستی پھرتی کا مظاہرہ کرتا تھا، ہر دن اس کا یہ لاؤ ولشکر ہی اس کے کھانے کا بندوبست کرتا، اس کے ساتھ جو درندے رہتے تھے ،ان میں دو گیدڑ بھی تھے، ان میں سے ایک کا نام ''کلیلہ'' تھا دوسرے کا نام ''دمنہ'' وہ دونوں نہایت مکار، چالاک، اور ذی علم تھے، دمنہ نے اپنے بھائی کلیلہ سے کہا: بھائی جان !یہ شیر اپنی جگہ پڑا ہوا کیوں رہتا ہے؟ نہ اپنی جگہ سے ہلتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی چستی پھرتی کا مظاہرہ کرتا ہے، اس سے کلیلہ نے کہا: تمہیں اس کے بارے میں پوچھنے کی کیا ضرورت؟ ہم اپنے بادشاہ کے در سے اس کی پسند کو لیں گے، اور اس کی ناپسند کو ترک کردیں گے، ہمارا وہ مقام ومرتبہ نہیں کہ ہم بادشاہ کو موضوع بحث بنائیں، اور اس کے امور پر نظر کریں، لہٰذا تم اس سے رک جاؤ، جو شخص اُس بات کو یا اُس کام کو بتکلف اپناتا ہے جس کا وہ اہل نہیں ہوتا تو اسے اسی چیزوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس سے بندر بڑھئی کی جانب سے دوچار ہوا تھا۔

دمنہ نے کہا: وہ کیسے ہوا تھا؟ کلیلہ نے کہا: یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کسی بندر نے ایک بڑھئی کو لکڑی پر چڑھ کر دو کیلوں کے بیچ لکڑی کو کاٹتے ہوئے دیکھا، بندر کو یہ چیز بھلی لگی، پھر وہ بڑھئی اپنے کسی کام سے وہاں سے چلا گیا، بندر اپنی جگہ سے اٹھا، اور جو کام اس کے لائق نہیں تھا اس کو بتکلف انجام دینے لگا، وہ بھی لکڑی پر چڑھ گیا، اس کیل کے جانب اس نے اپنی پیٹھ کرلی اور اس کا چہرہ لکڑی کی طرف تھا، اس کی دم لکڑی کی شگاف میں اٹک گئی اور کیل وہاں سے نکل گئی، بندر درد وتکلیف سے بیہوش ہوکر گر پڑا، پھر اسی وقت بڑھئی آ گیا، اس نے بندر کو اس طرح دیکھا تو اسے مارنے لگا، اس بڑھئی سے اسے جو تکلیف پہنچ رہی تھی وہ اس لکڑی سے پہنچنے والی تکلیف سے بڑھ کر تھی۔

دمنہ نے کہا: میں نے تمہاری یہ بات سنی، جو شخص بھی بادشاہ کے قریب جائے اسے اس کی صحبت اور ہم نشینی حاصل ہو ضروری نہیں کہ اسے اس کا تقرب بھی حاصل ہوجائے؛ لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ جو شخص بھی بادشاہ کے قریب ہوتا ہے وہ اپنے پیٹ کے

خاطر؛ چونکہ پیٹ ہر چیز کی بھرتی کی جگہ ہے، آدمی بادشاہوں کے قریب اس واسطے ہوتا ہے کہ دوست اس سے خوش ہوں اور دشمنوں کا زور ٹوٹے، کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن میں انسانیت ہی نہیں ہوتی، وہ بالکل حقیر اور معمولی چیز پر راضی ہوجاتے ہیں، اس کتے کی طرح جسے سوکھی ہڈی مل جاتی ہے تو وہ اس سے خوش ہوجاتا ہے، رہے مرتبہ شناس اور صاحبِ نخوت لوگ تو وہ تھوڑے پر اکتفا نہیں کرتے، اور نہ اس پر راضی ہوتے ہیں، جب تک وہ اپنے اس مقام پر نہ پہنچ جائیں، جس کے وہ اہل ہیں اور وہ مقام بھی ان کے لائق شان ہے، اس شیر کی طرح جو خرگوش کا شکار کرتا ہے، جب وہ اونٹ دیکھتا ہے تو خرگوش کو چھوڑ کر اونٹ کی طلب میں لگ جاتا ہے، کیا تم نے کتے کو نہیں دیکھا کہ جب کتا اپنی دم کو ہلاتا ہے تو اس کے جانب روٹی کا ایک ٹکڑا پھینک دیا جاتا ہے تو وہ اسی پر راضی اور قانع ہوجاتا ہے، خوددار طاقتور ہاتھی کو جب چارہ دیا جاتا ہے تو جب تک اس کے سر پر ہاتھ نہ پھیرا جاتا، اس کی خوشامد نہیں کی جاتی وہ چارہ نہیں کھاتا، جو شخص صاحبِ فضل ومرتبہ، صاحبِ ثروت اور اپنے اہل وعیال اور دوستوں کے ساتھ احسان وسلوک کرنے والا ہوتا ہے، اگرچہ اس کی عمر تھوڑی ہی کیوں نہ ہو طویل العمر شمار ہوتا ہے، جس شخص کی زندگی تنگی ،تنگدستی اپنے اور اپنے رشتے داروں پر خرچ نہ کرنے میں گذرتی ہے، مردہ ہی اس سے زیادہ زندہ ہے، اور جو شخص اپنے پیٹ اور اپنے خواہشات کے لئے جستجو کرتا ہے، اس کے علاوہ ہر چیز پر قانع اور راضی رہتا ہے اس کا شمار جانوروں میں ہوتا ہے۔

کلیلہ نے کہا: مجھے تمہاری بات معلوم ہوئی، تم اپنی عقل سے رجوع کرو (یعنی دو بارہ غور وفکر کرو) اور دیکھو ہر انسان کا ایک مقام ومرتبہ ہوتا ہے، اگر وہ شخص اس مرتبے میں جس پر وہ فائز ہے، اپنے طبقے کے لوگوں میں اچھی حالت میں ہوتا تو وہ اپنی اس حالت پر اکتفا کرسکتا ہے، جس مقام ومرتبہ پر ہم فائز ہیں، ہماری موجودہ حالت سے وہ کمتر نہیں ہے، دمنہ نے کہا: بقدر انسانیت لوگوں کے مرتبہ بھی مختلف اور یکساں ہوتے ہیں، آدمی کی انسانیت اسے حقیر درجہ سے بلند درجہ تک پہنچادیتی ہے، جس میں انسانیت نہیں ہوتی وہ اپنے آپ کو بلند مرتبہ سے نچلے مرتبہ پر لے آتا ہے، کم رتبے سے بلند مرتبہ پر پہنچنا مشکل

ہوتا ہے، بلند مرتبہ سے نچلے درجہ پر آنے میں تکلیف کم ہوتی ہے، جیسے وزنی پتھر: اسے زمین سے کاندھے تک اٹھانا مشکل ہوتا ہے، جب کہ اس کو زمین پر ڈال دینا بالکل آسان ہوتا ہے، ہم بھائی موجودہ رتبے سے بلند تر رتبے کے خواہش مند ہیں، اس حوالے سے ہماری یہ کوشش ہے کہ اسے ہم انسانیت اور خودداری سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پھر ہم اپنے اس موجودہ مقام ومرتبہ پر اکتفا کیسے کر سکتے ہیں؟ حالانکہ ہم اپنے اس مقام کو بدل سکتے ہیں، کلیلہ نے کہا: اب تم نے کیا ارادہ کیا ہے؟ دمنہ نے کہا: میں اسی وقت سے شیر کے معاملات میں مداخلت اور رائے اندازی کرنا چاہتا ہوں؛ چونکہ وہ بالکل ضعیف الرائے ہے، خود اس پر اور اس کے لاؤ لشکر پر ان کے معاملات مشتبہ ہوتے ہیں (معاملات کی حقیقت کو وہ نہیں پہنچ پاتے) میں انھیں احوال میں اس کے قریب ہو کر خیر خواہی ونصیحت کے ذریعے اس کے پاس اپنا مقام بنالوں گا، کلیلہ نے کہا: تمہیں کیا پتہ کہ شیر پر اس کے معاملات مشتبہ ہو رہے ہیں؟ دمنہ نے کہا: میں نے اپنے قوتِ احساس اور فکر ونظر سے یہ پتہ کیا ہے، صاحب نظر شخص اپنے ساتھی کے احوال اور اس کے اندرونی معاملات کو اس کی شکل وصورت کے مظاہرہ واثرات سے جان لیتا ہے، کلیہ نے کہا: تم بادشاہ کے پاس اپنے مقام ومرتبہ کی امید کیسے کرتے ہو؛ حالانکہ تمہارا بادشاہ کے یہاں کوئی اثر ورسوخ نہیں ہے اور نہ ہی تو تم بادشاہوں کے خدمت (کے فن) سے واقف ہو؟ دمنہ نے کہا: مضبوط وطاقتور شخص گر چہ کے وہ بوجھ اٹھانے کا عادی کیوں نہ ہو اس بوجھ کو تنہا نہیں اٹھا سکتا، کلیلہ نے کہا: بادشاہ اپنے فضل واحسان کا اپنے حاضرین ومقربین سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتا، لیکن جو بادشاہ کا قریبی شخص ہو وہ اس کو (دیگر لوگوں پر) ترجیح دیتا ہے، کہا جاتا ہے اس بارے میں بادشاہ کی مثال اس انگور کی بیل کی سی ہے جو بہترین درخت پر نہیں چڑھتی، بلکہ وہ قریبی درخت پر چڑھتی ہے، تم بادشاہ کے پاس مقام ومرتبہ کے امیدوار کیسے ہو سکتے ہو؟ حالانکہ تم اس کے قریبی نہیں ہو، دمنہ نے کہا: میں نے تمہاری ساری گفتگو اور بات سمجھ لی ہے، تم سچ بھی کہہ رہے ہو، لیکن یہ دیکھو کہ جو بادشاہ کے ہم سے زیادہ قریبی لوگ ہیں، ایک وقت اس مرتبے کے حامل نہیں تھے، وہ اپنی دوری کے بعد

بادشاہ کے قریب ہوئے ہیں، اوراس مرتبہ پرپہنچ گئے ہیں، میں بھی اپنی کوشش اور جدوجہد سے بادشاہ کے قریب ہوکراس مقام ومرتبہ کے حاصل کرنے کا خواہاں ہوں، یوں کہا جاتا ہے کہ: ایک شخص پابندی سے بادشاہ کے در پر حاضری نہیں دیتا؛ لیکن وہ اپنے اندر سے غرور گھمنڈ کو نکال پھینکتا ہے، تکلیف برداشت کرتا ہے، غصہ پی جاتا ہے، لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا ہے تو وہ بادشاہ سے بھی اعلیٰ مقام پر پہونچ جاتا ہے، کلیلہ نے کہا: یہ فرض کرو کہ تم بادشاہ کے پاس پہونچ گئے، تو کیا گیارنٹی کے تم اس کے پاس مقام ومرتبہ بھی حاصل کرلوگے؟ دمنہ نے کہا: اگر میں اس کے قریب ہوجاؤں گا تو اس کے اخلاق وعادات معلوم کرلوں گا، پھراس کی تابعداری واطاعت اوراس کی مخالفت کے بغیراس کی خواہشات کے سامنے جھک جاؤں گا، اگر وہ کسی کام کا ارادہ کرے اور وہ کام میرے اپنے اعتبار سے درست ہو، اسے اس کے واسطے اچھا بناؤں گا، اس کے منافع اسے بتلاؤنگا، اور میں اسے اس کام کے حوالے سے ہمت دلاؤں گا، جس سے وہ بے انتہا خوش ہوجائے گا، اگر وہ کسی کام کا ارادہ کرلے، جس میں مجھے اس کے نقصان کا اندیشہ ہوتو میں اسے اس میں موجود نقصان اور عیب سے مطلع کراؤں گا، اس کام کے ترک کرنے میں جو نفع اور اچھائی ہے اسے بھی بتلاؤں گا، اس بارے میں جو راہیں بھی میرے لئے میسر ہوں اسی اعتبار سے یہ کام کروں گا، مجھے امید ہے کہ اس طرح شیر کے پاس میرا مقام اور مرتبہ بڑھ جائے گا، میرے اندر وہ اوصاف دیکھے گا جو میرے علاوہ کسی دوسرے میں نہ ہوں گی، چونکہ جانکار، ادیب شخص اگر چاہے تو حق کو باطل یا باطل کو حق باور کرا سکتا ہے، اس ماہر مصور کی طرح جو دیوار میں ایسی تصویریں بناتا ہے گویا وہ دیوار سے نکل رہی ہیں، حالانکہ وہ دیوار سے نکل رہی نہیں ہوتی ہیں، ایک دوسری تصویر ایسی بناتا ہے گویا وہ دیوار میں داخل ہورہی ہیں، حالانکہ وہ دیوار میں داخل ہورہی نہیں ہوتی ہیں، جب شیر میرے فضائل دیکھے گا، ان فضائل اور جو کچھ میرے پاس (چالاکی) ہے اس سے واقف ہوجائے گا، اس طرح وہ میرے اعزاز اور میری اس سے قربت کا خواہش مند ہوگا۔

کلیلہ نے کہا: اگر یہ (اس بارے میں) تمہاری رائے ہے تو میں تمہیں بادشاہ کی

صحبت اور ہم نشینی سے منع کرتا ہوں؛ چونکہ بادشاہ کی صحبت بہت بڑا خطرہ ہوتی ہے، علماء نے یوں کہا ہے: ان تین چیزوں میں صرف احمق اور بیوقوف شخص ہی جرأت وہمت کرسکتا ہے، اور اس سے بہت کم لوگ محفوظ رہتے ہیں، ایک تو بادشاہ کی ہم نشینی، عورتوں کو راز کا امین بنانا، اور تجربہ کے لئے زہر کا پی جانا، علماء نے بادشاہ کو اس دشوار گذار، سخت ترین، بلند تر پہاڑ سے تشبیہ دی ہے جس پر بہترین پھل، قیمتی جواہرات، اور نفع بخش دوائیں ہوں، اس کے ساتھ وہ درندوں، چیتوں، بھیڑیوں اور ہر خوفناک اور خطرناک درندوں کا مسکن ہو، اس پر چڑھنا بھی مشکل اور وہاں رہنا بھی خطرناک ہوتا ہے، دمنہ نے کہا: جو تم نے بتایا وہ بالکل صحیح ہے، لیکن جو شخص خطرات کی سواری نہیں کرتا ہے وہ مرغوبات کو حاصل نہیں کرسکتا ہے، جو شخص کسی ایسے معاملے میں جس سے اپنے مقصود تک پہونچنے کی توقع ہوتی ہے، محض خوف اور ڈر اور حزم واحتیاط کے طور پر رک جائے تو وہ کسی بڑے مقصود کو حاصل نہیں کرسکتا، یہ کہا جاتا ہے کہ: تین عادتیں ایسی ہیں کہ جسے کوئی بھی بغیر بلند ہمتی اور بھیانک خطرات مول لینے کے اپنا نہیں سکتا، ان ہی میں سے بادشاہ کے یہاں کام، سمندری تجارت اور دشمن سے مقابلہ ہے، علماء نے صاحب مرتبت اور خودار آدمی کے سلسلے میں کہا ہے کہ وہ صرف دو جگہوں پر دکھائی دیتا ہے، ان دو جگہوں کے علاوہ کوئی جگہ اسے راس نہیں آتی ہے یا تو وہ بادشاہوں کے ساتھ محترم ومعزز ہو یا عابدوں زاہدوں کے ساتھ کنارکش ہو، جسے ہاتھی کی رونق اور خوبصورتی دو جگہ (نمایاں) ہوتی ہے، یا تو جنگل کے وحشی کے شکل میں یا بادشاہوں کی سواری کی شکل میں، کلیلہ نے کہا: اللہ عزوجل تمہیں تمہارے عزم وارادہ میں خیر اور بھلائی سے نوازے، پھر دمنہ وہاں سے چل پڑا، شیر کے پاس آکر اسے سلام کیا، شیر نے اپنے ہم نشینوں اور مصاحبوں سے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ فلاں بن فلاں ہے، شیر نے کہا: میں اس کے باپ کو جانتا ہوں، پھر اس سے پوچھا: کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا: بادشاہ کے در پر ہر وقت اس امید سے پڑا رہتا ہوں کہ بادشاہ کو کوئی کام درپیش ہو تو میں بادشاہ کی اپنی ذات اور اپنے رائے سے مدد کروں، چونکہ کے بادشاہوں کے پاس بے شمار کام ہوتے ہیں، کبھی ان کاموں کے لئے ایسے شخص کی

ضرورت پڑتی ہے جو بالکل قابل التفات نہیں ہوتا، کوئی بھی شخص۔ خواہ وہ کس قدر بھی کم رتبہ اور بے حیثیت کیوں نہ ہو۔ اس کے ساتھ کوئی منفعت گرچہ وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو ضرور ہوتی ہے، چونکہ لکڑی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی جو زمین پر پڑا ہوتا ہے، وہ بھی کبھی قابل منفعت ہوتا ہے، آدمی اسے لے کر اپنے کان میں ڈالتا ہے، اس سے اپنے کان کو کھر چتا ہے؛ لہٰذا جو جانور نفع ونقصان کی جانکاری رکھتا ہے وہ نفع اٹھانے کے زیادہ قابل ہوتا ہے، جب شیر نے دمنہ کی بات سنی تو اسے اچھّی لگی اور یہ سونچا کہ یہ تو صاحب رائے اور خیر خواہ شخص ہے، وہ حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: ذی علم اور انسانیت دوست شخص غیر معروف اور کم مرتبت ہوتا ہے؛ لیکن اس کا یہ علمی اور انسانی مقام اس کی بلندی اور رفعت کو چاہتا ہے، جیسے آگ کا شعلہ باوجود اس کو بڑھنے سے روکنے کے وہ اور بڑھتا جاتا ہے، جب دمنہ نے یہ جان لیا کہ شیر اس پر فریفتہ ہو چکا ہے تو کہا: بادشاہ کی رعیت بادشاہ کے در پر اس امید سے آتی ہے کہ بادشاہ کے وفور علمی کو جانے، یوں کہا جاتا ہے کہ: فضیلت و مرتبت دو چیزوں میں ہے: ایک جنگجو، لڑاکا کی فضیلت دوسرے جنگجو اور لڑاکا پر، دوسرے عالم کی فضیلت عالم پر، مددگاروں کی بھیڑ اگر وہ ناتجربہ کار اور غیر آزمودہ ہوں تو کبھی یہ چیز کام کے لئے نقصان دہ بن جاتی ہے؛ چونکہ کام کی تکمیل معاونین کی کثرت وزیادتی سے نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ ان کی صلاحیت اور صالحیت سے ہوتی ہے، اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو وزنی پتھر اٹھا کر اپنے آپ کو بوجھل کر دیتا ہے اور اسے اس کی کوئی قیمت وصول نہیں ہوتی، جس شخص کو درخت کے تنے کی ضرورت ہو، اس کو بے شمار بانس بھی کفایت نہیں کرتے، بادشاہ سلامت! تمہارے یہ لائق حال ہے کہ آپ اگر کسی حقیر، کمتر شخص میں انسانیت دیکھیں تو آپ اسے کمتر نہ سمجھیں؛ چونکہ چھوٹا ہی کبھی بڑا اور باعزت ہو جاتا ہے، جسے مردہ جانور کا پٹھہ جب اس سے کمان بنائی جاتی ہے تو وہ باعزت چیز بن جاتی ہے، اسے بادشاہ ہاتھوں میں لیتے ہیں، کھیل اور جنگ میں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔

دمنہ نے یہ چاہا کہ لوگوں کو یہ بتائے کہ جو کچھ اس نے بادشاہ کے اعزاز واکرام کو حاصل کیا ہے، وہ اپنی درست رائے، اپنی عقل وسمجھ بوجھ کی وجہ سے، ان لوگوں کو بھی یہ

بات معلوم ہوچکی، چونکہ وہ لوگ اس کے باپ سے واقف تھے، دمنہ نے کہا: بادشاہ کسی کو اس کے اپنے آباء واجداد کی قرابت کی وجہ سے قریب نہیں کرتا، اور نہ ان کی دوری کی وجہ سے دور کرتا ہے؛ لیکن ہر شخص کو اپنے پاس کیا ہے اسے دیکھنا چاہیئے؛ چونکہ آدمی کی سب سے قریبی چیز اس کا جسم ہوتا ہے، اور جب جسم بیمار ہوجاتا ہے، تو اسے تکلیف ہوتی ہے اور اس بیماری کا دفعیہ اس کے بعد دواء سے ہوتا ہے۔

دمنہ جب اپنی بات پوری کرچکا، تو بادشاہ اسے نہایت حیرت واستعجاب کی نظر سے دیکھنے لگا، اس کا بہترین بدل بھی عطا کیا، اور اس کے مقام اور رتبہ کو بھی بڑھایا، پھر اپنے ہم نشینوں سے کہا: بادشاہ کو چاہئے کہ وہ صاحب حق کے حق کو نہ مارتا رہے، لوگ اس بارے میں دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک تو فطری طور پر بدخلق ہوتے ہیں، یہ اس سانپ کی طرح ہوتے ہیں اگر کوئی اسے روندتا ہے تو وہ اسے نہیں ڈستا؛ لیکن اس کی وجہ سے وہ شخص دھوکہ کھاجائے اور سانپ کو دوبارہ روندے، اب تو وہ ڈس لے گا، دوسرا وہ شخص ہوتا ہے، جس کی اصل طبیعت میں نرمی ونرم خوئی ہوتی ہے، یہ اس ٹھنڈے صندل کی طرح ہوتا ہے، جسے زیادہ رگڑنے پر وہ زیادہ گرم اور اذیت ناک ہوجاتا ہے۔

پھر دمنہ بادشاہ سے مانوس ہوگیا، اور اس سے تنہائی میں ملاقات کی اور اس سے ایک دن کہا: میں بادشاہ کو ایک جگہ بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں، اس کی کیا وجہ ہے؟ ابھی وہ یہ گفتگو کرہی رہا تھا کہ شتربہ نے زور سے آواز نکالی، شیر غضبناک ہوگیا، اس نے اپنی حالت کی اطلاع دمنہ کو دینا نہ چاہی، دمنہ کو معلوم ہوگیا کہ اس آواز سے شیر پر شک اور خوف طاری ہوگیا ہے، اس نے پوچھا کیا بادشاہ سلامت اس آواز سے ڈر اور خوف محسوس کررہے ہیں؟ اس نے کہا: مجھے اسکے علاوہ کسی سے ڈر نہیں ہوتا، دمنہ نے کہا: بادشاہ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ محض ایک آواز کی وجہ سے اپنی جگہ چھوڑ دے، علماء نے کہا ہے: ہر آواز سے خوف نہیں کیا جاتا، شیر نے کہا: اس کی کیا مثال ہے؟۔

دمنہ نے کہا: لومڑی ایک گھنے جنگل میں جہاں ایک درخت پر باجا لٹکا ہوا تھا آئی، جب بھی اس درخت کی شاخوں پر ہوا چلتی تو وہ ہلنے لگتے، جس سے باجا بج اٹھتا، اور اس

سے بھیانک آواز سنائی دیتی، اس بھیانک آواز کو سن کر لومڑی اس جانب چل پڑی، جب وہاں پہونچی تو دیکھا کہ وہ نہایت ہی بھاری بھرکم چیز ہے، اسے اپنے آپ میں یہ یقین ہو چلا کہ اس میں بہت ساری چربی اور گوشت ہے، اس نے کوشش اور جدوجہد کے بعد اسے پھاڑ دیا، جب اس نے دیکھا کہ اس کے اندر کچھ نہیں ہے تو اس نے کہا: مجھے یہ پتہ ہے کہ شاید سب سے ناکام اور بیکار چیز زیادہ آواز والی اور عظیم الجثہ ہوتی ہے۔

میں نے تمہارے سامنے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے کہ تاکہ تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ جس آواز کی جانب ہم توجہ دے رہے ہیں، اگر ہم وہاں پہونچ جائے تو اسے اپنی سوچ سے بالکل آسان تر اور معمولی پائیں گے، اگر چاہیں تو بادشاہ سلامت مجھے بھیج دیں اور وہ یہیں رہیں، میں اس آواز کی وجہ معلوم کر آؤں گا، شیر نے اس کی بات سے اتفاق کرلیا، بادشاہ نے اسے آواز کی جانب جانے کی اجازت دی، دمنہ اس جگہ جہاں شتربہ تھا پہونچ گیا، جب دمنہ شیر کے پاس سے چلا تو اسے اپنے بارے میں فکر لاحق ہوئی، اسے دمنہ کو اس جگہ بھیجنے پر شرمندگی ہوئی، اپنے دل میں کہنے لگا: میں نے دمنہ کو اپنا امین اور راز دار بنا کر اچھا نہیں کیا، وہ میرے دروازے پڑا رہتا تھا، جب کوئی شخص بادشاہ کے دروازے پر آتا ہے، اور اس نے بغیر کسی وجہ کے اس کے حقوق تلف کئے ہیں، یا وہ اپنے بادشاہ کے یہاں مظلوم شخص ہے، یا وہ بادشاہ کے یہاں نہایت حریص اور لالچی شخص ہے، یا اسے کوئی تکلیف یا تنگی پہونچی ہے جس سے وہ ابھر نہیں پایا ہے، یا اس نے کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہوتا ہے کہ اسے بادشاہ کی جانب سے سزا کا خوف ہوتا ہے یا وہ کسی چیز کا امیدوار ہے جس میں بادشاہ کے لئے نقصان اور خود اس کا نفع ہے، یا اسے نفع کی چیز میں نقصان کا اندیشہ ہے، یا وہ بادشاہ کے دشمن کا صلح کار ہے، یا بادشاہ کے صلح کنندہ کا مخالف ہے، بادشاہ کے لئے اس کو اس قدر عجلت اور جلد بازی میں بھیجنا اس پر بھروسہ کرنا اور اس پر اطمینان کرنا مناسب نہیں؛ چونکہ دمنہ مکار اور مشکوک ہے، وہ چونکہ دروازے پر خالی پڑا ہوا تھا، اس کی وجہ سے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے، شاید یہی چیز اسے میرے ساتھ خیانت، میرے دشمن کے ساتھ اعانت اور مجھ سے بغض وکینہ کا باعث ہو رہی ہے، شاید کہ اس کی

ملاقات پرشور، بلند آواز مجھ سے زیادہ ذی اثر اور بارعب شخص سے ہوگئی ہے،اس کے ساتھ وہ مجھ سے اعراض کرنے لگاہے اور اس کے سہارے مجھ پر زیادتی کرنا چاہتاہے، پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کرتھوڑی دور چلاتو اسے دمنہ اپنے جانب آتے ہوئے دکھائی دیا،اس سے اسے کچھ اطمینان ہوا، پھر اپنی جگہ واپس آ گیا، دمنہ شیر کے پاس آیا،اس سے کہا:تم نے کیا کیا؟تم نے کیا دیکھا؟اس نے کہا: میں نے وہاں ایک بلند آواز ،ڈکارنے والے بیل کو دیکھا ہے،جس کی آپ نے آواز سنی ہے،شیر نے کہا:اس کی طاقت وقوت کتنی ہے؟اس نے کہا:اس میں کوئی رعب ودعب نہیں ہے، میں اس کے قریب گیا اوراس سے اپنے ہم مثل وہم سر کے مانند گفتگو کی ، وہ کچھ نہیں کرسکا،شیر نے کہا:اس سے تم دھوکہ نہ کھا جانا، اوراسے چھوٹا نہ سمجھ بیٹھنا، چونکہ زوردار ہوائیں کمزور گھاس کی پرواہ نہیں کرتیں؛لیکن وہ بڑے بڑے کھجور کے درختوں اور دیگر طویل قامت جھاڑوں کو ریزہ ریزہ کردیتی ہیں، دمنہ نے کہا: بادشاہ سلامت ! آپ اس کا کچھ خوف نہ کیجئے اور نہ اسے اہمیت دیجئے، میں اسے آپ کے پاس لے آؤں گا! تاکہ وہ آپ کا فرماں بردار اور اطاعت گذار غلام بن جائے،شیر نے کہا: جیسے تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔

دمنہ بیل کی جانب چلا،اس سے لاپرواہی وبے توجہی کے ساتھ کہا: مجھے شیر نے تمہیں لانے کے لئے بھیجاہے،اس نے کہاہے کہ اگرتم بعلجت مطیع ہوکراس کے پاس آتے ہوتو میں تمہارے اس کے پاس پہونچنے میں کسی قسم کی تاخیر کی سابقہ غلطی پر تمہیں امن دوں گا،اوراگرتم اس کے پاس بجلد پہونچنے میں کسی قسم کی تاخیر یا ٹال مٹول کرتے ہوتو اس نے اطلاع دینے کے لئے کہاہے،اس سے شتربہ نے کہا:جس شیر نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے وہ کون ہے؟اس کے احوال وکیفیات کیاہیں؟ دمنہ نے کہا:وہ درندوں کا بادشاہ ہے، وہ فلاں جگہ ہے،اس کے ساتھ اس کے ہم جنس جانوروں کا ایک بڑا لشکر ہے،شتربہ شیر اور درندوں کا نام سن کر ڈر گیااور کہا:اگرتم مجھے امان دوگے تو میں تمہارے ساتھ اس کے پاس جاؤں گا،دمنہ نے اسے امان دیاجس سے اسے بھروسہ ہوگیا،وہ دونوں وہاں سے چل کرشیر کے پاس آئے،شتربہ نے اس سے سارا واقعہ کہہ

سنایا، اس سے شیر نے کہا: تم میری صحبت اور رفاقت میں رہو، میں تمہارا اکرام کروں گا، بیل نے اسے دعا دی اور اس کی تعریف کی۔

پھر شیر نے شتربہ کو اپنے قریب کیا، اس کا اعزاز واکرام کرنے اور اس میں دلچسپی اور لگاؤ کا مظاہرہ کرنے لگا، اسے اپنے رازوں کا امین بنایا، اپنے معاملات میں اس سے مشورے لینے لگا، دن بدن اس کے ساتھ تعلق لگاؤ دلچسپی اور قربت میں مزید اضافہ ہی ہوتا رہا؛ یہاں تک کہ وہ اس کے اصحاب میں خصوصی مرتبت والا ہوگیا، جب دمنہ نے دیکھا کہ بیل نے شیر کے پاس اس اور اس کے دیگر اصحاب کے مقابلے خصوصی مقام حاصل کرلیا ہے، وہ شتربہ کا صاحبِ عقل ورائے اس کی خلوتوں کا ہم نشیں، اس کی تفریح کے طبع ودلچسپی کا سامان بن گیا، جس سے اسے بہت حسد ہونے لگا، اور اس کا غصہ انتہا کو پہونچ گیا، اس نے اپنے بھائی کلیلہ سے اس کی شکایت کی اور اس سے کہا: بھائی جان تم میری رائے کے نقصان اور کوتاہی، میرے اپنے ساتھ معاملے، شیر کو نفع پہونچانے کی میری فکر اور میری اپنے ذات سے غفلت کے بارے میں تعجب نہ کرو، یہاں تک کہ میں نے بیل کو شیر کے پاس لے آیا، جس نے مجھ سے بڑا رتبہ حاصل کرلیا۔

کلیلہ نے کہا: تم اس بارے میں اپنی رائے اور اپنے عزم وارادہ کا اظہار کرو، دمنہ نے کہا: مجھے تو آج یہ امید نہیں ہے کہ شیر کے پاس میرے موجودہ مقام ومرتبہ میں مزید کچھ اضافہ ہوجائے؛ لیکن میں اپنے سابقہ مقام ومرتبہ کے بحالی کے لئے کوشاں ہوں، تین چیزیں ایسی ہیں کہ عقلمند شخص کو اس کے بارے میں غور وفکر اور اپنی سعی اور کوشش سے اس کے لئے تدبیر کرنا چاہیے، ایک یہ کہ گذشتہ نفع ونقصان پر نظر کرے، گذشتہ نقصانات سے بچے؛ تاکہ پھر دوبارہ نقصان نہ ہو، گذشتہ منافع کے حصول کی جستجو اور تدبیر کرے، دوسرے موجودہ منافع ونقصانات میں نظر کرے، منافع کے بارے میں اطمینان حاصل کرے، نقصانات سے فرار اختیار کرے، تیسرے مستقبل میں متوقع منافع اور نقصانات کا اندازہ کرے؛ تاکہ متوقع منافع کو پورا پورا حاصل کیا جاسکے، جن نقصانات کا خدشہ ہے اپنے کوشش سے ان سے بچنے کی کوشش کرے، جب میں نے اس معاملہ میں

جس سے اپنے مقام اور کھوئے ہوئے مرتبہ کی بحالی پر غور کیا تو مجھے سوائے اس کے کوئی تدبیر اور صورت نظر نہیں آئی کہ اس گھاس کھانے والے کے ساتھ مکر وفریب کیا جائے؛ یہاں تک کہ اس کی زندگی ہی کا خاتمہ کردیا جائے، اگر یہ شیر سے علحدہ ہوجائے تو میرا مقام دوبارہ بحال ہوجائے گا اور شاید یہ شیر کے حق میں بہتر ہوگا، کلیلہ نے کہا: مجھے بیل کے بارے میں شیر کی رائے اور اس کے پاس اس کی قدر ومنزلت اور مقام ومرتبہ میں کوئی عیب اور بُرائی نظر نہیں آتی ہے، دمنہ نے کہا: چھ چیزوں کی وجہ سے بادشاہ مغلوب ہوجاتا ہے اور اس کا معاملہ بگڑ جاتا ہے، محرومی، فتنہ وفساد، خواہشات، بدکلامی، زمانہ اور بیوقوفی۔

محرومی یہ ہے کہ: بادشاہ نیکوکار معاونین، خیر خواہ لوگوں، صاحبِ رائے، بہادر وامانت دار منتظمین سے محروم ہوجائے اور اس طرح کے لوگوں کی تلاش وجستجو کو بھی وہ ترک کردے، فتنہ یہ ہے کہ: لوگ آپس میں لڑنے بھڑنے لگیں، خواہشات یہ ہیں کہ: بادشاہ گفتگو، لہو ولعب، کھیل کود، شراب وشکار اور اس قسم کی چیزوں میں دلچسپی لینے لگے، بدکلامی یہ ہے کہ: وہ سخت روی اور درشت کلامی کو اپناتا جائے؛ حتیٰ کہ زبان کو گالی گلوج میں اور ہاتھ کو ناحق استعمال کے حوالے سے بے قابو چھوڑ دے، زمانہ یہ ہے کہ: لوگوں کو قحط، موت، پھلوں میں کمی، لڑائیوں اور اس جیسی چیزوں کا سامنا کرنا پڑے، بیوقوفی یہ ہے کہ: نرمی کی جگہ میں سختی اختیار کی جائے اور سختی کی جگہ نرمی، اور شیر بیل پر بے انتہا فریفتہ اور اس کا گرویدہ ہوگیا ہے، اسی کے بارے میں نے بتلایا ہے کہ یہ بادشاہ کے لئے نقصان اور عار کا سبب بن سکتا ہے، کلیلہ نے کہا: تم بیل پر کیسے قدرت حاصل کروگے، حالانکہ وہ تم سے زیادہ طاقتور، تم سے زیادہ بادشاہ کا معزز اور مددگار ہے؟ دمنہ نے کہا: تم میرے چھوٹے پن اور کمزوری کو نہ دیکھو؛ چونکہ چیزوں کا تعلق، قوت وکمزوری، جسم وجثہ کے بڑے یا چھوٹے ہونے سے نہیں ہوتا، بسا اوقات چھوٹا شخص اپنے مکر وتدبیر اور اپنی رائے سے وہاں پہونچ جاتا ہے جہاں بڑے بڑے طاقتور نہیں پہونچ پاتے، کیا تمہیں یہ پتہ نہیں چلا ہے کہ ایک کمزور سے کوے نے اپنے مکروفریب سے ایک سانپ کو قتل

کر دیا تھا؟ کلیلہ نے کہا: یہ کیسے ہوا تھا۔

دمنہ نے کہا: یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک کوے کا پہاڑ پر درخت میں ایک گھونسلا تھا، وہیں قریب میں ایک سانپ کا بل تھا، جب کوا انڈے سے بچے نکالتا تو سانپ بچوں کے پاس جا کر انہیں کھالیتا، جب کوے کو اس کی اطلاع ملی تو بہت زیادہ غم زدہ ہو گیا، اس نے اپنے کسی گیدڑ دوست سے اس کی شکایت کی، اور اس سے کہا: میں نے کسی معاملے جس کا میں نے عزم مصمم کرلیا ہے تم سے مشورہ کرنے کا ارادہ کیا ہے، اس نے کہا: وہ کیا معاملہ ہے؟ کوّے نے کہا: میں نے یہ عزم کرلیا ہے کہ جس وقت سانپ سوجائے تو وہ اس کے آنکھوں میں چونچ مار کر اسے پھوڑ دے؛ تاکہ مجھے اس سے آرام مل جائے، گیدڑ نے کہا: جو تدبیر تم نے کی ہے وہ کتنی بری تدبیر ہے؟ کوئی ایسی چیز ڈھونڈ نکالو کہ جس سے اپنے آپ کو دھوکہ اور خطرہ میں ڈالے بغیر اپنے مقصد کو حاصل کرلو، اس بارے میں تمہاری مثال اس بطخ کے مانند نہ ہوجائے جس نے کیکڑے کو قتل کرنا چاہا اور اپنے آپ کو قتل کرلیا، کوّے نے کہا: یہ کیسے ہوا؟ گیدڑ نے کہا: کسی بطخ نے ایک جھاڑی میں جہاں بے انتہا مچھلیاں تھیں اپنا گھونسلا بنایا، اس نے وہاں ایک لمبی مدت زندگی گذاری، پھر بوڑھا ہو گیا، اس کے اندر شکار کی صلاحیت نہ رہی، اسے سخت اور بہت زیادہ پریشانی لاحق ہوئی ،غم زدہ ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے بارے میں تدبیر کرنے لگا، اس کے پاس سے ایک کیکڑے کا گذر ہوا، اس نے اس کی یہ حالت اور غم واندوہ کی کیفیت دیکھی تو اس کے قریب گیا، اور کہا: اے پرندے! تم اس طرح غم زدہ شکستہ خاطر اور ملول کیوں نظر آرہے ہو؟ بطخ نے کہا: میں افسردہ اور آزردہ کیوں کر نہ ہوتا، میرا گذر یہاں کی مچھلیوں کے شکار سے ہوتا تھا، میں نے آج دو شکاریوں کو یہاں سے گذرتے ہوئے دیکھا ہے، وہ آپس میں یوں کہہ رہے تھے: یہاں بہت ساری مچھلیاں ہیں ،کیا ہم پہلے اس کا شکار نہ کرلیں؟ دوسرے نے کہا: میں نے ایک دوسری جگہ اس سے زیادہ مچھلیاں دیکھی ہیں، وہیں سے ہم شروعات کرتے ہیں، پہلے ہم وہاں سے فارغ ہوجائیں تو یہاں آکر اِسے ختم کردیں گے، مجھے یہ یقین ہے کہ جب وہ وہاں کے شکار سے فارغ ہوجائیں گے،

تو اس جھاڑی میں آئیں گے اور یہاں کی مچھلیوں کا شکار کرلیں گے، اگر اس طرح ہو جاتا ہے تو اس سے میری ہی ہلاکت اور میری مدتِ حیات کا خاتمہ ہے کیکڑا اسی وقت مچھلیوں کی جماعت کے پاس گیا، اور انھیں اس کی اطلاع دی، وہ بطخ کے پاس آکر مشورہ کرنے لگیں، انہوں نے بطخ سے کہا: ہم تم سے مشورہ کرنے کے لئے آئیں ہیں؛ چونکہ عقلمند اپنے دشمن سے مشورہ کرنے سے نہیں چوکتا، بطخ نے کہا: شکاریوں کا مقابلہ تو یہ میرے بس کی چیز نہیں ہے، مجھے یہی ایک تدبیر سمجھ میں آرہی ہے کہ یہیں قریب میں ایک تالاب میں چلا جایا جائے، جس میں مچھلیاں اور بہت سارا پانی اور بانس وغیرہ ہیں، اگر تم وہاں چلے جاؤ تو اس میں تمہاری بہتری اور درستگی ہے، مچھلیوں نے اس سے کہا: یہ احسان ہم پر تمہارے سوا کوئی نہیں کرسکتا، یہ بطخ ہر دن دو مچھلیوں کو اٹھا کر قریبی ٹیلوں پر لے جاتا اور انھیں کھا جاتا، ایک دن وہ دو مچھلیوں کو لینے کے لئے آیا تو کیکڑا اس کے پاس آیا، اور کہا: مجھے بھی یہاں ڈر لگنے لگا ہے اور یہ جگہ میرے لئے غیر مانوس ہوگئی ہے، مجھے بھی اس تالاب میں لے جاؤ، جب وہ اسے لے کر اڑا اور اس ٹیلے کے پاس پہونچا جہاں وہ مچھلیاں کھاتا تھا تو کیکڑے نے دیکھا کہ وہاں مچھلیوں کی ہڈیوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے تو اسے پتہ چل گیا کہ یہ اسی بطخ کا کام ہے، اور وہ اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنا چاہتا ہے، اس نے اپنے دل میں کہا: اگر دشمن سے ایسی جگہ ملاقات ہوجائے جہاں اس کی ہلاکت یقینی ہو تو خواہ وہ اس سے قتال کرے یا نہ کرے، اسے چاہئے کہ اپنی ذات کی حفاظت اور دماغ کے لئے قتال کرے، پھر اس نے اپنے ڈنک بطخ کی گردن کے پاس لے جاکر اس سے اس کے گلے کو دبا ڈالا، اس کی وجہ سے وہ مرگیا، کیکڑا وہاں سے بچ کر مچھلیوں کے گروہ کے پاس آیا اور انھیں سارا واقعہ کہہ سنایا، میں نے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے کہ بعض تدابیر خود تدبیر کرنے والے کی ہلاکت کا سبب بن جاتے ہیں؛ لیکن تمہیں ایک ترکیب ایسی بتلاتا ہوں اگر تم اسے اپنالوگے تو تمہارے ہلاکت میں پڑے بغیر سانپ مرجائیگا اور تم صحیح سالم رہوگے، کوّے نے کہا: وہ ترکیب کیا ہے؟۔

گیدڑ نے کہا: جاؤ، جاکر اپنے اڑنے کے دوران شاید تمہیں عورتوں کے زیورات

ہاتھ لگیں، اسے اچک کر لے آؤ، پھر اس طرح نیچے اڑتے رہو کہ نگاہوں سے اوجھل نہ ہو جاؤ، سانپ کی بل کے پاس آکر وہاں زیور کو پھینک دو، لوگ دیکھیں گے تو اپنے زیور لے لیں گے اور تمہیں سانپ سے نجات دلا دیں گے، کوّا آسمان میں چکّر لگا تا رہا، بڑے گھرانے کی ایک عورت کو چھت پر غسل کرتے ہوئے دیکھا، اس نے اپنے کپڑے اور زیورات ایک طرف رکھ دیئے تھے، کوّا نیچے اترا اور عورت کے زیورات میں سے ہار کو اچک کر لے اڑا، لوگوں نے اس کا پیچھا کیا، وہ نیچے نیچے اس طرح اڑتا رہا کہ ہر شخص اسے دیکھ رہا تھا، وہ ہار لے کر سانپ کے بل کے پاس آیا اور وہاں ہار کو ڈال دیا، لوگ کوے کو دیکھ ہی رہے تھے، جب وہ وہاں پہونچے تو انہوں نے ہار لے لیا اور سانپ کو قتل کر ڈالا۔

میں نے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے؛ تا کہ تمہیں یہ معلوم ہو کہ تدبیر وہ کام کرتی ہے جو قوت وطاقت سے بھی انجام نہیں دیا جا سکتا، کلیلہ نے کہا: اگر بیل میں اس کی طاقت وقوت کے ساتھ اس کی اصابت رائے نہ ہوتی تو تمہارے کہنے کے مطابق ہو سکتا تھا؛ لیکن بیل اپنی قوت وطاقت سمیت درست رائے اور سمجھ بوجھ رکھتا ہے، تم اس پر کیا قابو کیسے پا سکتے ہو؟ دمنہ نے کہا: بیشک بیل قوت وطاقت، رائے اور مشورہ میں ویسا ہی ہے جیسا تم نے بتایا، لیکن میری برتری، فضیلت کا قائل ہے، میں اسے اس طرح پچھاڑ سکتا ہوں جس طرح خرگوش نے شیر کو پچھاڑ دیا تھا، کلیلہ نے کہا: وہ کیسے؟۔

دمنہ نے کہا: بتایا جاتا ہے کہ ایک شیر ایسی جگہ رہتا تھا جہاں گھاس اور پانی وافر مقدار میں تھا، اسی جگہ اس پانی اور چراگاہ کی کشادگی اور پھیلاؤ کی وجہ سے بہت سارے دیگر وحشی جانور بھی رہا کرتے تھے؛ لیکن وہ شیر کے ڈر سے اس جنگل سے صحیح نفع نہیں حاصل کر پاتے تھے، وہ سارے اکٹھے ہو کر شیر کے پاس آئے اور اس سے کہا: آپ بڑی مشکل اور تکلیف کے بعد ایک جانور کو حاصل کر پاتے ہیں، ہماری ایک رائے ہے جس میں تمہارا بھی فائدہ ہے اور ہمارے لئے بھی امن ہے، اگر آپ ہمیں امان دیں گے اور خوف زدہ نہ کریں گے تو ہمارا یہ وعدہ ہے کہ ہم ہر روز ایک جانور تمہارے صبح کے کھانے میں بھیج دیں گے، شیر اس پر راضی ہو گیا، جانوروں نے بھی اس بات پر اتفاق کر لیا، اور وہ اپنے اس

عہدہ کو پورا کرتے رہے،ایک دفعہ ایک خرگوش کے نام قرعہ نکلا،اس نے جانوروں سے کہا: اگر تم لوگ میرا اس بارے ساتھ دو گے جس میں تمہارا ابھی کوئی نقصان نہیں ہے تو میں تمہیں شیر سے نجات دلا دوں گا، جانوروں نے کہا: تم ہمیں کیا کام سپرد کرو گے؟ اس نے کہا: تم لوگ اس شخص سے جو مجھے شیر کے پاس لے جائے گا اسے مجھے تھوڑی سی مہلت دینے کے لئے کہو،اس طرح کہ میں تھوڑی سی تاخیر کروں گا، جانوروں نے کہا: ایسا ہو سکتا ہے، خرگوش دیر سے چلا، حتٰی کہ شیر کے صبح کے کھانے کا وقت گذر گیا، پھر وہ اکیلا آہستہ آہستہ وہاں پہنچا، شیر بہت بھوکا تھا، وہ غصہ میں آ گیا اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی جانب بڑھا، اس سے کہا: تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے کہا: میں آپ کے پاس جانوروں کا ایلچی بن کر آرہا ہوں، انہوں نے میرے ساتھ ایک خرگوش کو بھی بھیجا تھا، راستے میں ایک شیر میرے پیچھے پڑ گیا، اور اس خرگوش کو مجھ سے لے لیا، اس نے کہا: میں اس علاقے اور اس کے جانوروں کا زیادہ حق دار ہوں، میں نے کہا: یہ بادشاہ کی خوراک ہے، جانوروں نے اسے اس کے پاس بھیجا ہے، تم اسے غصہ نہ دلاؤ، اس نے آپ کو گالی گلوچ کیا، میں آپ کو اس کی اطلاع دینے کے لئے دوڑا ہوا چلا آیا، شیر نے کہا: میرے ساتھ آؤ، اور مجھے شیر کی جگہ دکھاؤ، خرگوش اسے صاف وشفاف پانی سے بھرے ہوئے ایک کنویں کے پاس لے گیا، اس میں جھانک کر کہنے لگا: یہ وہ جگہ ہے، شیر نے بھی جھانکا، وہاں اس نے اپنے اور خرگوش کے سائے کو پانی میں دیکھا، تو اسے اس کی بات کا یقین ہو گیا، شیر اس سے لڑنے کے لئے اس کی جانب کو د پڑا، اس طرح کنویں میں ڈوب گیا، خرگوش جانوروں کے پاس واپس گیا اور انھیں شیر کے بارے میں اپنے کارنامے کو بتلایا۔

کلیلہ نے کہا: اگر تم بیل کو اس طرح مار سکو کہ اس میں شیر کے لئے کوئی نقصان نہ ہو تو مارو؛ چونکہ بیل نے مجھے، تمہیں اور دیگر لوگوں کو نقصان پہونچایا ہے، اگر تم اس کام کو شیر کو مارے بغیر انجام نہیں دے سکتے ہو تو پھر اس فعل پر اقدام نہ کرو، یہ میرے اور تمہارے جانب سے دھوکہ دہی شمار ہو گا، پھر دمنہ نے شیر کے پاس کئی دن تک آنا جانا چھوڑ دیا، پھر اس سے اس نے تنہائی میں ملاقات کی، اس سے شیر نے کہا: میں تمہیں ایک مدت سے نہیں دیکھ

رہا ہوں،تم میرے پاس کیوں نہیں آتے؟ کیا کسی خیر اور بھلائی کی وجہ سے تم نے آنا بند کیا ہے؟ دمنہ نے کہا: بادشاہ سلامت! بھلا ہی ہو،شیر نے کہا: کیا کچھ حادثہ پیش آیا ہے؟ دمنہ نے کہا: بادشاہ اور اس کا لاؤ لشکر جو نہیں چاہتے وہ کچھ پیش آیا ہے،اس نے کہا: ایسا کیا ہوا؟ اس نے کہا: بہت بری بات ہوئی ہے،اس نے کہا: مجھے بتاؤ تو صحیح،دمنہ نے کہا: یہ بات ایسی ہے جسے سننے والا ناپسند کرے گا،اور اس کے کہنے والے کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے گی،بادشاہ سلامت! آپ فضل ومرتبت والے ہیں،اگر میں یہ ناپسندیدہ بات کہوں گا،آپ کی رائے میرے بارے میں یہ ہوگی کہ مجھے سخت سزا دیں،مجھے بھروسہ ہے کہ آپ میری نصیحت وخیر خواہی اور میری اپنی ذات پر آپ کو ترجیح کو جانیں گے،میرے لئے یہ چیز مانع بن رہی ہے کہ آپ کو جس چیز کی اطلاع میں دے رہا ہوں اس کی تصدیق نہیں کریں گے،لیکن جب مجھے یہ یاد پڑتا ہے اور میں یہ سوچتا ہوں کہ ہم درندوں کا وجود آپ سے وابستہ ہے تو مجھے اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا کہ میں اپنے لازمی اور واجبی حق کو ادا کروں،اگر آپ مجھے پوچھیں گے نہیں اور میں اندیشہ کروں گا کہ میری بات آپ قبول نہیں کریں گے،یوں کہا جاتا ہے کہ: جو شخص بادشاہ سے اپنی نصیحت کو اور بھائیوں سے اپنی رائے کو چھپاتا ہے،وہ اپنے آپ سے خیانت کرتا ہے،شیر نے کہا: یہ کیسے؟ دمنہ نے کہا: مجھے ایک امانتدار اور سچے آدمی نے یہ بتلایا ہے کہ شتربہ نے آپ کے لاؤ لشکر کے سرکردہ لوگوں سے تنہائی میں گفتگو کی ہے اور کہا ہے: کہ میں نے شیر کو پرکھ لیا ہے اور اس کی رائے،تدبیر اور طاقت وقوت کا اندازہ کرلیا ہے،اس سے اس کی کمزوری،عاجزی وبے کسی کا پتہ چل گیا ہے۔

جب مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں سمجھ گیا کہ شتربہ خائن،غدار ہے اور آپ نے اسے بے پناہ اعزاز واکرام سے نوازا ہے،اور اسے اپنی طرح بنالیا ہے،یہ اپنے کو آپ کی طرح سمجھنے لگا ہے؛ تاکہ جہاں آپ اس جگہ سے ہٹ جائیں گے،تو آپ کی بادشاہت اس کے حق میں ہوجائیگی،وہ آپ کے تعلق سے پوری کوشش اور جدوجہد کررہا ہے،یوں کہا جاتا ہے: جب بادشاہ کو کسی آدمی کی اس سے ہمسری کا پتہ چلے تو فوراً اسے نیچا

کردے، اگر وہ اس طرح نہیں کرتا ہے،تو وہ خودشکست خوردہ اور مغلوب سمجھا جاتا ہے،شتر بہ ان تمام چیزوں کواچھی طرح جانتا ہے، عقل مند کسی بھی چیز کے بارے میں اس کی تکمیل اوروقوع پذیر ہونے سے پہلے تدبیر کرلیتا ہے،اس طرح واقعہ درپیش ہوجائے یہ ناممکن نہیں ہے،اور نہ یہ ناممکن ہے کہ آپ اس کا تدارک نہ کر پائیں، یوں کہا جاتا ہے کہ: آدمی تین طرح کے ہیں: ایک محتاط شخص، دوسرے غیر معمولی محتاط شخص، تیسرا نکما، پھوہڑ شخص، پختہ کار شخص وہ ہوتا ہے: جب اس پر کوئی مصیبت آن پڑتی ہے تو وہ اس سے خوف نہیں کرتا، اور نہ اس کے دل پر کسی قسم کا کوئی خطرہ گذرتا ہے، اسے اپنی چالا کی، اورتدابیر سے اس مصیبت سے نکلنے کی امید ہوتی ہے،اس سے زیادہ محتاط، پیش قدمی کرنے والا، تیار شخص وہ ہوتا ہے: جو مصیبت کا اندازہ وقت سے پہلے کرلیتا ہے، اسے بے انتہا اہمیت دیتا ہے، اوراس کے لئے ایسی تدبیر کرتا ہے گویا وہ اس میں لگا ہوا ہے، بیماری کے آنے سے پہلے اس پر بند لگا دیتا ہے، واقعہ پیش آنے پہلے ہی اس کا دفاع کرتا ہے،نکما، کمزور شخص اپنی ہلاکت تک پس وپیش،تمناؤں آرزؤں اورٹال مٹول ہی میں رہتا ہے، ان تینوں کی مثال تین مچھلیوں کی سی ہے، شیر نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

دمنہ نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ: ایک تالاب میں تین مچھلیاں رہا کرتی تھیں، ایک محتاط، دوسرے اس سے زیادہ محتاط اور دانا، تیسری نکمی اور کمزور، یہ تلاب کچھ بلندی پر تھا، اس کے قریب کوئی نہیں آتا تھا، اسی کے قریب ایک بہتی نہر تھی، ایک دفعہ اس نہر کے پاس دو شکاریوں کا گذر ہوا، انہوں نے اس تالاب کو دیکھا، انہوں نے اپنے جالے کر یہاں آنے اور جو کچھ مچھلیاں یہاں ہیں اس کے شکار کرلینے پر اتفاق کیا، مچھلیوں نے ان دونوں کی گفتگو سنی، ان میں سب سے محتاط اور عقلمند نے جب ان دونوں کی بات سنی تو وہ ان سے ڈر گئی، وہ فوراً اسی وقت جس جگہ سے نہر کا پانی تالاب میں آتا تھا نکل گئی، جو محتاط تھی وہ اسی جگہ رہی، یہاں تک کہ وہ دونوں شکاری وہاں آگئے، جب اس نے شکاریوں کو دیکھا اوران کے ارادہ کو بھانپ گئی تو فوراً جہاں سے پانی تالاب میں آتا تھا نکلنے کے لئے چلی گئی، دیکھا کہ انہوں نے اس جگہ بند لگا دیا ہے، اس وقت اس نے

کہا: میں نے زیادتی کی، یہ میری زیادتی کی سزا ہے، اس وقت کیا تدبیر ہوسکتی ہے؟ لیکن عقلمند، دانا شخص، غوروفکر کے منافع سے مایوس نہیں ہوتا ہے، وہ کسی بھی حال میں ناامید نہیں ہوتا، اور کبھی بھی تدبر وتفکر اور کوشش کو ترک نہیں کرتا، پھر مچھلی بتکلف اپنے مرجانے کا مظاہرہ کرنے لگی، وہ کبھی اپنی پیٹھ کے بل اور کبھی اپنے پیٹ کے بل پانی پر الٹ پلٹ کرتی، شکاریوں نے اسے اٹھا کر نہر اور پانی کے درمیان خشک جگہ پر رکھا، وہ فوراً نہر میں چھلانگ لگادی اور اس طرح بچ گئی، نکمی اور کمزور مچھلی پس وپیش میں رہی اور شکار ہوگئی۔

شیر نے کہا: میں یہ سمجھ چلا ہوں، میں یہ نہیں سمجھتا کہ شیر مجھے دھوکہ دے گا، اور نہ وہ میرے لئے کسی مصیبت کی توقع کرے گا، وہ یہ کچھ کر بھی کیسے سکتا ہے؟ حالانکہ اس نے مجھ میں کوئی بُرائی ہی نہیں دیکھی ہے، اور اس نے اس کے ساتھ ہر طرح کی بھلائی کی ہے، اور اس ہر تمنا اور خواہش کو پوری کی ہے، دمنہ نے کہا: کمینہ شخص نفع بخش اور خیر خواہ ہی رہتا ہے، جب وہ اس مقام پر پہونچ جاتا ہے جس کا اہل ہی نہیں، اس مقام پر پہونچنے کے بعد اس سے اونچے مقام کا خواہاں ہوتا ہے، خصوصاً یہ عادت خائن اور فاجر لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے، کمینہ، بدطینت شخص بادشاہ کی خدمت اور اسکو نصیحت ڈرتے اور سہمتے ہوئے کرتا ہے، جب وہ بالکل بے نیاز ہوجاتا ہے، اور اس کا ڈر اور خوف جاتا رہتا ہے تو وہ اپنی اصلیت پر لوٹ آتا ہے، کتے کی اس دم کے مانند جو ٹھیک کرنے کے لئے باندھ کر رکھی جاتی ہے، جب تک وہ بندھی ہوتی ہے سیدھی اور ٹھیک رہتی ہے، پھر جب اسے کھول دیا جاتا ہے تو پہلے کی طرح ٹیڑھی ہوجاتی ہے۔

بادشاہ سلامت! یہ جان لیں کہ جو شخص اپنے خیر خواہوں کی اس نصیحت کو جو اس پر گراں بار ہوتی ہے نہیں قبول کرتا ہے تو اس کی رائے قابل اعتبار نہیں سمجھی جاتی ہے، اس مریض کی طرح جو ڈاکٹر کی بتائی ہوئی چیزوں کو چھوڑ کر اپنے خواہشات کی جانب توجہ کرتا ہے، بادشاہ کے معاونین کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ بادشاہ کو اس چیز کی ترغیب دیں، جس سے اسکی قوت وطاقت اور اس کی زیب وزینت میں اضافہ ہو، اور اس کو نقصان دہ اور عیب دار چیزوں سے روکیں، سب سے بہتر بھائی اور بہترین مددگار وہ ہوتے ہیں جو خیر خواہی

اور نصیحت میں بہت کم نرم گوشہ اختیار کرتے ہیں، بہترین مددگار وہ ہوتے ہیں جن کا انجام بہتر ہوتا ہے، بہترین عورت وہ ہوتی ہے جو اپنے شوہر کی پیروی کرے، بہترین تعریف وہ ہوتی ہے جو نیک لوگوں کی زبانی ہو، باعزت وباعظمت بادشاہ وہ ہوتا ہے، جس میں غرور وتکبر کا شائبہ بھی نہ ہو، بہترین اخلاق وہ ہوتے ہیں جو تقویٰ وپرہیزگاری کے لئے معاون ہوں، یوں کہا جاتا ہے کہ: اگر کوئی آگ کو تکیہ بنالے اور سانپوں کو بستر تو ظاہر ہے کہ اسے اچھی طرح نیند نہیں آسکتی، اگر کوئی شخص اپنے ساتھی کی دشمنی کو محسوس کرے، جس سے وہ اسے نقصان پہونچانا چاہتا ہو تو وہ اس سے مطمئن نہ رہے، سب سے کمزور بادشاہ وہ ہوتا ہے جو نرم خو ہوتا ہے اور کی نظر مستقبل پر بہت کم ہوتی ہے، بادشاہوں میں بے قابو ہاتھی کے مانند وہ ہوتا ہے جو کسی چیز پر توجہ ہی نہیں کرتا، اگر اسے غمگین کرنے والا کوئی معاملہ پیش آئے تو اس کے بارے میں لاپرواہی سے کام لیتا ہے، اگر اسے کسی معاملہ میں نقصان ہوتا ہے تو اسے اپنے ہم جولیوں پر ڈال دیتا ہے، شیر نے کہا: تم نے بہت سخت بات کہی، ناصح اور خیر خواہ کی بات قابل قبول ہوتی ہے، اگر تمہارے کہنے کے مطابق شتر بہ میرا دشمن ہے تو وہ مجھے نقصان بھی نہیں پہونچا سکتا ہے، وہ مجھے نقصان پہونچا بھی کیسے سکتا ہے؛ حالانکہ وہ گھانس خور اور میں گوشت خور ہوں؟ وہ تو میر غذا ہے، مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے، میں نے جو اسے امان دے رکھی ہے، اس کا جو اعزاز واکرام کیا ہے، اور اس کی جو تعریف وتوصیف کی ہے اس کے بعد اس کو دھوکہ دینے کا کوئی راستہ نہیں رہ جاتا ہے، گرچہ وہ میرے سلوک کے خلاف رویہ اختیار کرے، میرے رائے کو غلط ٹھہرائے، میری ذات کو مجہول اور ناواقف قرار دے، اور میرے ساتھ عہد شکنی ہی کیوں نہ کرے؟ دمنہ نے کہا: آپ اپنے اس بات سے دھوکہ میں نہ مبتلا ہو جائے، کہ وہ میری غذا ہے اور مجھے اس سے کوئی خوف بھی نہیں ہے، اگر شتر بہ خود سے آپ کو نقصان نہ پہونچا سکے تو وہ دوسرے آدمی کے ذریعے آپ کے لئے تدبیر کرے گا، یوں کہا جاتا ہے کہ: اگر کسی وقت تمہاری پاس کوئی مہمان آئے، اگر تم اس کے اخلاق سے واقف نہ ہو تو تم اپنے بارے میں اسے مطمئن نہ رہو، اور نہ تمہیں یہ اطمینان رہے کہ اس کی وجہ سے تمہیں وہ

صورتحال نہ پیش آئے گی جو بجّو کو پسّو (مچھر) کی جانب سے پیش آئی تھی، شیر نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

دمنہ نے کہا: بتایا جاتا ہے کہ بجّو (کھٹمل) نے ایک عرصے سے ایک مالدار کے بستر کو ٹھکانہ بنایا ہوا تھا، وہ اس کی بے شعوری کی حالت میں اس کا خون چوس لیتا، اور بالکل آہستہ چال چلتا، وہ ایک زمانہ تک ایسا ہی کرتا رہا، ایک رات اس کے پاس پسو (مچّھر) مہمان ہوا، اس نے پسو سے کہا: ہمارے یہاں بہترین خون اور بہترین بستر میں ایک شب گذاری، پسو اس کے پاس رہا، جب وہ شخص اپنے بستر پر آکر لیٹ گیا، تو پسو (مچھر) اس پر ٹوٹ پڑا، اسے بری طریقے سے کاٹ کر جگا دیا، اس کی نیند اڑ گئی، وہ آدمی وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا، اور بستر کو تلاش کرنے کو کہا، اس نے دیکھا تو اسے وہاں کھٹمل کے سوا کچھ نظر نہ آیا، تو اس نے اسے لے کر مسل دیا، اور مچھر بھاگ گیا۔

میں نے یہ مثال تمہارے سامنے اس لئے بیان کی ہے کہ بدمعاش کی بدمعاشی سے کوئی محفوظ نہیں رہتا ہے، اگر وہ اس بارے میں کچھ کمزوری بھی پڑ جائے تو برائی اسی کی وجہ سے وجود میں آتی ہے، اگر تم شتربہ سے خوف نہ بھی کر رہے ہو تو تمہیں کم از کم تمہارے اس لشکر سے خوف کرنا چاہیئے،، جن کو اس نے بغض وحسد اور عداوت ودشمنی پر ابھار رکھا ہے، دمنہ کی باتیں شیر کے دل میں اثر کر گئیں، شیر نے کہا: اس وقت تمہاری کیا رائے ہے؟ تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ دمنہ نے کہا: ٹوٹے ہوئے دانت والا شخص جب تک اس کے دانت کو نکال نہیں دیا جاتا وہ برابر پریشانی، اذیت اور تکلیف میں رہتا ہے، جو کھانا الٹی متلی اور پریشانی کا باعث ہو، راحت وآرام اس کے پھینک دینے ہی میں ہے، جس دشمن سے خوف واندیشہ ہو اس کا علاج اس کو قتل کر دینا ہے، شیر نے کہا: دیکھو اب میں شتربہ کی قربت اور نزدیکی کو ناپسند کر رہا ہوں، میں کسی کو بھیج کر اپنی دلی حالت سے مطلع کر دونگا، پھر میں اس سے یہ کہوں گا: کہ وہ جہاں چاہے چلا جائے، دمنہ کو اس بارے میں فکر دامنگیر ہوئی کہ شیر جب اس بارے میں شتربہ سے بات کرے گا اور اس کے جواب کو سنے گا، تو اس کے جھوٹ پر مطلع ہو جائے گا، اس کی دھوکا دہی اور کذب بیانی کا اسے پتہ چل

جائے گا، اوراس کی بات اس سے پوشیدہ نہیں رہے گی، دمنہ نے شیر سے کہا: جہاں تک تمہارے قاصد کو بھیجنے کی بات ہے تو میں اس کی رائے نہیں دے سکتا، بادشاہ اس بارے میں خود غور وفکر کرے؛ چونکہ اگر شتربہ کو اس بارے اطلاع ہوجائے گی، تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ بادشاہ سے جلد ہی دشمنی کرنے لگے، اس طرح اگر وہ آپ سے مقابلہ بھی کرے گا تو تیار ہو کر کرے گا، اگر وہ یہاں سے چلا بھی جائے گا تو اس طرح کہ اس سے آپ کی کمی اور نقص کا اظہار ہوگا، اور یہ آپ کے لئے شرمندگی کا باعث ہوگا، عقلمند بادشاہ، جو گناہ اعلانیہ نہیں کئے جاتے اس کی سزا کا بھی اعلان واظہار نہیں کرتا، بادشاہوں کے یہاں ہر گناہ اور غلطی کی سزا ہوا کرتی ہے، علانیہ گناہ کی سزا بھی اعلانیہ ہوا کرتی ہے، خفیہ اور پوشیدہ گناہ کی سزا بھی پوشیدہ ہوتی ہے، شیر نے کہا: اگر بادشاہ کسی کو محض گمان اور اندیشے کی بناء پر بغیر یقینی جرم کے سزا دیتا ہے، تو وہ خود اپنے آپ کو سزاوار ٹھہرا رہا ہے، اپنے اوپر ہی ظلم کر رہا ہے، دمنہ نے کہا: اگر بادشاہ کی اس بارے میں یہی رائے ہے تو بادشاہ جس وقت شتربہ اس کے پاس آئے تو تیار ہو کر رہیں، ہوسکتا ہے کہ اس کی جانب سے آپ کو دھوکہ یا کسی قسم کی غفلت ہوجائے، جس وقت وہ بادشاہ کے پاس آئے گا، میرا خیال ہے وہ اس کے ارادہ اور برائی کو بھانپ جائیں گے، اس کی نشانی یہ ہوگی کہ اس کا رنگ بدلا ہوا ہوگا، اس کے اعضاء پر کپکپی طاری ہوگی، وہ دائیں بائیں دیکھتا ہوگا، اور اپنے سینگوں کو حرکت دے رہا ہوگا، گویا وہ سینگ مارنے اور لڑائی کا ارادہ رکھتا ہو، شیر نے کہا: میں اس سے محتاط رہوں گا، اگر مجھے اس میں تمہاری ذکر کردہ علامتیں نظر آجائیں تو مجھے پتہ چل جائے گا، اور اس کے معاملے میں مجھے کوئی شک نہیں رہ جائے گا۔

جب دمنہ شیر کو بیل کے خلاف اکسا چکا، اور اس نے یہ جان لیا کہ اس کی مطلوبہ چیز اس کے دل میں گھر گئی ہے، اور وہ بیل سے احتیاط برتے گا، اور اس کے لئے ہر وقت تیار رہے گا، تو اس نے بیل کے پاس جا کر اس کو شیر کے خلاف اکسانا چاہا، اس نے یہ چاہا کہ وہ بیل کے پاس شیر ہی طرف سے جائے؛ چونکہ اسے یہ اندیشہ تھا کہ شیر کو کسی طرح اصلی احوال کی اطلاع ہو جائے اور وہ اسے اذیت اور تکلیف پہونچائے، اس نے

کہا: بادشاہ سلامت! کیا میں شتربہ کے پاس ہوکر نہ آؤں، اس طرح اس کے احوال، اس کے معاملے کو دیکھوں اور اس کی بات چیت کو سنو، شاید کہ مجھے بھی اس کی خفیہ (پلان) کا پتہ چل جائے، اور میں بادشاہ کو اس کی اطلاع دوں، شیر نے اسے اس کی اجازت دے دی، وہ شتربہ کے پاس نہایت مغموم، رنجیدہ اور افسردہ بن کر گیا، جب بیل نے اسے دیکھا تو اسے مبارک بادی دی، اور کہا: تم میرے پاس کیوں نہیں آرہے ہو؟ تم کئے دن سے دکھائی نہیں پڑ رہے ہو، خیر تو ہے، دمنہ نے کہا: کیوں کر وہ شخص اطمینان وسکون میں رہ سکتا ہے جو خود اپنی ذات کا مالک نہ ہو، اس کا سارا معاملہ غیر معتبر لوگوں کے ہاتھ میں ہوں، اور خطرات اور اندیشے ہر گھڑی اس کے ساتھ لگے رہتے ہوں، شتربہ نے کہا: کیا ہوگیا ہے؟ دمنہ نے کہا: تقدیر میں جو تھا وہ ہو چکا، اور کون شخص قضاء وقدر پر غلبہ پاسکتا ہے، اور کون شخص ایسا ہے جس کو دنیا میں بڑے بڑے معاملات درپیش ہوئے ہوں اور وہ حیرت زدہ نہ رہ گیا ہو؟ کون شخص ایسا ہے جس نے خواہشات کی پیروی کی ہو اور نقصان نہ اٹھایا ہو؟ کون ایسا شخص ہے جس نے کمینوں سے کوئی فرمائش کی ہو اور محروم نہ رہا ہو؟ کون ایسا شخص ہے جس نے بدطینت لوگوں سے میل جول رکھا ہو اور مامون رہا ہو؟ کون ایسا شخص ہے جس نے بادشاہ کی صحبت اور رفاقت اختیار کی ہو اور اس کی جانب سے دائمی امن وراحت حاصل رہی ہو؟ شتربہ نے کہا: میں نے تمہاری گفتگو سنی، اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تمہیں شیر کے بارے میں کچھ شک وشبہ ہونے لگا ہے، شاید تم اس سے کسی معاملے میں گھبرا گئے ہو۔

دمنہ نے کہا: ہاں مجھے اس کے بارے میں شکوک وشبہات ہونے لگے ہیں؛ لیکن اپنے تعلق سے نہیں، شتربہ نے کہا: تمہیں کس کے بارے اس سے شبہ ہے؟ دمنہ نے کہا: تم میرے اور اپنے درمیان کے معاہدہ سے واقف ہو، مجھ پر تمہارا جو حق ہے اس سے بھی تم واقف ہو، جس وقت شیر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا تھا، جو عہد وپیمان میں نے تم سے کیا تھا وہ بھی تم جانتے ہو، مجھے جس طرح کی اطلاع ملی ہے، اس کے مطابق شیر کی جانب سے مجھے جو خوف واندیشہ ہے اس سے تمہاری حفاظت کرنا اور اس کی اطلاع تم کو دینا میرے

لئے ضروری ہے، شتربہ نے کہا: تمہیں کیا بات معلوم ہوتی ہے؟ دمنہ نے کہا: مجھے ایک سچے، باخبر شخص نے، جس کی بات کے سلسلے میں کسی طرح کا شک نہیں کیا جا سکتا ہے، اس نے یہ بتایا کہ شیر نے اپنے بعض رفقاء و ہم نشینوں سے یوں کہا ہے کہ: بیل کا موٹا پا مجھے اچھا لگنے لگا ہے، اس کی زندگی سے ہمیں کوئی ضرورت وابستہ نہیں ہے، جب مجھے یہ بات معلوم ہوئی اور مجھے اس کی دھوکہ دہی، اور عہد شکنی کا علم ہوا تو میں اپنا حق بجالانے کے لئے تمہارے پاس آ گیا، کہ تم اپنے اس معاملہ میں کچھ تدبیر کرلو، جب شتربہ نے دمنہ کی بات سنی اور دمنہ نے جو اس کے ساتھ عہد و پیماں کیا تھا وہ یاد آیا تو شیر کے بارے میں متفکّر ہو گیا، اس نے سونچا کہ دمنہ نے سچ کہا ہے اور وہ اس کے حق میں خیر خواہ ہے، اور اس کو یہ خیال ہوا کہ معاملہ ایسے ہی ہے جیسے دمنہ نے کہا ہے، اس معاملے نے اسے فکر میں مبتلا کر دیا اور کہا : شیر مجھے دھوکا نہیں دے سکتا، میں نے اس کے بارے میں ایسا کوئی جرم ہی نہیں کیا ہے، اور نہ میں نے اس کے لشکر کے دیگر رفقاء کے ساتھ ایسا کوئی غلط معاملہ کیا ہے، مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ شیر کو جھوٹ کے سہارے میرے خلاف ابھارا گیا ہے، اور میرا معاملہ اس کے یہاں مشتبہ کر دیا گیا ہے؛ چونکہ شیر کے ساتھ برے لوگ رہے ہیں، اسے ان کی جانب سے جھوٹ سے واسطہ پڑا ہے، دوسروں کی طرف سے جو باتیں اسے پہونچی ہیں وہ اس کی تصدیق کرتی ہیں؛ چونکہ بدمعاشوں کی صحبت کی وجہ سے اس کے ساتھی کو بھلے لوگوں کے حوالے سے بدظنی ہو جاتی ہے، اور غلط تجربات سے گذرنا پڑتا ہے، جیسے اس بطخ کو اس طرح کی غلطی کا سامنا کرنا پڑا تھا جس کے بارے میں یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ:

اس نے پانی میں تارے کی روشنی دیکھی تو اسے اس نے مچھلی تصور کیا، پھر اس کے شکار کرنے کی کوشش کی، اس نے اس طرح کی کئی مرتبہ کوشش کی تو اسے پتہ چلا کہ کوئی شکار کے قابل چیز نہیں ہے، لہٰذا اس نے اسے چھوڑ دیا، پھر دوسرے دن اس نے وہاں ایک مچھلی دیکھی تو اسے کل کی طرح کوئی ناقابل شکار چیز تصور کیا، لہٰذا اس نے مچھلی کو یوں ہی بغیر شکار کئے چھوڑ دیا، اگر شیر کو میرے بارے میں جھوٹ بات معلوم ہوئی ہے، اس نے اس کی تصدیق کی ہے، اور میرے بارے میں اس بات کو صحیح جانا ہے تو دوسروں کی سی

حالت مجھے بھی درپیش ہوگی، اور اگر اسے میرے بارے میں کوئی بات معلوم نہیں ہوئی ہے، بغیر کسی وجہ کے وہ میرے ساتھ برائی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے تو یہ نہایت ہی تعجب خیز معاملہ ہے، یوں کہا جاتا ہے کہ: تعجب خیز چیز یہ ہے کہ آدمی اپنے ساتھی کی رضا وخوشنودی کا طالب ہو اور وہ اس سے خوش نہ ہو، اس سے زیادہ تعجب خیز وحیرت انگیز چیز یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو خوشنودی ورضا جوئی کی جستجو میں اس سے ناراض ہوجائے، اگر یہ کینہ اور دشمنی کسی وجہ اور سبب سے ہے تو رضامندی اب بھی برقرار ہے، اور معافی کی امید کی جاسکتی ہے، اور اگر یہ دشمنی بنا کسی سبب اور علت کے ہے تو امید بالکل ختم ہوجاتی ہے؛ چونکہ اگر غصہ کی کوئی وجہ موجود ہے تو اس معاملے میں معافی تلافی کے ذریعے رضا کو حاصل کرنے کی امید کی جاسکتی ہے میں نے یہ دیکھ لیا ہے، مجھے میرے اور شیر کے درمیان کسی جرم یا کسی بھی چھوٹی یا بڑی غلطی کا پتہ نہیں چلا ہے، اللہ کی قسم کوئی بھی شخص جس نے کسی دوسرے کی صحبت اختیار کی ہے تو وہ اپنے ساتھی کے معاملے میں ہر چیز کی رعایت نہ کرسکا ہے، او رنہ وہ ہر چھوٹی بڑی چیز میں اپنے ساتھی کی ناپسندیدگی کی نگہداشت کر پایا ہے، عقل مند ، وفادار شخص کے پاس جب اس کے ساتھی سے کوئی لغزش ہوجاتی ہے تو وہ اس کے بارے میں غور وفکر کرتا ہے اور اس کی غلطی خواہ وہ جانے میں ہو یا انجانے میں، اسکا اندازہ لگاتا ہے، پھر وہ یہ دیکھتا ہے کہ: اس کو درگذر کردینے میں کسی نقصان یا عار کا اندیشہ ہے، پھر جس چیز کے بارے میں درگذر کیا جاسکتا ہے تو وہ اس پر مواخذہ اور پکڑ نہیں کرتا؟ اگر شیر مجھ پر کسی غلطی کا گمان کرتا ہے جو میرے علم میں نہیں ہے، ہاں میں نے بعض آراء میں اس کی خیر خواہی ہی میں اس کی مخالفت کی ہے، شاید اس نے اسے اپنے اوپر جرأت اور مخالفت باور کرلی ہو، میں اس بارے میں اپنا کوئی گناہ تصوّر نہیں کرتا ہوں؛ چونکہ میں نے بہت کم شاذ ونادر ہی، دین منفعت اور رشد وہدایت کے بارے میں مخالفت کی ہے، اور میں ان چیزوں کا اس کے لاؤ ولشکر اور اس کے رفقاء ومصاحبین کے سامنے ذکر نہیں کیا ہے، میں خلوت وتنہائی میں چپکے سے وقار وشائستگی کے ساتھ اس سے بات چیت کی ہے، مجھے پتہ ہے کہ جو شخص مشورہ کے وقت دیگر ساتھیوں، بیماری کے وقت ڈاکٹر اور شبہ وشک کے موقع

سے فقہاء سے آسانی اور سہولت کا طالب ہوتا ہے،تو وہ رائے اور مشورہ کے مفادات سے محروم ہوجاتا ہے اگر یہ ایسا کچھ نہیں ہے تو ہوسکتا ہے یہ بادشاہ کی نیم بیہوشی کی حالت ہو ؛چونکہ بادشاہ کی ہم نشینی اور رفافت، گرچہ وہ امن وسلامتی،اعتماد،محبت ومودّت وارحسنِ معاشرت ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو،خطرناک ہوا کرتی ہے،اگر ایسا نہیں ہے تو مجھے بعض اعتبار سے فضیلت ورتبہ حاصل ہے،یہی میرے لئے میری ہلاکت کی وجہ ہے،اگر نہ وہ اور نہ یہ تو یہ تقدیری فیصلے ہیں جوٹلائے نہیں جاتے،تقدیر ہی شیر کی قوت وطاقت کوسلب کر کے اسے قبرستان پہونچا دیتی ہے،اور یہی کمزور اور نحیف شخص کو پاگل ہاتھی پر سوار کرادیتی ہے،اور یہی تقدیر زہریلی سانپ پر ایسے شخص کومسلط وماموکردیتی ہے جواس کے زہر کو نکال کر اس سے کھیلتا ہے،یہی کمزور وناتواں کو صاحب حوصلہ وتوانا بنادیتی ہے،یہی خوددار شریف کو پست وذلیل کردیتی ہے،تنگ دست کوکشادہ دست بنادیتی ہے،بزدلوں کوحوصلہ وہمت سے سرفراز کرتی ہے،یہ چیزیں اس وقت درپیش ہوتیں ہیں جب کہ مقدرات ان اسباب سے وابستہ ہوجائیں جن پر تقدیر کی بناء ہوتی ہے۔

دمنہ نے کہا: شیر نے یہ جوتمہارے ساتھ ارادہ کیا ہے نہ یہ شریروں کے اکسانے کی وجہ سے ہےاور نہ یہ بادشاہ کی بدہوشی اور نہ نیم بیہوشی کی حالت ہےاور نہ یہ دیگر دوسری چیزیں ہیں ؛لیکن یہ تو دھوکہ دہی اور فسق وفجور ہے؛ چونکہ وہ بدکار،خائن،دھوکہ باز اور کھانے کی لذت کا عادی ہے،جس کا آخری انجام بری موت ہے،شتربہ نے کہا: میرا یہ خیال ہے کہ حلوہ کواگر چکھا جائے تو اس سے لذت محسوس ہوتی ہے؛لیکن اس کا آخری انجام موت ہوتا ہے،اگر مقدرات میں سے یہ نہ ہوتا جومیرا رتبہ شیر کے مقابل ہے کہ میں گھاس کھانے والا ہوں اور وہ گوشت کھانے والا ہے،اس پریشانی میں میری مثال اس شہد کی مکھی کی سی ہے جوکمل کے پھول پر بیٹھتی ہے،اس کی خوشبواوراس کے مزے سے لطف اندوز ہوتی رہتی ہے،اس کی لذت وحلاوت اس کوقید وبند کی مصیبت میں مبتلا کردیتی ہے،رات ہوتے ہی وہ پھول بند ہوجاتا ہے،اور وہ اس میں الجھ کر فوت ہوجاتی ہے،جو شخص دنیا میں بقدر کفایت رزق پر قناعت نہیں کرتا،دیگر چیزوں کوبھی لالچ کی نگاہ سے

دیکھتا ہے، اور اس کے انجام کا خوف نہیں کرتا ہے تو اس کی مثال اس مکھی کے مانند ہے جو درختوں اور پھولوں پر اکتفا نہیں کرتی، اور اسی پر راضی نہیں ہوتی، بلکہ اس پانی کی تلاش وجستجو میں رہتی ہے جو ہاتھی کے کان سے بہتا ہے، ہاتھی اسے اپنے کانوں سے مار کر ہلاک کر دیتا ہے، جو شخص اپنی محبت وخیر خواہی ایسے شخص پر نچھاور کرتا ہے جو اس کی قدر نہیں کرتا وہ اس شخص کی طرح ہے جو بنجر زمین میں بیج بوتا ہے، جو شخص متکبر اور گھمنڈی شخص کو مشورہ دیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو مردے کو مشورہ دیتا ہے یا بہرے سے سرگوشی کرتا ہے، دمنہ نے کہا: یہ سب باتیں چھوڑ دو، اور اپنے لئے تدبیر کرو، شتربہ نے کہا: جب شیر مجھے کھانے کا اردے کر لیا ہے تو میں اب کیا تدبیر کروں اس کے علاوہ جو تم مجھے شیر کے عزم وارادہ اور اس کی بداخلاقی کو بتلایا ہے؟ دیکھو اگر اس نے میرے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی ہی کا ارادہ کیا ہے اور اس کے ہم جولیوں اور رفیقوں نے اپنے مکر وفریب کے ذریعے مجھے ہلاک کرنا چاہا ہے تو وہ اس طرح کر سکتے ہیں؛ چونکہ جب شاطر اور چالاک لوگ ایک ناکردہ جرم، بے گناہ شخص کے خلاف اکٹھے ہو جاتے ہیں تو وہ اسے ہلاک کر سکتے ہیں، گرچہ یہ تمام لوگ کمزور ہی کیوں نہ ہو اور وہ تنہا شخص کس قدر طاقتور کیوں نہ ہو، جیسے بھیڑیا، کوے اور گیدڑ نے مکر وفریب، دھوکہ وبدیانتی سے اکٹھے ہو کر اونٹ کو مار دیا تھا، دمنہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

شتربہ نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ لوگوں کے راستے اور گذرگاہ سے قریب ہی کسی جنگل میں ایک شیر رہا کرتا تھا، اس کے تین ساتھی تھے، ایک بھیڑیا، دوسرے کوا، اور تیسرا گیدڑ، اسی راستے سے چند چرواہے گذرے، ان کے ساتھ اونٹ تھے، ان میں سے ایک اونٹ پیچھے رہ گیا، وہ اسی جنگل میں چلا گیا، وہ اس طرح شیر کے پاس پہونچ گیا، اس سے شیر نے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: فلاں جگہ سے، شیر نے کہا: تمہاری حاجت وضرورت کیا ہے؟ اس نے کہا: بادشاہ جو حکم دیں، اس نے کہا: اس کشادگی ووسعت، امن وسکون اور سرسبز وشادابی میں ہمارے ہی پاس رہو، شیر اونٹ کے ساتھ ایک طویل مدت رہا، پھر شیر کسی دن شکار کی تلاش میں نکلا، ایک بڑے ہاتھی سے اس کا سامنا

ہوا، اس نے اس سے سخت مقابلہ کیا، اور ہاتھی سے نڈھال، بوجھل، زخموں سے چور حالت میں چھٹکارا حاصل کیا، اس سے خون بہہ رہا تھا، ہاتھی نے اسے اپنے دانتوں سے زخمی کردیا تھا، جب وہ اپنی جگہ پہنچا تو اس میں حرکت کرنے کی بھی صلاحیت نہیں تھی، شکار کی تلاش بھی اب اس کے بس کا نہیں رہا تھا، بھڑیا، کوا اور گیدڑ بھی بغیر کھائے ایسے ہی کئی دن بھوکے رہے؛ چونکہ یہ لوگ شیر کے جھوٹے اور بچے ہوئے کھانے کو کھاتے تھے، وہ بے انتہا بھوکے ہوگئے، اور انھیں بہت زیادہ کمزوری لاحق ہوگئی، شیر بھی ان کی اس حالت کو جان گیا، شیر نے ان سے کہا: تمہیں اپنے کھانے اور غذا کے بارے میں بہت جدوجہد کرنی پڑ رہی ہے، ان لوگوں نے کہا: ہمیں اپنی فکر نہیں ہے؛ لیکن ہم بادشاہ کو اس حالت زار میں دیکھ رہے ہیں، کاش ہم بادشاہ کے کھانے اور اس کی درستگی اور صحت کا سامان کردیتے! شیر نے کہا: مجھے تمہاری بھلائی اور خیر خواہی میں کوئی شک نہیں ہے؛ لیکن تم لوگ پھیل جاؤ، شاید کہ تمہیں کوئی شکار حاصل ہوجائے، تم اسے میرے پاس لے آؤ، اس سے میرے اور تمہارے کھانے کا نظم ہوجائے گا، بھیڑیا، کوا اور گیدڑ شیر کے پاس سے نکلے، وہ ایک گوشے میں گئے، وہاں آپس میں مشورہ کیا، ان لوگوں نے کہا: ہمیں اس کھانے والے سے کیا واسطہ! نہ وہ ہمارے ہم رتبہ اور ہم مقام ہے اور نہ اس کی رائے ہماری طرح ہے، کیا ہم شیر کو بہلا پھسلا کر اسے کھانے پر ابھاریں اور ہم بھی اس کا گوشت کھالیں؟ گیدڑ نے کہا: ہم شیر کے سامنے اس کا ذکر نہیں کرسکتے؛ کیونکہ اس نے اونٹ کو امان دیا ہے، اس سے عہد و پیمان کیا ہے اور اس کو پناہ دی ہے، کوے نے کہا: میں تنہا شیر کے معاملے سے نمٹ لوں گا، وہ وہاں سے چل کر شیر کے پاس آیا، اس سے شیر نے کہا: کیا کچھ ملا ہے؟ کوے نے کہا: اس کو کوئی چیز حاصل ہوسکتی ہے جو نہ دوڑتا اور نہ دیکھتا ہو، ہمارے اندر بھوک کی وجہ سے نہ دیکھنے کی طاقت ہے اور نہ دوڑنے کی طاقت؛ لیکن ہمیں ایک رائے سمجھ میں آئی ہے اور ہم نے اس پر اتفاق بھی کرلیا ہے، اگر بادشاہ سلامت بھی اس بارے میں ہماری موافقت کریں گے، تو ہم اس کام کو کر گذریں گے، شیر نے کہا: وہ کیا ہے؟ کوے نے کہا: یہ گھاس خور آسودہ حال اونٹ ہمارے بیچ بالکل بیکار اور نکما ہے، اس سے نہ کسی کوئی منفعت

ہے اور وہ کوئی مصلحت آمیز کام انجام دے سکتا ہے، جب شیر نے یہ بات سنی تو غضبناک ہو گیا، اور کہا: تمہارا یہ مشورہ کس قدر غلط ہے، تمہاری یہ بات کس قدر کمزور ہے، وعدہ وفائی اور رحم وکرم سے کس قدر دور ہے، تم اس لائق نہیں کہ تم اس قدر جرأت آمیز باتیں مجھ سے کرو، اور مجھ سے اس طرح مخاطب ہو؛ حالانکہ تم یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں نے اونٹ کو امان دے رکھی ہے، اور اس کو اپنی پناہ میں لے رکھا ہے، کیا یہ بات تمہیں نہیں معلوم کہ کوئی صدقہ اس سے بڑھ کر اجر وثواب والا نہیں ہے کہ تم کسی سہمے ہوئے خوف زدہ شخص کو امان دو، اور کسی مباح القتل شخص کی جان کی حفاظت کرو، میں نے اسے امان دے رکھا ہے میں اسے دھوکا نہیں دے سکتا، کوے نے کہا: میں بادشاہ سلامت کی بات سمجھ رہا ہوں؛ لیکن ایک گھرانے کو بچانے کے لئے ایک جان کا فدیہ دیا جا سکتا ہے، ایک قبیلہ کو بچانے کے لئے ایک گھر کو بطور فدیہ دیا جا سکتا ہے، سارے شہر کو بچانے کے لئے ایک قبیلہ کو بطور فدیہ دینا ممکن ہے، اور پورے شہر کو بادشاہ کی جان بچانے کے لئے بطور فدیہ دیا جا سکتا ہے، اور بادشاہ کو ضرورت درپیش ہوئی ہے، میں بادشاہ کو اپنے عہدے اور ذمے سے بری کرنے کے لئے ایسی راہ نکال دیتا ہوں کہ بادشاہ کو بالکل تکلیف اٹھانی نہ پڑے، نہ خود بادشاہ اس کام کو انجام دے اور نہ کسی کو اس کا حکم کرے، ہم ایک تدبیر ایسی کرتے ہیں کہ جس میں ہماری اور بادشاہ کی کامیابی وکامرانی ہو، شیر کوے کی اس بات پر خاموش ہو گیا، جب کوے کو شیر کی رضامندی کا علم ہوا تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا، ان سے کہا: میں نے شیر سے اونٹ کے کھانے کے بارے میں گفتگو کر لی ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم اور اونٹ شیر کے پاس اکھٹے جائیں، پھر ہم شیر کی مصیبت اور پریشانی کا ذکر کریں، اس کے معاملے میں دلچسپی اور اس کی اصلاح ودرستگی میں ہماری رغبت وچاہت کے طور پر اس کے لئے غم واندوہ کا اظہار کریں، ہم میں کا ہر شخص اپنے آپ کو شیر کے کھانے کے لئے پیش کرنے کا مظاہرہ کرے، تو بقیہ دو اس کا جواب دیں، اس کی رائے کو غلط ٹھرائیں اور اس کے کھانے کے نقصان کو بتلائیں، اگر ہم اس طرح کریں گے تو ہم تمام کے تمام محفوظ ومامون رہ جائیں گے اور شیر بھی ہم سے راضی ہو جائے گا؛ چنانچہ ان لوگوں نے ایسے ہی کیا، یہ لوگ شیر کے

پاس آئے، کوے نے کہا: بادشاہ سلامت آپ کو مقویات کی ضرورت ہے، ہم کو اس بات کا زیادہ حق پہنچتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس کے لئے پیش کریں؛ چونکہ ہماری زندگی کا دارومدار آپ ہی پر ہے، اگر آپ ہلاک ہوجائیں گے تو آپ کے بعد ہم میں سے کوئی زندہ نہیں رہ پائے گا، اور نہ ہماری زندگی میں کوئی برکت اور بھلائی ہوگی، تو بادشاہ سلامت مجھے ہی کھالیں، میں اس کے لئے اپنے طور پر راضی ہوں، بھیڑئے اور گیدڑ نے کہا: چپ رہو، تم کو کھانے میں بادشاہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اور نہ وہ تجھ سے آسودہ ہوسکتے ہیں، گیدڑ نے کہا: لیکن میں بادشاہ کو سیراب اور آسودہ کرسکتا ہوں؛ لہذا بادشاہ مجھے کھالیں، میں اس کے لئے راضی ہوں، اور اس کے لئے بطیب خاطر تیار ہوں، بھیڑئے اور کوے نے اس کی بات کی اس طرح تردید کی: تم تو بدبودار اور گندے ہو، بھیڑئے نے کہا: میں اس طرح نہیں ہوں، اس لئے بادشاہ مجھے کھالیں، میں بادشاہ کو اس کی اجازت دیتا ہوں، اور میں خوش دلی سے اس کے لئے تیار ہوں، کوے اور گیدڑ نے اس کی اس بات پر اعتراض کیا، اور کہا: طبیبو ں کا کہنا ہے کہ: جو شخص بھی اپنے آپ کو مروانا چاہے تو بھیڑئے کا گوشت کھائے، اونٹ نے سونچا کہ اگر وہ اپنے آپ کو کھانے کے لئے پیش کرے گا تو وہ اس کے لئے ایسے ہی اعذار پیش کریں گے، جس طرح انہوں نے ایک دوسرے کے لئے اعذار ڈھونڈ نکالے ہیں، اس طرح وہ بھی بچ جائے گا، اور شیر بھی اس سے راضی ہوجائے گا، اور وہ ہلاکت سے بچ جائے گا، اس نے کہا: لیکن بادشاہ مجھ سے سیراب اور آسودہ ہوسکتے ہیں، اور میرا گوشت بھی نہایت پاکیزہ اور مزیدار ہے، اور میرا پیٹ بھی صاف ستھرا ہے، بادشاہ سلامت مجھے کھالیں، اور اپنے رفیقوں اور خدمت گذاروں کو کھلادیں، میں اس کے لئے بخوشی تیار ہوں، ور میرا دل اس بارے میں مطمئن ہے، اور میں اس کی اجازت دیتا ہوں، کوے ، بھڑیئے اور گیدڑ نے کہا: اونٹ نے بالکل سچ کہا، اور فراخ دلی اور اعلی ظرفی کا مظاہرہ کیا، اور بالکل سوچ سمجھ کر کہا، پھر یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے، اور اسے پھاڑ کر کھالیا۔

میں نے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے کہ تمہیں معلوم ہوجائے کہ شیر کے رفقاء اور مصاحبین میرے قتل کے درپے ہوچکے ہیں، میں ان کے دفاع اور اپنی حفاظت کی

استطاعت نہیں رکھتا، اگر شیر کی میرے بارے میں رائے اپنے ساتھیوں سے مختلف ہو تو بھی یہ چیز میرے لئے نفع بخش نہیں ہوگی، اور نہ یہ میرے کچھ کام آئے گی، یوں کہا جاتا ہے کہ: بہترین بادشاہ وہ ہے جو لوگوں میں عدل وانصاف کرے، اگر شیر کے دل میں رحمت وشفقت ہو بھی تو بہت ساری باتیں اس کے ارادے کو بدل دیں گی، چونکہ شکایتیں جب زیادہ ہو جاتی ہیں تو نرمی وشفقت دل سے نکل جاتی ہے، دیکھو پانی بات کی طرح نہیں ہوتا، اور پتھر انسان سے زیادہ سخت ہوتا ہے، پانی اگر پتھر پر مسلسل گرتا ہے تو وہ اس میں سوراخ کر کے ہی رہتا ہے، ایسے ہی بات انسان پر اثر کر کے رہتی ہے، دمنہ نے کہا: تم اب کیا کرنا چاہتے ہو؟ شتربہ نے کہا: میں قتل وقتال کے ذریعے محنت اور کوشش کروں گا، اپنی ذات اور نفس کے لئے مجاہدہ کرنے والے کے لئے، اگر اس کا یہ مجاہدہ اور کوشش حق کے خاطر ہو تو اس کا اجر وثواب، نمازی کی نماز، صدقہ کرنے والے کے صدقہ اور متقی کے تقوی وطہارت سے بڑھ کر ہوگا، دمنہ نے کہا: کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالے رکھے؛ حالانکہ وہ دوسرے راستے سے بھی اپنے مطلب کو پا سکتا ہے؛ لیکن ذی رائے اور عقلمند شخص لڑائی کو آخری حربے کے طور پر اپناتا ہے، اس سے پہلے رفق ونرمی اور تمام حیلے حوالے اختیار کرتا ہے، یوں کہا جاتا ہے: کہ کمزور اور ذلیل دشمن کو بھی حقیر نہ جانو، خصوصاً جب دشمن چلاک اور مکار ہو، اور اس کے اعوان وانصار بھی ہوں، تو شیر جو کہ جری، بہادر، توانا وطاقتور ہوتا ہے، تو اس کو کیوں کر حقیر اور ناتواں تصور کیا جا سکتا ہے؟ جو شخص دشمن کو اس کی کمزوری کی وجہ سے حقیر سمجھتا ہے، اس کو اسی طرح کی مصیبت لاحق ہوتی ہے، جو وکیل البحر (سمندر کے ایک جانور کا نام ہے) کو بگلے کی جانب سے لاحق ہوئی ہے، شتربہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

دمنہ نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ: کوئی سمندری جانور جسے بگلہ کہا جاتا ہے، یہ ساحل سمندر پر رہتا تھا، اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی رہتی تھی، جب وہ انڈے دینے کے قابل ہوئی تو بیوی نے شوہر سے کہا: ہم انڈے دینے کے لئے کوئی محفوظ مقام تلاش کر لیں؛ چونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر پانی بڑھ جائے گا تو (وکیل البحر) سمندری

جانور ہمارے انڈے لے جائے گا،شوہر نے کہا: یہیں انڈے دو، چونکہ یہ جگہ ہمارے مناسب حال ہے، پانی اور پھل پھول بھی قریب ہی ہیں، بیوی نے کہا: اے لاپرواہ! اپنی نظر درست کر! مجھے وکیل البحر سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ ہمارے انڈے لے جائے، شوہر نے کہا: تم یہیں انڈے دو، وہ اس طرح نہیں کرے گا، بیوی نے کہا: یہ تمہاری کیسی ہٹ دھرمی ہے؟ کیا تمہیں اس کی دھمکی یاد نہیں ہے؟ کیا تم اپنی ذات اور قدر کو نہیں جانتے؟ شوہر اس کی بات ماننے سے انکار کرتا ہی رہا، جب اس کے بہت اصرار کے باوجود بھی اس نے اس کی بات نہیں مانی، تو بیوی نے شوہر سے کہا: جو خیر خواہ کی بات نہیں مانتا تو وہ اسی انجام سے دوچار ہوتا ہے جس سے کچھوا دوچار ہوا، جس وقت اس نے بطخوں کی بات نہیں مانی تھی، شوہر نے کہا: وہ کیسے ہوا؟

بیوی نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کسی تالاب کے پاس گھاس تھا، وہاں دو بطخ رہتے تھے، اس تلاب میں ایک کچھوا رہتا تھا، اس کے اور بطخوں کے درمیان گہری دوستی تھی، بطخوں نے کہا: السلام علیک! ہم پانی کی کمی وجہ سے یہاں سے جانے والے ہیں، کچھوے نے کہا: پانی کی کمی تو مجھ جیسے جانور پر ظاہر ہوتی ہے، میں تو اس کشتی کے مانند ہوں جو بغیر پانی کے نہیں چل سکتی، تم دونوں جہاں چاہے زندگی گذار سکتے ہو، مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاؤ، بطخوں نے کہا: ٹھیک ہے، کچھوے نے کہا: مجھے اٹھا کر کیسے لے جاؤ گے؟ بطخوں نے کہا: ہم لکڑی کے دو کنارے پکڑ لیں گے، تم اس کے بیچ میں لٹک جانا، اس طرح ہم تمہیں فضا میں لے اڑیں گے؛ اگر تم لوگوں کو بات کرتے ہوئے سنو تو خاموش ہی رہنا، پھر وہ اسے فضا میں لے اڑے، لوگوں نے کہا: انوکھی اور تعجب کی بات یہ ہے کہ دو بطخوں کے بیچ ایک کچھوا ہے، جسے وہ اٹھا کر لے جا رہے ہیں، کچھوے نے جب یہ بات سنی تو کہا: اللہ عزوجل تمہاری آنکھیں پھوڑ دے! جب اس نے بات کرنے کے لئے منہ کھولا تو زمین پر گر پڑا، اور مر گیا۔

شوہر نے کہا: میں تمہاری گفتگو سن چکا، تم وکیل البحر سے خوف نہ کرو، جب پانی بڑھا تو وہ اس کے انڈے لے گیا، بیوی نے کہا: میں شروع ہی میں سمجھ گئی تھی کہ ایسا ہی

ہوگا،شوہر نے کہا: میں اس سے عنقریب ہی بدلہ لے لوں گا، پھر وہ پرندوں کی ایک جماعت کے پاس گیا، اور ان سے کہا: تم لوگ میرے بھائی، میرے بھروسہ مند، اور با اعتماد لوگ ہو؛ لہذا تم میری مدد کرو، ان لوگوں نے کہا: تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: تم اکھٹے ہو کر میرے ساتھ سارے پرندوں کے پاس چلو، ہم کو وکیل البحر سے جو تکلیف پہنچی ہے، اس کی شکایت کریں گے، اور ہم ان سے یوں کہیں گے: تم بھی ہماری ہی طرح پرندے ہو؛ لہذا تم لوگ میری مدد کرو، پرندوں کے ایک جھنڈ نے یوں کہا: عنقاء نامی پرندہ ہمارا سردار اور بادشاہ ہے، ہمیں وہاں لے چلو، ہم وہاں جا کر چلاّئیں گے تو وہ ہمارے پاس آجائے گا، جو تکلیف تم کو وکیل البحر سے ہوئی ہے ہم اس کی اس سے شکایت کریں گے، اور اس سے یہ مطالبہ کریں گے کہ وہ اپنی بادشاہی قوت کے ذریعے سے ہمارا اس سے انتقام لے، پھر یہ لوگ ان کے ساتھ اس کے پاس چل پڑے، وہ اس سے مدد کے ملتجی ہوئے، اور چیخنے چلانے لگے، عنقاء نے اسے دیکھا، انھوں نے اس سے سارا واقعہ کہہ سنایا، اور اس سے وکیل البحر کے پاس چل کر اس سے لڑنے کا مطالبہ کرنے لگے، وہ ان کی بات پر راضی ہو گیا، جب وکیل البحر کو اس کا پتہ چلا کہ عنقاء پرندوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کا رخ کر رہا ہے، تو اسے جس بادشاہ سے مقابلہ طاقت ہی نہیں، اس سے مقابلہ کے لئے خوف ہونے لگا، اس نے بگلے کے انڈے واپس کر دئے، اور اس سے صلح واتفاق کر لیا، عنقاء وہاں سے واپس چلا گیا۔

میں نے تم سے یہ بات اس لئے بتائی ہے کہ؛ تاکہ تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ شیر کے ساتھ لڑائی اور مقابلہ کے لئے تو میں تمہیں مشورہ نہیں دے سکتا، شتربہ نے کہا: نہ میں شیر سے مقابلہ کرنے والا اور نہ اس سے خفیہ یا علانیہ دشمنی مول لینے والا اور نہ میرے اس کے ساتھ سابقہ سلوک اور رویہ کو بدلنے والا اس، جب تک خود اس کی جانب سے خوف واندیشے کے آثار ظاہر نہ ہوں، پھر میں اس سے مقابلہ کروں گا، دمنہ کو اس کی بات پسند نہ آئی، اس نے سوچا کہ اگر شیر کو بیل میں اس کے ذکر کردہ آثار نظر نہ آئیں گے، تو وہ اس کا الزام اسی پر لگائیے گا اور وہ اس سے بدظن ہو جائے گا، دمنہ نے شتربہ سے کہا: شیر کے

پاس جاؤ، تم خود اسے دیکھو گے تو اس کے ارادہ کو بھانپ جاؤ گے، شتربہ نے کہا: مجھے یہ کیسے پتہ چلے گا؟ دمنہ نے کہا: جب تم شیر کے پاس جاؤ گے تو اسے اپنی دم بل بیٹھے ہوئے دیکھو گے، وہ اپنا سینہ تمہاری جانب بلند کیا ہوا ہوگا، اس کی نگاہیں بھی تمہاری جانب اٹھی ہوں گی، اپنے کان کھڑے کئے ہوگا، اپنا منہ کھولا ہوا ہوگا، اور تم پر جھپٹ پڑنے کے لئے تیار ہوگا، شتربہ نے کہا: اگر میں شیر میں یہ آثار وعلامات دیکھوں گا، تو مجھے تمہاری بات کی سچائی کا پتہ چل جائے گا، پھر جب دمنہ شیر کو بیل کے اور بیل کو شیر کے خلاف اکسا چکا، تو کلیلہ کے پاس آیا، جب ان دونوں کی ملاقات ہوئی تو کلیلہ نے کہا: تمہاری کاروائی کہاں تک پہنچی؟ ہماری پسند کے مطابق قریب الاختتام ہے، پھر کلیلہ اور دمنہ دونوں ہی شیر اور بیل کی لڑائی میں شرکت کے لئے نکل پڑے؛ تاکہ ان کے درمیان پیش آنے والے واقعہ کو دیکھ سکیں، اور ان کے انجام کار کا مشاہدہ کرسکیں، شتربہ شیر کے پاس آیا تو اسے اپنے سرین کے بل بیٹھا ہوا دیکھا، اس نے کہا: بادشاہ کا ساتھی سانپ کے اس رفیق کے مانند ہوتا ہے جو اس کی قیام گاہ اور خواب گاہ میں رہتا ہے، پتہ نہیں وہ اس پر کب بھڑک اٹھے۔

پھر شتربہ نے بیل کو دیکھا تو اس میں دمنہ کے ذکر کردہ علامات وآثار نظر آئے، پھر اسے اس بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہا کہ وہ اس سے قتل وقتال اور لڑائی ہی کے لئے آیا ہے، (یہ صورتحال دیکھ کر) وہ فوراً بیل پر جھپٹ پڑا، پھر ان دونوں کے درمیان لڑائی ٹھن گئی، بیل اور شیر کی لڑائی شدت اختیار کرگئی اور طویل ہوگئی، وہ دونوں خون میں نہا گئے، جب کلیلہ نے شیر کی یہ صورتحال دیکھی تو دمنہ سے کہا: تمہاری تدبیر کے بارے میں تم کس قدر ناداں اور بیوقوف ہو، تمہاری اس چال کے بارے میں کیا ہی خراب تمہارا انجام ہوگا، دمنہ نے کہا: ایسا کیا ہوا؟ کلیلہ نے کہا: شیر کا زخمی ہونا اور بیل کا مر جانا، سب سے بڑا بیوقوف وہ ہے جو اپنے ساتھی کو بداخلاقی، قتل وقتال، اور مبارزہ ومقابلہ پر اکسائے؛ حالانکہ وہ دوسرے راستے بھی اپنا سکتا ہے، عقلمند، دانا چیزوں کے بارے میں تدبیر کرتا ہے اور اس کو انجام دینے سے پہلے ہی اس کا اندازہ کرلیتا ہے، جس کام کی تکمیل کی امید ہوتی ہے وہ اس پر اقدام کرتا ہے جس کام کے بارے میں اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے

لئے دشوار ہوگا تو وہ اس سے اعراض کرتا ہے اور اس کی جانب توجہ اور رغبت نہیں کرتا، مجھے تمہاری اس بغاوت کے انجام سے دوچار ہونے کا اندیشہ ہے؛ چونکہ تم نے بات تو ٹھیک کہی؛ لیکن کام تم نے اچھا نہیں کیا، مجھ سے کیا ہوا؟ تمہارا یہ معاہدہ کہاں برقرار رہا کہ تم اپنی تدبیر سے شیر کو نقصان نہ پہونچاؤ گے؟ یوں کہا جاتا ہے کہ: بات وہی بہتر ہوتی ہے جو عمل کے ساتھ ہو، وہی سمجھ وہی سوچ بہتر ہوتی ہے جو تقویٰ و پرہیزگاری کے ساتھ ہو، وہی صدقہ بہتر ہوتا ہے جو نیت (خلوص) کے ساتھ ہو، وہی مال بہتر ہوتا ہے جو سخاوت کے ساتھ ہو، وہی سچائی بہتر ہوتی ہے جو وفاداری کے ساتھ ہو، وہی زندگی اچھی ہوتی ہے جو صحت کے ساتھ ہو، وہی امن امان بہتر ہوتا ہے جو خوشی کے ساتھ ہو۔

دیکھو! آداب واخلاق دانا، زیرک اور عقلمند کے جوش وجذبات کو سرد کردیتے ہیں اور بیوقوف ونادان کے جوش وجذبات کو اور بڑھا دیتے ہیں، جس طرح دن کی وجہ سے ہر صاحبِ بصارت کی بصارت میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح چمگاڈر کی بدنظری، اور نگاہ کی کمزوری میں مزید اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔

تمہارے اس معاملے میں کچھ اس طرح سنتے ہوئے یاد پڑتا ہے، کہا یوں جاتا ہے کہ اگر بادشاہ نیک اور صالح ہو اور اس کے وزراء اور رفقاء بداخلاق ہوں جو اسے کارِخیر سے روکتے ہوں تو کوئی بھی شخص اس کے قریب نہیں ہوسکتا ہے، اس کی مثال میٹھے پانی کے مانند ہے جس میں مگرمچھ ہوں تو کوئی شخص اس پانی کو حاصل نہیں کرسکتا ہے، گرچہ کہ وہ پانی کا سخت ضرورت مند اور محتاج ہوتا ہے، دمنہ تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے علاوہ کوئی بھی شیر کے قریب نہ ہو، یہ چیز نادرست ہے، اور نہ کبھی مکمل اور تمام ہونے والی ہے، یہ اس مشہور مثال کے مانند ہے: ''کہ سمندر اپنی موجوں کے ساتھ ہوتا ہے، اور بادشاہ اپنے رفقاء کے ساتھ'' حماقت اور بیوقوفی یہ ہے کہ بھائی بندوں اور دوستوں کا شوقین تو ہو؛ لیکن ان کے ساتھ پاس عہد اور وفاداری نہ ہو، آخرت کو ریاکاری اور دکھلاوے کے ساتھ طلب کیا جائے، دوسروں کو نقصان پہونچا کر اپنے لئے نفع حاصل کیا جائے، تمہارے لئے میری نصیحت اور وصیت وہی ہے جو ایک آدمی نے پرندوں سے کی تھی، کہ تم سیدھی نہ ہونے والی چیز کو سیدھی کرنے کی کوشش نہ

کرواور نہ جس کی اصلاح ودرستگی ناممکن ہواس کی اصلاح کرو، دمنہ نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

کلیلہ نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ بندروں کا ایک ٹولہ کسی پہاڑ میں رہا کرتا تھا، ان لوگوں نے ایک سرد، ہوا اور بارش والی رات میں آگ کی تلاش کی تو انھیں نہ مل سکی، انہوں نے جگنو کو دیکھا وہ آگ کا شعلہ محسوس ہورہا تھا، انہوں نے اسے آگ گمان کیا، بہت ساری لکڑیاں اکٹھی کرکے اس کے اوپر ڈال دیا، اور وہ اسے اس لالچ میں پھونکنے لگے کہ آگ سلگا کر اس سے گرمی حاصل کریں، ان کے قریب ہی ایک پرندہ درخت پر بیٹھا ہوا تھا، یہ بندر اسے دیکھ رہے تھے اور وہ انھیں دیکھ رہا تھا، پرندے نے جب اس کاروائی اور کارگزاری کا دیکھا تو انہیں آواز دے کر کہنے لگا: تھکو نہیں، جسے تم دیکھ رہے ہو وہ آگ نہیں ہے جب پرندے نے بہت دیر سے ان کے اس عمل کو دیکھا تو سونچا کہ ان کے قریب جا کر انھیں ان کے اس عمل سے روک دیں، وہیں قریب سے ایک آدمی کا گذر ہوا، اس نے پرندے کے ارادے کو بھانپ لیا، اس سے کہا: جو سیدھے نہ ہوسکتے ہوں ان کے سیدھے کرنے کی جستجو نہ کر، نہایت ہی سخت پتھر جو بالکل نہیں کٹتا، اس پر تلوار کو آزمایا نہیں جاسکتا، جو لکڑی مڑنہ سکتی ہو اس سے کمان نہیں بنائے جاسکتے، لہٰذا تھکو نہیں، پرندے نے اس کی بات نہ مانی، اس نے بندروں کو جا کر یہ بتلایا کہ یہ جگنو آگ نہیں ہے، کسی بندر نے اسے لے کر زمین پر دے مارا تو وہ فوراً مر گیا۔

میری مثال بھی اس بارے میں تمہارے ساتھ ایسی ہی ہے، پھر تم دھوکہ اور فسق وفجور میں حد سے زیادہ بڑھ گئے؛ حالانکہ یہ دونوں نہایت ہی بری خصلتیں ہیں، دھوکہ دہی تو ان میں سے سب سے زیادہ خراب اور انجام بد سے دوچار کرنے والی چیز ہے، اسی کے بارے میں یہ مثال ہے، دمنہ نے کہا: اس کی کیا مثال ہے؟

کلیلہ نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ٹھگ اور ایک بیوقوف نے مشترکہ تجارت کی غرض سے سفر کیا، دوران راہ بیوقوف قضائے حاجت کے لئے پیچھے رہ گیا، اسے ایک تھیلی ملی جس میں ایک ہزار دینار تھے، اس نے اسے لیا، ٹھگ کو اس کا پتہ چل گیا، وہ دونوں اپنے شہر واپس ہوگئے، جب وہ شہر کے قریب پہونچے تو مال کے تقسیم کرنے کے

لئے بیٹھ گئے، بیوقوف نے کہا: آدھا تم لے لو اور آدھا مجھے دے دو، ٹھگ نے یہ طئے کرلیا تھا کہ وہ سارے ہزار دینار لے لے، اس نے بیوقوف سے کہا: تقسیم نہ کرو؛ چونکہ مال کے اشتراک واختلاط ہی میں خلوص اور نیک نیتی ہے، بقدر ضرورت میں لے لیتا ہوں تم بھی اسی قدر لے لو، باقی مال کو ہم اسی درخت کے نیچے میں دفن کر دیتے ہیں؛ چونکہ یہ جگہ محفوظ ہے، جب ہمیں ضرورت ہوگی تم اور میں یہاں آئیں گے اور بقدر ضرورت لے لیں گے، ہماری اس جگہ کی اطلاع بھی کسی کو نہ ہوگی، وہ اسے تھوڑی دور لے گیا اور ایک بڑے پیڑ کے نیچے بقیہ مال کو دفن کر دیا، پھر وہ دونوں شہر آ گئے، پھر ٹھگ بیوقوف کے پیچھے ہی دنانیر کے پاس آیا اور دنانیر لے لیا، زمین کو سابقہ حالت پر کر دیا، بیوقوف چند مہینے کے بعد آیا، اور ٹھگ سے کہا: مجھے خرچ کی ضرورت ہے، چلو ہم چل کر اپنی ضرورت کے بقدر لے لیتے ہیں، ٹھگ اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا، وہ دونوں اس جگہ گئے، وہاں کھودا تو کچھ نہیں پایا، ٹھگ اپنے چہرے پر طمانچہ مارنے لگا اور کہنے لگا: اپنے ساتھی کو دھوکہ نہ دو، تم میرے بعد ان دنانیر کے پاس آ کر اسے لے گئے ہو، بیوقوف قسمیں کھانے لگا اور لینے والے کو لعنت وملامت کرنے لگا، ٹھگ مسلسل اپنے چہرے پر طمانچے مارے جا رہا تھا، اور کہہ رہا تھا: تمہارے علاوہ کسی نے نہیں لیا، کیا تمہارے سوا کسی اور کو بھی معلوم تھا، ان کے درمیان بہت دیر تک ''توتو'' میں میں'' ہوتی رہی، چنانچہ وہ دونوں قاضی کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے، قاضی نے ان دونوں کے واقعہ کو سنا، ٹھگ کہہ رہا تھا کہ: بیوقوف نے اسے لیا ہے اور بیوقوف انکار کر رہا تھا، قاضی نے ٹھگ سے کہا: کیا تمہارے پاس تمہارے دعوے کی کوئی دلیل ہے؟ اس نے کہا: ہاں، جس درخت کے پاس دنانیر تھے وہی یہ گواہی دے گا کہ بیوقوف نے یہ دنانیر لئے ہیں، ٹھگ نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ وہ جا کر درخت میں چھپ جائے، جب اس سے کوئی سوال کیا جائے تو وہ اس کا جواب دے، ٹھگ کا باپ چلا گیا، اور درخت کے کھوکھلے حصہ میں گھس گیا، جب قاضی نے ٹھگ کی یہ بات سنی تو اسے تعجب ہوا، وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا، ٹھگ اور بیوقوف بھی اس کے ساتھ تھے، یہ لوگ درخت کے پاس پہونچے، قاضی نے درخت سے احوال واقعی دریافت کئے، بوڑھے نے

درخت کے اندر سے کہا: ہاں بیوقوف نے ہی اسے لیا ہے، جب قاضی نے سنا تو اس کی حیرت میں مزید اضافہ ہوگیا، اس نے لکڑیاں منگوائی، اور درخت کو جلا دینے کا حکم دیا، درخت کے ارد گرد آگ سلگائی گئی، اسی وقت ٹھگ کے باپ نے مدد طلب کی، اسے نکالا گیا وہ قریب المرگ ہو چکا تھا، قاضی نے اس سے واقعہ دریافت کیا تو اس نے سارا قصہ کہہ سنایا، قاضی نے ٹھگ کی زبردست پٹائی کی اور اس کے باپ کو طمانچے رسید کئے، اور اسے گدھے پر سوار کر کے اسے ذلیل کرایا گیا، ٹھگ پر دنانیر کا تاوان لازم ہوگیا، ٹھگ نے اسے لے کر بیوقوف کو دیا۔

میں نے یہ مثال اس لئے بیان کی کہ دھوکہ دہی، فریب کاری بسا اوقات اس کے لئے نقصاندہ ہوتی ہے، دمنہ تم میں دھوکہ دہی، فریب کاری، اور فسق وفجور سب اکٹھے طور پر موجود ہیں، مجھے تمہارے عمل کے انجام سے دوچار ہونے کا اندیشہ ہے؛ حالانکہ تم سزا سے بچ سکتے ہو؛ چونکہ تم دوہر رنگ اور دوہری زبان کے حامل ہو، نہروں کے پانی کی مٹھاس اس پانی کے سمندر تک جانے تک برقرار رہتی ہے، گھر کی درستگی اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک کہ ان میں بگاڑ پیدا کرنے والا موجود نہ ہو، تم میں اس سانپ سے زیادہ مشابہ کوئی چیز نظر نہیں آتی ہے جو دوہری زبان والا ہوتا ہے جس میں زہر موجود رہتا ہے، تمہاری زبان سے بھی اس کے زہر کے مانند مادہ نکلتا ہے، اور میں تمہارے زبان کے زہر سے زیادہ اندیشہ کرتا ہوں، جو مصیبت تم پر نازل ہونے والی ہے وہ متوقع ہے بھائیوں اور دوستوں کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے والا اس سانپ کی طرح ہے جس کی آدمی پرورش کرتا ہے، اس کو کھلاتا ہے اس کو سہلاتا ہے اور اس کا اعزاز کرتا ہے، پھر اسے اس کی جانب سے ڈسنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، کہا یوں جاتا ہے کہ: دانا اور سخی کی صحبت اختیار کرو، ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرلو، ان سے جدائیگی اختیار کرو، کوئی بھی شخص اگر عقلمند اور سخی یا عقلمند غیر سخی ہو تو ان کے صحبت اپناؤ، دانا اور سخی شخص ایک کامل شخص ہوتا ہے، دانا اور غیر سخی، اس کی رفاقت اختیار کرو اگر چہ وہ بداخلاقی ہی کیوں نہ ہو؛ البتہ اس کی بدخلقی سے بچو اور اس کی دانائی اور عقلمندی سے فائدہ اٹھاؤ، شریف غیر عقلمند شخص کو بھی اپناؤ، اس سے تعلقات کو منقطع نہ کرو، اگر اس کی دانائی اور سمجھ بوجھ قابلِ

تعریف بھی نہ ہو،تو اس کی شرافت وسخاوت سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنی عقل سے اس کو فائدہ پہونچاؤ، کمینے اور بیوقوف شخص سے بالکل فرار اختیار کرو...... مجھے تم سے زیادہ فرار اختیار کرنا چاہیئے،تمہارے بھائی تم سے شرافت ومحبت کی امید کیسے کر سکتے ہیں؟

تم نے اپنے بادشاہ کے ساتھ جس نے تمہارا اعزاز واکرام کیا،تمہیں شرافت وفضیلت سے نوازا اس طرح کا سلوک کیا،تمہاری مثال اس تاجر کی سی ہے جس نے یوں کہا ہے: ایک زمین ایسی ہے جہاں کے چوہے سومن لوہا کھا جاتے ہیں، وہاں کی بازوں کے لئے ہاتھی کو بھی اچک لینا کوئی تعجب خیز چیز نہیں ہے، دمنہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

کلیلہ نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے فلاں علاقے میں ایک تاجر رہتا تھا، اس نے معاش کی تلاش میں کسی رخ جانے کا ارادہ کیا، اس کے ساتھ سومن لوہا تھا، اس نے اسے اپنے کسی دوست کے پاس رکھ چھوڑا، اور اس رخ پر چل دیا، پھر ایک زمانے کے بعد واپس ہوا، آکر لوہا تلاش کیا، اس کے دوست نے اس سے کہا: اسے چوہے کھا چکے، تاجر نے کہا: میں نے سنا کہ ہے کہ کوئی چیز چوہوں کے دانت سے زیادہ لوہے کو کاٹنے والی نہیں ہوتی، وہ شخص تاجر کے اس بات کی تصدیق کرنے پر خوش ہوا، پھر تاجر باہر نکل کر اس آدمی کے ایک لڑکے سے ملا، اس کو لے کر گھر گیا، دوسرے دن آدمی اس کے پاس آیا، اور تاجر سے کہا: کیا تمہیں میرے لڑکے کے بارے میں کچھ پتہ ہے؟ تاجر نے اس سے کہا: میں جس وقت کل تمہارے پاس سے نکل رہا تھا تو میں نے ایک باز کو ایک بچے کو اچک کر لے جاتے ہوئے دیکھا تھا، شاید کہ وہ تمہارا ہی بچہ ہو، آدمی نے اپنا سر پیٹ لیا، اور کہا: لوگو! کیا تم نے یہ کہیں، سنا ہے، یا دیکھا ہے کہ باز بچوں کو اچک لیتے ہوں، اس نے کہا: ہاں، جس سرزمین کے چوہے سومن لوہا کھا جاتے ہوں تو وہاں کے بازوں کے بارے میں یہ کیا تعجب خیز چیز ہے کہ وہ ہاتھیوں کو اچک لیں، اس آدمی نے کہا: میں نے تمہارا لوہا کھا لیا ہے، یہ اس کی قیمت ہے، تم میرے بیٹے کو واپس کردو۔

میں نے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے کہ تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ اگر تم اپنے ساتھی کو دھوکہ دو گے تو کسی دوسرے کو تو اور زیادہ دھوکہ دو گے، اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ رہتا

ہو،اور وہ کسی ایک شخص کو دھوکہ دے تو اس کے ساتھی کو پتہ چل جائے گا کہ اس کے پاس محبت ومودت کے لئے جگہ نہیں ہے، بے وفا شخص کے ساتھ مودت ومحبت کا معاملہ کرنا، ناشکرے کو عطا اور بخشش کرنا، بے ادب، بد اخلاق، غیر مہذب کو ادب سکھانا، غیر راز دار کو راز بتلانا یہ ان چیزوں کی اہمیت اور قیمت کو گھٹانا ہے، بھلے لوگوں کی صحبت بھلائی پیدا کرتی ہے، برے لوگوں کی صحبت برائی پیدا کرتی ہے، ہوا کے مانند اگر اس کا گذر خوشبودار چیز پر ہو تو وہ خوشبو لی آئی گی اور اگر بدبودار چیز پر اس کا گذر ہوتا ہے تو بدبو لے آتی ہے۔

میری گفتگو لمبی اور تمہارے لئے بوجھ بن گئی یہی پر کلیلہ نے اپنی گفتگو ختم کی، شیر بیل سے گھبرا گیا تھا، پھر اس نے بیل کے قتل کرنے کے بعد اپنے کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا، پھر اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، اس نے کہا: شتربہ نے خود مجھے تکلیف پہونچایا، وہ عقلمند، ذی رائے، مہذب، خلیق، شریف تھا، مجھے پتہ نہیں کہ وہ بے قصور تھا یا اس کے بارے میں کذب بیانی اور دروغ گوئی سے کام لیا گیا، وہ اپنی سرزد ہونے والی غلطی پر نادم اور شرمندہ تھا اور یہ چیز اس کے چہرہ پر نمایاں نظر آرہی تھی، دمنہ نے اسے دیکھا، کلیلہ نے گفتگو ختم کی، اور شیر کے پاس آیا اور اس سے کہا: غم زدہ کیوں ہیں؟ اس نے کہا: میں شتربہ کی دانائی، اس کے رائے اور اس کے اخلاق پر غم زدہ ہوں، اس سے دمنہ نے کہا: بادشاہ سلامت! آپ اس پر رحم نہ کھائیں؛ چونکہ عقلمند جس کا اس کو خوف ہو رحم نہیں کرتا، حوصلہ مند، پختہ کار شخص کبھی کسی شخص کو ناپسند کرتا ہے، پھر اسے جب اس کی بے نیازی اور کفایت شعاری کا پتہ چلتا ہے تو پھر اس سے قریب کر لیتا ہے، اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ وہ کسی شخص کو پسند کرتا ہے اور وہ اس کے لئے مشکل بن جاتا ہے تو وہ اسے دور کر دیتا ہے اور اس کے ضرر اور نقصان سے بچنے کے لئے اسے ہلاک کر دیتا ہے، اسی طرح جس کی انگلی کو سانپ کاٹ لیتا ہے، تو وہ اس انگلی کو کاٹ کر الگ کر دیتا ہے، اس اندیشے سے کہ اس کا زہر اس کے جسم میں سرایت کر جائے، شیر دمنہ کی بات پر راضی ہو گیا، پھر اسے اس کے بعد اس کی کذب بیانی، دھوکہ دہی، اور گنہ گاری کا پتہ چلا تو اسے اس نے برے طریقے سے مار دیا۔ (شیر اور بیل کی فصل ختم ہوئی)

دمنہ کے معاملے میں غور وخوض

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: مجھے اس مکار، چالاک، چغل خور کے بارے میں بتلاؤ جو دو دوستوں کے درمیان محبت کو چغل خوری کے ذریعے بگاڑ دیتا ہے، اس وقت مجھے دمنہ کے احوال اور شتربہ کے قتل کے بعد اس کے انجام کو بیان کرو، جس وقت شیر نے دمنہ کی رائے کی جانچ پڑتال کی، تو شیر اور اس کے رفیقوں کے یہاں اس نے کیا عذر ومعذرت کی؟ دمنہ کی چغل خوری اور غیبت کا اسے یقین ہو گیا تو اس بارے میں اس کے ثبوت کیا تھے؟ فیلسوف نے کہا: دمنہ کی گفتگو میں یہ بھی موجود تھا کہ شیر نے جس وقت شتربہ کو قتل کیا تو اسے اس کے قتل پر شرمندگی ہوئی، اس نے اس کی پرانی رفاقت اور بے انتہا خدمت کا ذکر کیا، وہ اس کے سب سے معزز ومحترم لوگوں میں سے تھا، وہ اس کے پاس خصوصی درجہ اور رتبے کا حامل تھا، اور اس کا سب سے مقرب اور عزیز شخص تھا، دیگر خصوصی لوگوں کے مقابل وہ اکثر بیشتر اس سے مشورہ لیا کرتا تھا، بیل کے بعد اس کے رفیقوں میں خصوصی مرتبہ کا حامل چیتا تھا۔

ایک مرتبہ چیتے نے شیر کے پاس شب گذاری کی، وہ آدھی رات کو شیر کے پاس سے نکل کر اپنے گھر جا رہا تھا کہ اس کا گذر کلیلہ دمنہ کے گھر پر ہوا، جس وقت وہ دروازے پر پہونچا تو کلیلہ کو دمنہ کی اس غلطی پر اس کو ڈانٹ ڈپٹ اور اس کی غیبت اور چغل خوری پر لعنت وملامت کرتے ہوئے سنا، چیتے کو دمنہ کی گنہ گاری، اور نافرمانی کا پتہ چل گیا، وہ وہیں کھڑا ہو کر ان کی آپسی گفتگو کو سنتا رہا، کلیلہ نے دمنہ سے یہ بھی کہا: تم نے نہایت ہی دشوار گذار راستہ کو اختیار کیا ہے، اور بہت ہی زیادہ تنگ گلی میں داخل ہو چکے ہو، تم نے اپنے اوپر مہلک جرم کا ارتکاب کیا ہے، جس کا انجام نہایت خراب ہوگا اور تم نہایت ہی

سخت نتیجے سے دوچار ہوگے، اگر شیر کو تمہاری اطلاع ہوجائے گی اور وہ تمہاری دھوکہ دہی کو جان لیگا، تو تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا، تمہارے شر اور فتنہ کے خوف سے تمہیں ذلیل وخوار کیا جائے گا، اور تمہیں قتل کیا جائے گا، میں آج کے بعد تم سے دوستی بھی نہیں رکھوں گا، اور نہ تمہارے سامنے اپنے کسی راز کو ظاہر کروں گا، چونکہ علماء نے یوں کہا ہے: جس چیز سے تمہیں دلچسپی اور لگاؤ ہی نہ ہو، اس سے دور ہی رہو، میرے لئے تم سے دوری اختیار کرنا اور اس بارے میں شیر کے دل میں جو خیالات اور اندیشے آرہے ہیں اس سے خلاصی اختیار کرنا ہی میرے لئے بہتر ہے۔

جب چیتے نے ان کی گفتگو سنی تو وہ وہیں سے الٹے پاؤں لوٹ کر شیر ماں کے پاس آیا، اور اس سے یہ عہد وپیمان کیا کہ وہ جس راز کو بتلانے والا ہے، وہ اس کا اظہار نہیں کرے گی، اس کا اس نے عہد کیا، چنانچہ چیتے نے اسے کلیلہ دمنہ کی گفتگو کی اطلاع دی، صبح شیر کی ماں شیر کے پاس آئی، وہ بیل کے قتل کے واقعہ سے بہت رنجیدہ، افسردہ اور پژمردہ تھا، اور کہا: کس فکر نے تمہیں اس قدر مغلوب اور مجبور کردیا ہے؟ اس نے کہا: بیل کے قتل نے مجھے غمزدہ اور پریشان کردیا ہے، مجھے اس کی صحبت ورفاقت اور پابندی سے میری خدمت یاد پڑتی ہے، جو پند ونصائح میں اس کی سنا کرتا تھا، مشورہ کے لئے اس سے رجوع کرتا تھا اور اس کی ہمدردی وخیر خواہی کو قبول کرتا تھا، یہ یاد پڑتا ہے، شیر کی ماں نے کہا: سب سے بڑا حادثہ اور واقعہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی خود اپنے خلاف گواہی دے، یہ بہت بڑی چوک ہوچکی ہے، تم نے بغیر کسی یقینی معلومات کے بیل کے قتل پر کیسے اقدام کیا؟ علماء نے راز کے اظہار اور جو کچھ گناہ اس میں ہوتا ہے بتلایا نہ ہوتا تو میں کچھ باتوں کی تمہیں اطلاع دیتی، جو کچھ اس واقعہ کے بارے میں معلوم ہوا ہے بتا دیتی، شیر نے کہا: علماء کے اقوال کے بے شمار مطالب ہیں، مجھے تمہاری بات کی صحت اور درستگی کا علم ہے، اگر تمہاری کوئی رائے اور مشورہ ہے تو اسے مجھ سے چھپاؤ نہیں، اگر تمہیں کسی نے کوئی راز بتایا ہے تو وہ بھی مجھے بتلاؤ، اور اس کی مجھے خبر دو، مختصر یہ کہ: شیر کی ماں نے چیتے کی اس سے کہی ہوئی باتیں اس کے نام کے ذکر کئے بغیر بتا دیا، اور کہا: میں بھی اس حوالے سے سخت سزا کے بارے

میں علماء کے اقوال اور رازوں کے ظاہر کرنے میں آدمی کو جو ذلت اور رسوائی اٹھانی پڑتی ہے اس سے بے خبر نہیں ہوں؛ لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ تمہیں تمہارے مفاد کی چیز بتلاؤں، اور اگر اس کا نقصان اور ضرر عوام تک پہونچے گا تو وہ بادشاہ کی دھوکہ دہی، خیانت پر اڑ جائیں گے، جس سے ان کی خرابی اور فساد کا خاتمہ ناممکن ہو جائے گا، بیوقوف اسے بطور دلیل پیش کریں گے، وہ اپنے برے کاموں کو اچھا قرار دیں گے، سب سے بڑی خیانت اور غلطی جس کے وہ مرتکب ہوں گے، کہ وہ دراندیش پرعزم لوگوں کے خلاف جرأت کریں گے، جب شیر کی ماں یہ بات مکمل کر چکی تو اس نے اپنے ساتھیوں اور لاؤلشکر کو بلایا، وہ اس کے پاس آئے، پھر اس نے دمنہ کو لے آنے کے لئے کہا: جب وہ شیر کے سامنے آ کھڑا ہوا تو اس نے شیر کی افسردگی اور رنجیدگی کو دیکھا، پھر وہ بعض حاضرین کی جانب متوجہ ہوا، اور کہا: کیا ہوا ہے؟ کس چیز نے بادشاہ کو غم زدہ اور پژمردہ کر دیا ہے؟ شیر کی ماں اس کی طرف متوجہ ہوئی، اور کہا: تمہاری موجودگی ہی نے گرچہ وہ ایک لمحہ کے لئے کیوں نہ ہو بادشاہ کو مبتلائے غم کیا ہے، وہ آج کے بعد تمہیں زندہ نہ چھوڑے گا، دمنہ نے کہا: پہلے نے دوسرے کے لئے کچھ نہ چھوڑا؛ چونکہ یوں کہا جاتا ہے: جو شخص فتنہ وفساد، خراب وبگاڑ سے جس قدر بچنا چاہتا ہے، وہی شخص فساد وبگاڑ کرنے والے سے پہلے اس میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس بارے میں بادشاہ، اس کے خواص اور لاؤلشکر برا نمونہ نہ بنیں، مجھے اس مثل کا علم ہوا ہے کہ: جو شخص برے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے، جب کہ وہ ان کے احوال سے واقف بھی ہے، اس کی تکلیف خود اس کی اپنی پیدا کردہ ہے، اسی وجہ سے عابد زاہد لوگ اپنے آپ کو مخلوق سے علٰحدہ کر لیتے ہیں اور خلوت کو جلوت پر ترجیح دیتے ہیں، اللہ عزوجل کے لئے عمل کی محبت کو دنیا اور دنیا والوں کی محبت پر رتبہ دیتے ہیں، بھلائی کا بدلہ بھلائی سے، احسان کا بدلہ احسان سے کیا کوئی اللہ کے سوا دے سکتا ہے؟ جو شخص بھلائی اور اچھائی کا بدلہ غیر اللہ سے طلب کرتا ہے، تو وہ محرومی کا شکار ہو جاتا ہے، غیر اللہ کے لئے عمل کے خالص کرنے اور لوگوں سے بدلہ کی خواہش میں وہ درستگی اور راہ حق سے ہٹ جاتا ہے، بادشاہ کی رعایا کو جس چیز کے بارے میں رغبت اور دلچسپی کا زیادہ مظاہرہ

کرنا چاہئے وہ حسن اخلاق، راہ حق کی تلاش اور حسن سیرت ہے، علماء نے کہا ہے: جو شخص جھوٹ قرار دی جانے والی چیز کو سچ قرار دے اور سچ قرار دینے والی چیز کو جھوٹ قرار دے وہ دانا اور عقلمند لوگوں کی فہرست سے نکل جاتا ہے، اس سے کنارہ کشی اور دوری اختیار کی جانی چاہئے۔

بادشاہ کو محض شبہ کی بنیاد پر میرے معاملہ میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے، میں موت سے نفرت کی وجہ سے یہ بات نہیں کہہ رہا ہوں؛ چونکہ موت، گرچہ کہ اس کی تکلیف سے نجات اور فرار نہیں، ہر چیز ہلاک اور فنا ہونے والی ہے، اگر میرے پاس سو جانیں ہوتیں اور مجھے معلوم ہوتا کہ شیر ان تمام کو ختم کر دینا چاہتا ہے تو میں اس کے لئے بخوشی راضی ہو جاتا، کسی لشکری نے کہا: یہ بادشاہ سے محبت کی وجہ سے یہ بات نہیں کہہ رہا ہے؛ بلکہ اپنی جان کو بچانے اور بہانے تراشنے کے لئے، اس سے دمنہ نے کہا: تیری تباہی ہو! کیا میرے اپنے لئے بہانے اور اعذار تلاش کرنے میں بھی کوئی قباحت ہے؟ کیا آدمی کی جان سے بھی زیادہ قریب کوئی چیز ہوتی ہے؟ اگر وہ اپنی جان کے لئے نہیں تو کس لئے عذر اور بہانے تلاش کرے گا، جس بغض وحسد اور کینہ وکپٹ کو تم چھپا نہیں پا رہے تھے تم نے اسی کو ظاہر کر دیا ہے، جو شخص بھی تمہاری یہ بات سنے گا تو اسے پتہ چل جائے گا کہ تم کسی کے لئے بھلائی کو نہیں چاہتے ہو، تم اپنی جان کے دشمن ہو، دوسروں کی جان کے تو بدرجہ اولیٰ دشمن ہو گے، تم جیسا شخص چوپایوں کے ساتھ بھی رہنے کے قابل نہیں؛ چہ جائے کہ وہ بادشاہ کے ساتھ رہے اور اس کے دروازے پر پڑا رہے۔

جب دمنہ نے اسے یہ جواب دیا تو وہ نہایت مغموم، شرمندہ ہو کر وہاں سے واپس ہو گیا، شیر کی ماں نے دمنہ سے کہا: اے مکار! مجھے تمہاری حیا کی کمی اور بے شرمی و بے حیائی کی زیادتی اور تم سے گفتگو کرنے والے کے لئے تمہارے برجستہ جواب نے حیرت میں ڈال دیا ہے، دمنہ نے کہا: چونکہ تم مجھے ایک آنکھ سے دیکھتی ہو، اور میری باتوں کو ایک کان سے سنتی ہو، میری بدقسمتی کہ ہر چیز نے میرے خلاف پلٹا کھایا ہے، یہاں تک کہ بادشاہ کے یہاں لوگوں نے میری چغل خوری اور بدگوئی کی تک شکایت کر دی ہے، بادشاہ کے

دروازے پر رہنے والے ان کے بادشاہ کو کمتر حقیر سمجھنے، ان کے لئے بادشاہ کے اعزاز واکرام، اور جس عیش وآرام اور ناز ونعمت میں وہ ہیں، اس کی وجہ سے انہیں یہ پتہ نہیں رہا ہے کہ کس وقت بادشاہ سے گفتگو کرنی چاہئے اور کس وقت خاموش رہنا چاہئے، شیر کی ماں نے کہا: دیکھ رہے ہو اس بدبخت کو، اس قدر بڑے جرم کے باوجود اپنے آپ کو کیسے بے قصور اور بے گناہ ٹھہرا رہا ہے؟ دمنہ نے کہا: جو بے موقع، بے محل، بے حس کام کرتے ہیں تو ان کا اعتبار ہی نہیں ہوتا، اس شخص کی طرح جو ریت کی جگہ راکھ یا لید یا گوبر استعمال کرتا ہے، اس آدمی کی طرح جو عورت کے کپڑے پہنتا ہے یا اس عورت کی طرح جو مرد کے کپڑے پہنتی ہے، یا اس کمزور اور ناتواں کے مانند جو اپنے آپ کو گھر کا مالک قرار دیتا ہے، یا اس شخص کی طرح جو چند لوگوں کے درمیان غیر ضروری گفتگو کرتا ہے، بدبخت وہ ہوتا ہے جو چیزوں سے اور لوگوں کے احوال سے واقف نہیں ہوتا، اور نہ اپنے جانب سے برائی کا دفاع اور رد کر سکتا ہے۔

شیر کی ماں نے کہا: اے مکار دھوکہ باز! کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ اپنی باتوں سے تو بادشاہ کو دھوکہ دے پائیگا اور وہ تمہیں قید نہ کرے گا؟ دمنہ نے کہا: دھوکہ باز وہ ہوتا ہے جس کا دشمن اس کے مکروفریب سے مامون نہیں ہوتا، اور وہ جب اپنے دشمن پر قابو یافتہ ہو جاتا ہے تو اسے بے گناہ ہی قتل کر دیتا ہے، شیر کی ماں نے کہا: اے جھوٹے غدار! کیا تو یہ باور کرتا ہے کہ تو اپنے جھوٹ کے انجام بد سے بچ نکلے گا، اور تمہاری یہ مکاری وعیاری تمہارے اس گناہ اور جرم کے باوجود تمہارے لئے نفع بخش ہوگی؟ دمنہ نے کہا: جھوٹا وہ ہوتا ہے جو خلافِ واقعہ کہتا ہے، اُن کی کہی اور ان کی کہی باتیں چلاتا ہے، میری گفتگو تو بالکل صاف اور صریح ہے، شیر کی ماں نے کہا: تم ہی میں کے علماء ہی اس کے معاملے کی دوٹوک وضاحت کریں گے، پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی، شیر نے دمنہ کو قاضی کے پاس بھیجا، قاضی نے اسے قید کرنے کو کہا، اس کے گلے میں رسی ڈال دی گئی اور اسے جیل لے جایا گیا۔

آدھی رات گدرنے کے بعد کلیلہ کو پتہ چلا کہ دمنہ قید میں ہے، وہ چپکے سے اس

کے پاس آیا، جب اس نے دمنہ کی تنگی، گھٹن، اور اس کی مجبوری ومقہوری کو دیکھا تو رو پڑا اور کہا: تمہاری دھوکہ دہی اور مکر وفریب اور نصیحت سے اعراض ہی کی وجہ سے تم اس حالت سے دوچار ہوئے ہو؛ لیکن میرے لئے تم کو ڈرانے دھمکانے اور نصیحت کرنے کے سوا اور تمہارے ساتھ میرے خالص اور سچے لگاؤ کی وجہ سے تمہارے پاس بجلد پہونچنے کے سوا میرے لئے کوئی چارۂ کار ہی نہیں تھا؛ چونکہ ہر جگہ کے مناسب ایک گفتگو ہوتی ہے اور ہر بات کا ایک موقع ہوتا ہے، میں جس وقت سکون وعافیت کے ساتھ تھا تو میں تم کو نصیحت کرنے میں کوئی کوتاہی کرتا تو میں بھی آج تمہارے شریک جرم ہوتا، لیکن خود پسندی، بڑائی تمہارے اندر مکمل سرایت کر چکی تھی، جس کی وجہ سے تم مغلوب الرائے اور مغلوب العقل ہو چکے تھے، میں تمہارے سامنے بے شمار امثال بیان کرتا اور علماء کے اقوال ذکر کرتا، علماء نے یوں کہا ہے: مکار، غدار اپنی مدتِ حیات کی تکمیل سے پہلے ہی مرجاتا ہے، دمنہ نے کہا: مجھے تمہاری بات کی سچائی کا علم ہو چکا، علماء نے یوں بھی کہا ہے: جب تمہاری کسی غلطی پر اطلاع ہو جائے تو اس کی سزا سے گھبراؤ نہیں، تمہارے گناہ پر عذاب دنیا میں دیا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا عذاب تمہیں آخرت میں جہنم میں دیا جائے، کلیلہ نے کہا: میں تمہاری بات سمجھ چکا، لیکن تمہارا گناہ بہت بڑا ہے، شیر کی سزا نہایت ہی سخت اور دردناک ہوتی ہے، وہیں ان کے قریب تیندوا بھی مقید تھا، وہ ان دونوں کی گفتگو سن رہا تھا، وہ اسے دیکھ نہیں پارہے تھے، وہ دمنہ کی بدکاری اور جو کام اس سے سرزد ہوا تھا اس پر کلیلہ کی سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ کو جان گیا، اور دمنہ بھی اپنی بدفعلی اور گناہِ عظیم کا معترف تھا، اس نے ان کی آپسی گفتگو کو ذہین نشیں کر لیا، اور اس نے اس غرض سے چھپائے رکھا کہ اس سے دریافت کئے جانے پر وہ اس کی گواہی دے، پھر کلیلہ اپنے گھر لوٹ گیا۔

شیر کی ماں صبح شیر کے پاس آئی، اور اس سے کہنی لگی: اے درندوں کے سردار! تم اپنی گذشتہ کل کہی ہوئی بات بھول نہ جاؤ، تم نے اسے ایک مدت کے لئے قید کا حکم دیا تھا اور اس کے ذریعہ تم نے رب العباد کی رضاجوئی حاصل کی تھی، علماء نے یوں کہا ہے:

انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ تقویٰ کے لئے کوشش میں سستی اور کاہلی کرے؛ بلکہ یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ گنہ گار کے گناہ کا دفاع کرے، جب شیر نے اپنی ماں کی گفتگو سنی تو چیتے کو سامنے آنے کے لئے کہا، یہی عہدۂ قضا پر فائز تھا، جب وہ آموجود ہوا تو اس کو اور منصف جوّ اس (یہ شیر کا نام ہے) سے کہا: کہ وہ کمرۂ عدالت میں بیٹھ جائیں اور لشکر کے ہر چھوٹے بڑے وہاں آموجود ہونے کا اعلان کریں اور وہ دمنہ کے احوال کے بارے میں غور وخوض کریں، اس کے معاملہ کی کھوج اور تحقیق کریں، اور اس کی غلطی کو تلاش کریں، اس کی باتوں اور اعذار کو دفتر قضا میں نوٹ کریں، اور کبھی کبھار اسے میرے پاس لے آئیں، جب چیتے اور منصف جوّ اس نے (جو کہ شیر کا چچا تھا) نے کہا: بادشاہ کا حکم سر آنکھوں پر، اور وہ وہاں سے چلے گئے، اور اس کے حکم کے مطابق انہوں نے کاروائی شروع کردی، جس دن وہ لوگ قضا اور فیصلے کے لئے بیٹھے اس کے تین گھنٹے گذرنے کے بعد قاضی نے دمنہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا، اسے وہاں لایا گیا، وہ لوگوں کی موجودگی میں قاضی کے سامنے آ کھڑا ہوا، جب وہ اپنی جگہ پر مکمل آ کھڑا ہوا تو مجمع کے سردار نے بلند آواز سے کہا: اے لوگوں! تم جانتے ہو کہ درندوں کا سردار جس وقت سے اس نے شتربہ کا قتل کیا ہے نہایت ہی حیران اور پریشان ہے، اور بہت زیادہ رنج وغم میں مبتلا ہے، وہ یہ سمجھتا ہے اس نے شتربہ کو بغیر قصور کے قتل کیا ہے، اس نے یہ اقدام دمنہ کی دروغ گوئی اور چغل خوری کی وجہ سے کیا ہے، قاضی نے مجلس قضا کو بٹھانے اور دمنہ کے معاملے میں غور وخوض کرنے کا حکم دیا، تم میں سے جس کسی کو دمنہ کے معاملے میں اچھی یا خراب جو بھی چیز معلوم ہو بتلادے، اور اس سارے مجمع کے روبرو اسے بیان کردے؛ تاکہ اس کے معاملے میں اسی کے مطابق فیصلہ کیا جاسکے، اگر وہ واجب القتل ٹھہرے بھی تو اس کے معاملے میں آہستگی ہی سے کام لینا بہتر ہوگا، جلد بازی یہ خواہشِ نفس کی پیروی ہے، باطل پر لوگوں کے ساتھ اتفاق کرلینا یہ ذلیل کرنے والی چیز ہے، وہیں قاضی نے یہ کہا: اے لوگوں! تم نے اپنے سردار کی بات سن لی، لہٰذا تم لوگ دمنہ کے بارے میں جو بھی معلومات ہوں اسے چھپاؤ نہیں اس کے معاملے کو مخفی رکھنے میں تین چیزوں سے بچو۔

ایک تو یہ ہے ۔جو ان میں سے افضل ہے۔اس کی کاروائی کو معمولی نہ سمجھو، اور نہ اسے ہلکی شمار کرو، اس کی سب سے بڑی غلطی بے قصور، ناکردۂ گنا کو جھوٹ اور چغلی کے ذریعے قتل کروانا ہے، جو شخص بھی اس جھوٹے کے معاملے سے واقف ہوگا جس نے اپنے جھوٹ اور چغلی کے ذریعے بے قصور شخص پر الزام تراشی کی ہے، اور پھر اس کے معاملے کو چھپائے گا تو وہ گناہ اور سزا میں اس کا شریک ہوگا۔

دوسری چیز یہ ہے کہ: اگر گناہ گار اپنے گناہ کا اعتراف کرلے تو وہ بادشاہ اور اس کے لاؤ ولشکر کے لئے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ وہ اسے معاف کردیں اور اس سے درگذر کردیں۔

اور تیسرے: برے اور فاسق وفاجر لوگوں کے ساتھ کوئی اور رعایت نہ کیا جائے، خواص اور عوام کے ساتھ ان کے روابط وتعلقات کے ذرائع کو ختم کردیا جائے، جو شخص بھی اس مکار کے بارے میں کچھ جانتا ہے وہ اسے حاضرین کے سامنے بیان کردے؛ تاکہ یہ معلومات اس کے خلاف دلیل اور حجت بنیں، یوں کہا جاتا ہے: جو شخص گواہی کو چھپاتا ہے اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی، لہٰذا تم میں سے ہر شخص اپنی معلومات کو بتلائے، مجمع نے جب یہ بات سنی تو سب خاموش ہی رہے، دمنہ نے کہا: تم لوگ خاموش کیوں ہو؟ اپنی معلومات کو بتلاؤ، جان لو ہر بات کا جواب ہے، علماء نے کہاہے: جو شخص ان دیکھی چیز کی گواہی دیتا ہے، نامعلوم بات کہتا ہے تو اسے اسی طبیب کے احوال سے دوچار ہونا پڑتا ہے، جس نے غیر معلوم چیز کے معلوم ہونے کی بات کہی تھی، لوگوں نے کہا یہ کیسے ہوا تھا؟

دمنہ نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شہر میں نرم دل اور ذی علم حکیم رہا کرتا تھا، وہ اپنے معالجات کے سلسلے میں نہایت ذہین وفطین تھا، وہ حکیم بہت زیادہ بوڑھا ہوچکا تھا، اور اس کی آنکھیں کمزور ہوچکی تھیں، اس شہر کے بادشاہ کی لڑکی کا نکاح اس کے بھتیجے سے ہوا تھا، اس لڑکی کو دردزہ شروع ہوا، تو اس حکیم کو بلایا گیا، جب یہ وہاں پہونچا تو اس نے لڑکی سے درد وتکلیف کے بارے میں دریافت کیا، اس نے درد کے بارے میں

بتلایا، حکیم کو اس کی بیماری اور دوا کا علم ہو گیا، اس نے کہا: اگر میری آنکھیں دکھائی دیتیں تو میں اپنی معلومات کے مطابق بعینہ تمام مرکبات کو جمع کرتا مجھے اس بارے میں اپنے علاوہ کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں، اس شہر میں ایک بیوقوف شخص رہتا تھا، اسے اس کی اطلاع ہوئی، وہ ان کے پاس آ کر ان کے سامنے علم طب کا دعوی کرنے لگا، اس نے ان کو یہ بتلایا کہ وہ ادویات کے مرکبات سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہے، اور وہ ادویات کے مرکبات ومغزیات کو بھی جانتا ہے، بادشاہ نے اسے ادویات کے ذخیرہ میں جانے کے لئے کہا کہ وہ وہاں سے اپنی ضرورت کے مطابق مرکبات حاصل کرے، جب یہ بیوقوف ادویات کے خزانے میں گیا، اور دوائیں اس کے سامنے پیش کی گئیں، اسے یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ کیا ہیں، اور نہ ہی اس کے بارے میں کچھ معلومات تھیں، اس نے ادویات کے خزانے میں سے منجملہ دیگر چیزوں کے ایک مہلک زہر کی تھیلی بھی لی، اور اسے ادویات میں ملا دیا، اسے اِن کے بارے میں بالکل معلومات نہیں تھیں اور نہ وہ ان کے اجناس سے واقف تھا، جب و ہ ان ادویات کی ترکیب سے فارغ ہوا تو اسے لڑکی کو پلایا گیا، وہ اسی وقت مرگئی، جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے بیوقوف کو بلایا، اس کو یہ دوا پلائی تو وہ بھی اسی وقت مر گیا۔

میں نے تمہارے سامنے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے کہ ہمیں پتہ چل جائے کہ کہنے یا کرنے والے کو شبہ میں حد سے نکلنے کی وجہ سے کس طرح غلطی سے دوچار ہونا پڑتا ہے، تم میں سے جو کوئی بھی حدود کو تجاوز کرے گا اسے بھی اس بیوقوف کی طرح احوال سے دوچار ہونا پڑے گا، اور اپنے اوپر لعنت وملامت کرتا ہوگا، علماء نے کہا ہے: بسا اوقات بولنے والے کو اپنے بول کی قیمت چکانی پڑتی ہے، بات تمہارے سامنے ہے، تم اپنے بارے میں غور کرو، خنزیروں کے سردار نے اپنے بادشاہ کے یہاں اعتبار واعتماد، عجب وخود پسندی اور اس کے یہاں اپنے مقام ومرتبہ کی وجہ سے بات شروع کی، اس نے کہا: معزز علمائے: میری بات سنو، اور اسے اپنی عقلوں میں بٹھاؤ، علماء نے نیک لوگوں کے بارے میں کہا ہے: کہ وہ اپنی علامات سے جانے جاتے ہیں، اے صاحبِ اقتدار اور

صاحبِ مقام لوگوں! اللہ عزوجل کا تمہارے ساتھ کرم واحسان اور اس کا تم پر یہ انعام واکرام ہے کہ تم لوگ نیکوکاروں کو ان کی صورتوں اور علامتوں سے جان لیتے ہو، تم لوگ چھوٹی چیز سے بڑی چیز کی اطلاع دیتے ہو، یہاں پر بہت ساری چیز دمنہ کی بدبختی اور بد تمیزی کی پتہ دیتی ہیں، یہ چیزیں اس کے ظاہری جسم پر تلاش کرو؛ تاکہ تم لوگوں کو اس کی بد خوئی کا یقین ہوجائے اور تم اس بارے میں مطمئن ہوجاؤ۔

قاضی نے خنزیروں کے سردار سے کہا: میں نے اور یہاں پر موجود لوگوں نے یہ جان لیا ہے کہ تم اس میں موجود برائیوں کے علامات اور نشانیوں سے واقف ہو، تم اپنی بات کی توضیح کرو، اور ہم کو اس بدبخت کی صورت میں جو کچھ تمہیں نظر آرہا ہے اس کی اطلاع دو، خنزیروں کے سردار نے دمنہ کی مذمت اور برائی بیان کرنی شروع کردی، اس نے کہا: علماء نے یہ لکھا اور بتلایا ہے کہ جس کی بائیں آنکھ داہنی آنکھ سے چھوٹی ہو اور وہ مسلسل پلکیں مارتی رہتی ہو، اور جس کی ناک داہنے جانب جھکی ہوئی ہو وہ خبیث اور بدبخت ہوتا ہے، اس سے دمنہ نے کہا:......ارے وہ گندے، غلیظ، رسوا کن اور برے علامات ونشانات والے! تیری بھی عجب حالت ہے، اس سے بڑھ کر تعجب وحیرت اس بات پر ہے کہ تم اپنے جسم کی گندگی وغلاظت اور جو کچھ خود تم اور تمہارے علاوہ دیگر لوگ تمہارے عیوب سے واقفیت رکھتے ہیں اس کے باوجود تمہاری بادشاہ کے ساتھ کھانے پینے اور رہنے سہنے کی جرأت کرنا ہے، کیا تم اس پاکیزہ اور بے عیب جسم کی بات کرتے ہو؟ میں تن تنہا تمہارے عیوب سے مطلع نہیں ہوں؛ بلکہ تمام حاضرین کو بھی یہ بات معلوم ہے ان عیوب کے ظاہر کرنے کے لئے تمہارے اور میرے درمیان کی دوستی آڑ بن رہی ہے؛ لیکن جب تم نے میرے خلاف جھوٹ بولا میرے سامنے مجھ پر الزام تراشی کی اور میرے دشمن بن گئے تو میں نے کہا: جو کچھ تم نے میرے بارے میں حاضرین کے سامنے بغیر معلومات کے کہی ہیں، تو میں محض ان عیوب کے اظہار وافشاء کرنے پر اکتفاء کروں جسے میں اور سارا مجمع جانتا ہے، جو شخص بھی تمہیں اچھی طرح پہچان لے گا تو وہ ضرور تمہیں بادشاہ کے کھانے کے نظم سے روک دے گا، اگر تمہیں کھیتی باڑی کی ذمہ داری

سونپی جاتی توتم اس میں بھی ذلت وخواری کے مستحق تھے،بہتر یہ ہے کہ تم کسی کام سے جوڑو ہی نہیں ،نہ تم چمڑے رنگنے والے بنو اور نہ کسی شخص کے حجام بنو؛ چہ جائے کہ تم بادشاہ کے خواص کے حجام بن سکو،خنزیروں کے سردار نے کہا: کیا تم میرے بارے میں یہ بات کہتے ہو،اور تم مجھے اس درجہ گراتے ہو؟ دمنہ نے کہا: ہاں! میں نے تمہارے بارے میں بالکل سچ کہا ہے،اور میری مراد بھی تم ہی ہو،ارے وہ لنگڑے ،لُلّے ،موٹے،بدمنظر ،ہونٹ کے پھٹے۔

جب دمنہ نے یہ کہا تو خنزیروں کے سردار کے چہرے کا رنگ بدل گیا،اس کے آنکھو سے آنسو بہہ پڑے ،وہ نہایت ہی نادم او رشرمندہ ہوگیا،اس کی زبان لڑکھڑا گئی،اسے ذلت ورسوائی کا احساس ہونے لگا،اور اس کی نشاط اور پھرتی جاتی رہی،جس وقت اس نے اس کے رونے دھونے اور عاجزی وانکساری کو دیکھا تو یوں کہا: اگر بادشاہ کو تمہاری اس گندگی،غلاظت اور تمہارے عیوب کی اطلاع ہوجائے گی تو وہ تمہیں اپنے کھانے سے علاحدہ کردے گا،تمہاری خدمت کو روک دے گا اور تمہیں اپنی مجلس سے دور کردے گا،توتم اور زیادہ روؤگے۔

شعہر نامی ایک گیدڑ تھا،شیر نے اس کی امانت داری اور سچائی کا اندازہ کرلیا تھا،اور اسے اپنی خدمت پر مامور کیا تھا،اسے یہ ذمے داری سونپی تھی کہ وہ ان کی ساری گفتگو نوٹ کرے اور اسے اس کی اطلاع دے،شعہر وہاں سے شیر کے پاس آیا،اور اسے وہاں کی ساری گفتگو سنادی،شیر نے خنزیروں کے سردار کو اس کے کام سے معزول کرنے کا حکم دیا،اور اسے اپنے پاس آنے سے روک دیا،اور اس سے یہ کہا کہ اس کی صورت بھی اسے نہ دکھائی دے،جب دن کا اکثر حصہ گذر گیا،جو کچھ لوگوں اور چیتے کے درمیان باہم گفتگو ہوئی تھی اسے نوٹ کرکے اس پر چیتے کی مہر ثبت کردی گئی،تو ہر شخص اپنے گھر لوٹ گیا،اس شعہر اور کلیلہ کے مابین دوستی تھی،اور وہ شیر کے پاس بھی ذی مرتبت اور صاحب عزت تھا،اتفاقاً کلیلہ کو اپنے اور اپنے بھائی پر ڈروخوف اور رحمت وشفقت کی وجہ سے اسے بیماری نے آپکڑا،اور وہ سخت بیمار ہوکر مرگیا،یہ شعہر دمنہ کے پاس گیا،اور اسے کلیلہ

کے موت کی اطلاع دی، یہ سن کر وہ رو پڑا، اور بہت زیادہ غم ودکھ کا اظہار کیا، اور کہا: میں اس مخلص بھائی کے داغ مفارقت دینے کے بعد دنیا میں رہ کر کیا کروں؛ لیکن اللہ عزوجل کا اس بات پر شکر گذار ہوں کہ اس نے کلیلہ کی موت بعد میری قرابت اور رشتہ داری میں تم جیسے بھائی کو میرے واسطے باقی رکھا ہے، تمہاری دلچسپی اور لگاؤ دیکھ کر مجھے اللہ کی نعمت واحسان کے بارے میں اور زیادہ یقین اور اعتماد ہونے لگا ہے، اور مجھے یہ بھی پتہ چل چکا ہے کہ میری اس مصیبت میں تم ہی میری مدد کر سکتے ہو، میں تمہیں اس کا یہ انعام اور تحفہ دینا چاھتا ہوں کہ تم فلاں جگہ جاؤ، اور دیکھو کہ میں اور میرے بھائی نے اپنی تدبیر اور کوشش اور اللہ کی مشیت کے ذریعے کس قدر مال ودولت نے جمع کر رکھا ہے، تم اسے لے آؤ، شعھر نے دمنہ کے کہنے کے مطابق اس کام کو انجام دیا، جب اس نے سارا مال لا کر اس کے سامنے رکھا تو اس کا آدھا دمنہ نے اسے دے دیا، اور اس سے کہا: تم دوسروں کے مقابل شیر کے پاس آمد ورفت زیادہ رکھتے ہو؛ لہٰذا تم میرے لئے بالکل فارغ اور خالی ہو جاؤ، اور اپنی ساری دلچسپیاں میرے ساتھ وابستہ کر دو، اور یہ سنتے رہو کہ جب میرے اور میرے فریق کے درمیان چل رہا یہ مقدمہ بادشاہ پاس پہنچے گا، تو اس سے کیا بات کہی جا رہی ہے، شیر کی ماں سے میرے بارے میں کیا ردعمل ظاہر ہوتا ہے، اور جو کچھ تم شیر کے اس کی ماں کی موافقت یا مخالفت میں دیکھو گے، اسے بھی یاد رکھنا، شعھر نے دمنہ کے دیئے ہوئے مال کو لے کر اس سے اس بات کا عہد لے کر واپس ہو گیا، اور اپنے گھر چلا آیا، وہاں وہ مال رکھا۔

پھر شیر دوسرے دن صبح سویرے ہی اٹھ بیٹھا، جب دن کے دو گھنٹے گذر چکے تو اس کے رفقاء اور مصاحبین نے اس سے اجازت طلب کی، انھیں اجازت دی گئی، وہ اندر آئے اور اس کے سامنے کتاب رکھا، جب شیر نے لوگوں اور دمنہ کی بات جان لی، تو اپنی ماں کو بلایا، اور اس کے سامنے رجسٹر کو سنایا، جب اس نے رجسٹر میں درج شدہ چیزوں کو سنا تو بلند آواز میں کہہ اٹھی: اگر میں بات چیت میں سخت لہجہ اختیار کروں تو تم مجھے طعن وملامت نہ کرنا؛ چونکہ تم اپنے نفع ونقصان کو نہیں جانتے ہو، کیا میں نے تمہیں ان باتوں سنے

سے منع نہیں کیا تھا؟ چونکہ یہ گفتگو اس مجرم کی ہے جس نے ہمارے ساتھ غلط رویہ اختیار کیا ہے، اور ہمارے کئے ہوئے عہد میں دھوکہ دہی سے کام لیا ہے، پھر وہ وہاں سے غصہ میں آکر نکل گئی، یہ تمام واقعہ شعھر جس نے دمنہ سے مواخاۃ قائم کی تھی اس کی موجودگی میں پیش آیا، وہ اس واقعہ کے فوراً بعد دمنہ کے پاس آیا اور اسے اس بات کی اطلاع دی، شعھر ابھی دمنہ کے پاس ہی تھا کہ ایک ایلچی آکر دمنہ کو قاضی کے مجمع کی جانب لے چلا، جب دمنہ قاضی کے پاس آ کھڑا ہوا تو سردار مجلس نے گفتگو کا آغاز کیا، اور کہا: دمنہ تمہارے بارے میں ایک سچے امانت دار شخص نے خبر دی، ہم اس سے زیادہ تمہارے بارے میں تحقیق اور کھوج نہیں کر سکتے؛ چونکہ علماء نے کہا ہے: کہ اللہ عزوجل نے دنیا کو آخرت کے لئے ذریعہ اور ذخیرہ بنایا ہے؛ چونکہ یہ دنیا خیر اور بھلائی کی رہنمائی کرنے والے، جنت کی راہ دکھانے والے، اللہ عزوجل کی معرفت اور پہچان کی دعوت دینے والے انبیاء اور رسولوں کا گھر ہے، ہمیں تمہارے احوال کی اطلاع ہو چکی ہے، ہمیں معتمد اور معتبر شخص نے تمہارے بارے میں بتلایا ہے؛ لیکن ہمارے سردار نے دوبارہ تمہارے معاملے کی چھان بین اور تمہارے احوال کی کھوج کے حکم دیا ہے، گرچہ معاملہ ہمارے سامنے صاف اور واضح ہے۔

دمنہ نے کہا: اے قاضی! تم مجھے فیصلے کرنے میں عدل انصاف کے عادی نظر نہیں آتے، بادشاہ کے بھی عدل وانصاف کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ وہ مظلوم اور بے قصور لوگوں کو غیر منصف قاضی کے حوالہ کر دے؛ بلکہ اسے تو چاہئے کہ وہ ان کی جانب سے مقدمہ لڑے اور ان کی جانب سے دفاع کرے، کیسے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں قتل کر دیا جاؤں اور اپنا دفاع نہ کروں، اور تم اپنی خواہشات کی پیروی میں اس بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ کرو، اور اس کے بعد تین دن کی مہلت بھی نہ دو؟ لیکن کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے: جو نیکی کرنے کا عادی ہوتا ہے، اس کے لئے نیکی کرنا بالکل آسان ہوتا ہے، گرچہ یہ نیکی اس کے لئے نقصاندہ کیوں نہ ہو، قاضی نے کہا: ہم نے اسلاف کی کتابوں میں یہ دیکھا ہے کہ قاضی کے لئے چاہیئے کہ وہ نیکوکار اور بدکار کے اعمال سے واقف ہو؛ تاکہ

نیکو کاروں کو ان کی نیکی اور بدکاروں کو ان کی برائی کا بدلہ دے سکے، جب قاضی اس طرح کا رویہ اختیار کرے گا تو نیکو کار نیکی کے عادی اور شوقین وحریص ہوں گے اور بدکار بدی سے اجتناب اور پرہیز کریں گے، دمنہ تم اس بارے میں خودمختار ہو، جس مصیبت میں تم گرفتار ہو اس بارے میں غور وفکر کرو، اور اپنے گناہ اور غلطی کا اقرار واعتراف کرلو اور اپنے گناہ کی معافی مانگ لو، دمنہ نے اس کے جواب میں کہا: نیک قاضی صرف گمان پر فیصلے نہیں کرتے، نہ عامی لوگوں کے بارے میں اور نہ خواص کے سلسلے میں محض اندازے پر عمل پیرا ہوتے ہیں؛ چونکہ وہ جانتے ہیں کہ ظن وتخمین حق کے پاسنگ میں بھی نہیں آتے، اگر تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں اپنے کئے کا مجرم ہوں، تو میں اپنے بارے میں زیادہ جانتا ہوں، میرے بارے میں اپنا علم یقینی، جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں اور میرے بارے میں تمہارا علم مشکوک اور غیر معتبر ہے، میرا یہ معاملہ تمہارے پاس اس لئے براٹھرا کہ میں نے دوسرے کی چغلی کھائی ہے، اگر میں اپنے ہی خلاف جھوٹ کہہ کر بدگوئی کرتا؟ اور جو الزام مجھ پر لگایا ہے اس میں میرے بے گناہ اور بے قصور ہونے کے باجود اپنے آپ کو قتل وہلاکت کے لئے پیش کرتا تو تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہوتا؟ حالانکہ میری جان میرے لئے سب سے معزز ومحترم چیز ہے، اگر میں یہی سلوک آپ لوگوں میں سے کسی بڑے چھوٹے سے کرتا تو میرا مذہب ومسلک اس کی اجازت نہیں دیتا، نہ میری انسانیت اسے درست قرار دیتی، اور نہ مجھے خود اس طرح کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا، تو یہی سلوک اور رویہ میں اپنے ساتھ کیسے اپناتا؟ قاضی صاحب آپ یہ بات نہ کہئے؛ چونکہ اگر یہ دھوکہ ہے تو سب سے بڑا دھوکہ جیسا کہ آپ بھی سمجھتے ہیں، یہ غیر اہل اور نالائق لوگوں کی جانب سے ہوتا ہے، جب کہ دھوکہ دہی اور مکر وفریب یہ نیک قاضیوں کا شیوہ نہیں ہوتا۔

دیکھو یہ تمہاری بات ایسی ہے جسے ناواقف اور شریر لوگ اسوہ بنالیں گے، چونکہ درست فیصلوں کو صحیح اور درست لوگ لیتے ہیں، اور غلط فیصلوں کو غلط، ناجائز اور شریر لوگ اخذ کرتے ہیں، قاضی صاحب مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہاری اس بات کی وجہ سے تم

مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا نہ ہوجاؤ، تم اس وقت تک مصیبت اور پریشانی میں نہیں تھے، جب تک تم خود بادشاہ، اس کے لاؤ لشکر اور عام وخاص لوگوں کے حوالے سے درست رائے، منصف، عدل پسند، اور عافیت وفضیلت والے تھے، اب مصیبت یہ آن پڑی ہے کہ تم نے میرے بارے میں اس چیز کو کیوں بھلا دیا؟

جب قاضی نے دمنہ کی یہ بات سنی تو فوراً اٹھ کھڑا ہوا، بعینہ اس بات کو شیر کے پاس لے گیا، شیر نے اس بات پر غور کیا، پھر اپنی ماں کو بلایا، اور اس سے بھی یہ بات نقل کی، اس نے دمنہ کی بات پر غور وخوض کے بعد شیر سے کہا: تمہارے قتل کرنے، یا تمہارے معاملے کو بگاڑ دینے میں اس کے مکر وفریب، اس کی سازش وچال کے اندیشے سے بڑھ کر میری توجہ واہتمام اس بات سے ہے، جو اس نے دھوکہ دہی، چال بازی اور چغل خوری کے ذریعے اس نے بغیر کسی گناہ کے تمہارے دوست کو قتل کروا دیا، اس کی یہ بات شیر کے دل کو لگی، شیر نے اپنی ماں سے کہا: دمنہ کے بارے میں جو واقعہ اور خبر تم کو معلوم ہے وہ مجھے بتلاؤ؛ تاکہ یہ خبر میرے اس کے قتل کی دلیل بن جائے، اس نے کہا: میں نہیں چاہتی کہ کسی کے پوشیدہ راز کو ظاہر کروں، مجھے دمنہ کے قتل کے بارے میں میری خوشی اس وقت کافور ہوجاتی ہے، جب مجھے یہ یاد پڑتا ہے کہ میں نے علماء کے راز کو ظاہر کرنے کی ممانعت پر سوار ہوکر غلبہ حاصل کیا ہے؛ لیکن میں اس سے جس نے مجھے اپنا یہ راز بتایا ہے اس سے اس راز کو ظاہر کرنے کی اجازت لوں گی، اور وہ خود اپنی معلومات اور سنی ہوئی چیزوں کی روشنی میں اطلاع فراہم کرے گا، پھر وہ وہاں سے چلی گئی، اور چیتے کو بلا بھیجا، اور اس سے حق بات کے بارے میں شیر کی مدد فراہم کرنے کی اہمیت، اور اس کے بارے میں اس کے فریضہ، گواہی کو ظاہر کر کے اپنے ذمہ داری سے عہدہ برہونے، مظلوموں کی مدد اور زندگی اور مرنے کے بعد حق بات ثابت کرنے میں اس کی ذمہ داری کا ذکر کیا۔

چونکہ علماء نے کہا ہے: جو شخص کسی مردار کی گواہی کو چھپائے، اس کی روز قیامت کوئی دلیل نہ بن پائے گی، وہ اس کو اس طرح نصیحت کرتی رہی، چنانچہ وہ وہاں سے اٹھ کر شیر کے پاس آیا، اور اس سے دمنہ کی غلطی کے اقرار کے بارے میں سنی ہوئی بات کی

گواہی دی، جب چیتے نے یہ گواہی دی تو شیر نے قیدی تیندوے کو بلا بھیجا، جس نے دمنہ کے غلطی کے اعتراف کو سنا تھا اور اسے شیر سے کہہ دیا تھا، شیر نے کہا: میرے پاس ایک گواہی ہے تم اس کا اظہار کرو، اس نے دمنہ کے خلاف اس کے اعتراف کے بارے میں سنی ہوئی بات بتلائی، ان دونوں سے شیر نے کہا: تم دونوں نے گواہی کیوں نہیں دی؟ حالانکہ تم لوگ دمنہ کے معاملے میں ہماری تلاش وجستجو اور کھوج وغیرہ کا تمہیں علم تھا، ان میں سے ہر ایک نے کہا: ہم نے یوں سمجھا تھا کہ ایک کی گواہی سے تو حکم ثابت نہیں ہوتا؛ اس لئے ہم لوگوں نے اس گواہی سے احتراز کرنا ہی مناسب سمجھا، جس سے فیصلہ بھی نہیں ہوسکتا، پھر جب ہم میں سے ایک نے گواہی دی تو دوسرے نے بھی اپنی گواہی پیش کی، شیر نے ان دونوں کی بات تسلیم کی، اور دمنہ کو قید خانہ ہی میں بری طریقے سے قتل کر دیا۔

جو شخص اس واقعہ پر غور کرے تو اسے پتہ چل جائے گا کہ جو شخص مکروفریب ،دھوکہ دہی کے ذریعے دوسروں کو نقصان پہنچا کر اپنے لئے نفع حاصل کرنا چاہے گا تو اسے اپنی دھوکہ دہی، مکاری وعیاری کا ایسا ہی بدلہ ملے گا۔

اخوان الصفا (خالص دوست)

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے دو آپس میں محبت کرنے والوں کے درمیان کیسے دروغ گو پھوٹ ڈالتا ہے، اس کی مثال سنی ہے، پھر اس کے بعد جو انجام تک وہ پہنچتا ہے اس کا بھی مجھے علم ہوا؟ اگر تم اخون الصفا کے بارے میں کچھ جانتے ہو تو بتاؤ؟ کہ کیسے ان کے درمیان دوستی اور تعلقات ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات کیسے سنتے اور قبول کرتے ہیں؟

فیلسوف نے کہا: عقل مند، بھائیوں اور دوستوں سے بڑھ کر کسی کو اہمیت نہیں دیتا، دوست ہی ہر خیر اور بھلائی میں معاون و مددگار رہوتے ہیں، مصائب و تکالیف کے وقت وہی خیر خواہی کرتے ہیں، اسی کی مثال ''مطوقہ،، نامی کبوتر، چوہے، ہرن اور کوے کی ہے، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

بیدبا نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ''سکاوندجین،، نامی سرزمین پر ''ودرہر'' نام جگہ تھی، جہاں اکثر شکاری آیا کرتے تھے، وہیں ایک گھنا، پتہ دار درخت تھا، جس میں ایک کوے کا گھونسلا تھا، ایک دن وہ اپنے گھونسلے میں آکر بیٹھ ہی رہا تھا کہ اسے ایک نہایت ہی بدصورت اور بداخلاق شکاری اپنے کاندھے پر جال رکھے ہوئے اور اپنے ہاتھ میں لاٹھی لئے درخت کے جانب آتا ہوا دکھائی دیا، کوا اس سے گھبرا گیا اور کہا: اس شخص کو میری یا میرے علاوہ کسی اور کی موت نے اس جگہ کھینچ لایا ہے، میں یہیں بیٹھ کر دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کرتا ہے؟ پھر شکاری نے اپنا جال بچھایا اور اس پر دانے ڈالے، اور وہیں قریب ہی چھپ گیا، تھوڑی ہی دیر کے بعد وہاں سے ''مطوقہ،، نامی کبوتر کا جو کہ کبوتروں کا سردار تھا، اس کا بہت سارے کبوتروں کے ساتھ گذر ہوا، اسے اور اس کے ساتھیوں کو

جال دکھائی نہ دیا، وہ دانوں کے پاس آکر اسے چگنے لگے، اسی دوران وہ سارے کے سارے جال میں پھنس گئے، شکاری خوشی خوشی ان کے جانب آنے لگا، ہر کبوتر اس کی ڈوریوں میں پھڑ پھڑانے لگا، اور اپنے آپ کو اس سے نجات اور بچاؤ کی کوشش کرنے لگا، مطوقہ نے کہا: بچاؤ اور چھٹکارے کے لئے ایک دوسرے کی مدد ترک نہ کرو، تم میں سے ایک کی جان اس کے یہاں اپنے ساتھی کی جان سے زیادہ اہم نہیں ہونی چاہیئے؛ بلکہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے، ہم جال کو اٹھا کر لے اڑیں گے، اس طرح ہم ایک دوسرے کا بچاؤ کریں گے، یہ تمام کے تمام ایک دوسرے کی مدد سے جال لے کر اڑے، اور فضا میں پرواز کر گئے، شکاری نے اپنی امیدیں ختم نہیں کی، وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ تھوڑی دور جا کر بیٹھ جائیں گے، کوے نے کہا: میں بھی ان کے پیچھے چل کر دیکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے، مطوقہ نے پیچھے دیکھا تو شکاری ان کا تعاقب کر رہا تھا، اس نے پرندوں سے کہا: یہ شکاری مسلسل تمہاری تلاش میں ہے، اگر ہم فضا ہی میں اڑتے رہیں گے، تو ہم اس کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ ہو سکیں گے، اور وہ ہمارا پیچھا کرتا ہی رہے گا، اگر ہم آبادی کے جانب جائیں گے، تو اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں گے اور وہ واپس ہو جائے گا، فلاں جگہ میرا بھائی چوہا رہتا ہے، اگر ہم وہاں چلے جائیں گے تو وہ جال کاٹ دے گا، چنانچہ ان کبوتروں نے یوں ہی کیا، ان سے شکاری مایوس ہو گیا، اور وہاں سے واپس ہو گیا، کوا ان کے پیچھے ہی چلتا رہا، جب مطوقہ کبوتر چوہے کے پاس پہنچا تو تمام کبوتروں کو وہاں اترنے کے لئے کہا، چنانچہ وہ اتر گئے، چوہے کے اپنے بچاؤ کے لئے سو بل تھے، مطوقہ نے اس کا نام لے کر آواز دی، اس کا نام "زیرک"، تھا، چوہے نے اپنے بل سے یوں کہا: کون ہے؟ اس نے کہا: میں تمہاری سہیلی مطوقہ ہوں، چوہا اس کے پاس دوڑ آیا، اس سے کہا: اس مصیبت میں تم کیسے پڑ گئے؟ اس نے کہا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہر بھلائی اور برائی تقدیر سے وابستہ ہوتی ہے، انھیں تقدیری فیصلوں ہی نے مجھے ان مواقع ہلاکت میں ڈال دیا ہے، کبھی تو ان تقدیری فیصلوں سے مجھ سے بڑا اور مجھ سے طاقتور بھی نہیں بچ سکتا ہے، انھیں تقدیری فیصلوں کی بنیاد پر چاند اور سورج کو بھی گہن لگتا ہے، پھر

چوہااس گرہ کو کاٹنے لگا، جس میں مطوقہ تھی، مطوقہ نے اس سے کہا: پہلے دوسرے کبوتروں کی گرہیں کاٹ دو، پھر اس کے بعد میری گرہیں کاٹ دو، اس نے کئی مرتبہ یہ بات کہی، چوہے نے اس کی بات کی طرف توجہ نہیں کی، جب اس نے بہت زیادہ اصرار اور الحاح کیا تو کہا: تم اس بات میں مجھ پر ایسے اصرار کر رہی ہو جیسے تمہیں اپنی جان کوئی ضرورت ہی نہیں، اور نہ تمہیں اپنی جان پر کچھ رحمت وشفقت ہے، اس نے کہا: مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم اگر پہلے میری گرہیں کاٹ دو گے تو ہوسکتا ہے تم بقیہ لوگوں کی گرہیں کاٹنے میں تھک جاؤ، اور مجھے یہ پتہ ہے کہ اگر تم ان لوگوں گرہیں پہلے کاٹ دو گے، اور اخیر میں میں رہ جاؤں گا۔ تو تم اپنی سستی اور اکتاہٹ کے باوجود۔ مجھے جال میں نہیں رہنے دو گے، چوہے نے کہا: اس بات کی وجہ سے تم سے میری محبت اور لگاؤ اور بڑھ گیا ہے، پھر چوہا جال کے کاٹنے میں لگ گیا؛ یہاں تک کہ اس سے فارغ بھی ہوگیا، مطوقہ اور اس کے تمام کبوتر چلے گئے۔

جب چوہے نے کوے کی یہ کاروائی دیکھی تو اسے اس سے دوستی کرنے میں دلچسپی ہونے لگی، وہ وہاں آکر اس کے نام سے آواز دیا، چوہے نے اپنا سر باہر نکالا، اس نے کوے سے کہا: تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا: میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں، چوہے نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان کوئی جوڑ ہی نہیں، عقل مند کو چاہیئے کہ جس چیز کے حصول کی کوئی راہ ہو اسی کو تلاش کرے، اور جس چیز کے حصول کی کوئی راہ ہی نہ ہو اس کی تلاش کو ترک کردے، تم کھانے والے ہو اور میں تمہاری غذا ہوں، کوّے نے کہا: اگرچہ تم میری غذا ہو؛ لیکن میرا تم کو کھانا یہ میرے لئے کچھ بھی نہیں ہوسکتا، البتہ تمہاری دوستی تمہاری ذکر کردہ چیزوں میں انسیت کی باعث ہوگی، یہ مناسب نہیں کہ تم میری تمہارے پاس دوستی کی طلب میں آمد کو یوں ہی ناکام لوٹادو؛ چونکہ مجھے تم میں حسن اخلاق نظر آئے ہیں، جس کی وجہ سے مجھے تمہارے اندر دلچسپی ہونے لگی ہے؛ گرچہ کہ اس کا اظہار بھی ضروری نہیں ہے، عقلمند اس کے فضائل واخلاق اگر وہ اسے چھپانے کی کوشش بھی کرے تو نہ چھپ سکیں گے، مشک کے مانند گرچہ وہ چھپا ہوا ہوتا ہے؛ لیکن اس کی

بہترین خوشبو پھیل کر ہی رہتی ہے، چوہے نے کہا: سخت دشمنی اپنے سے غالب شخص کی دشمنی ہوتی ہے؛ چونکہ دشمنی دوطرح کی ہوتی ہے، ایک تو ہم سروں کی دشمنی جیسے شیر اور ہاتھی کی دشمنی، ایک وہ دشمنی جس میں ایک جانب اور پہلو دوسرے سے قوی اور طاقتور ہوتا ہے، جیسے میری اور بلی کی دشمنی، اور میری اور تمہاری دشمنی، جو دشمنی ہمارے درمیان ہے وہ تمہارے لئے نقصاندہ نہیں ہے، اس کا نقصان تو مجھ پر ہوگا؛ چونکہ اگر پانی کو بے انتہا گرم کیا جائے اور پھر اسے آگ پر ڈال دیا جائے تو یہ گرمی آگ کو بجھنے سے نہیں بچائے گی، دشمن کو دوست اور خیر خواہ بنانے والا اپنے آستین میں سانپ رکھنے والے کے مانند ہوتا ہے، عقل مند چالاک دشمن سے انس وقربت اختیار نہیں کرتا۔

کوے نے کہا: میں تمہاری بات سمجھ گیا، تمہیں تو اپنی بلند اخلاقی ہی کو اختیار کرنا چاہئے، اور میری بات کی سچائی کو جاننا چاہئے، اور اپنے اس قول سے کہ: ہماری دوستی کی کوئی راہ ہی نہیں، اس سے معاملہ کو مشکل اور پیچیدہ نہیں کرنا چاہئے؛ چونکہ عقلمند اور دانا لوگ بھلائی کی قیمت اور بدلہ نہیں چاہتے، دو نیک اشخاص کے درمیان بہت جلد محبت ومودت اور دوستی قائم ہوسکتی ہے، (اس کے مقابل) دوستی کے انقطاع (ٹوٹنے) میں وقت لگتا ہے، ان کی مثال سونے کے مشکیزہ کی سی ہے جسے ٹوٹنے میں وقت لگتا ہے، جوڑنے میں وقت درکار نہیں ہوتا، اس میں کوئی شگاف یا ترخ پیدا ہوجائے تو اس کی اصلاح ودرستگی بھی بجلد ممکن ہے، بدمعاشوں کی دوستی بجلد ٹوٹ جاتی ہے اور دیر سے جڑتی ہے، اس کی مثال مٹی کے مشکیزے کی سی ہے جو ٹوٹ تو جلدی جاتا ہے، معمولی چوٹ سے بھی ٹوٹ جاتا ہے، لیکن جڑتا کبھی نہیں، شریف، شریف سے ہی دوستی کرتا ہے، کمینہ کسی سے بھی دوستی کرتا ہے، تو کسی مرغوب چیز کی وجہ سے یا کسی قسم کے خوف اور ڈر کی وجہ سے، مجھے تمہاری دوستی اور تمہاری بھلائی وخیر خواہی کی ضرورت ہے؛ چونکہ تم شریف النفس شخص ہو، میں تمہارے دروازے پر پڑا رہوں گا، جب تک مجھ سے دوستی نہیں کرلیتے میں کھانا بھی نہیں کھاؤں گا، چوہے نے کہا: میں تمہاری بھائی چارگی اور دوستی کو قبول کرتا ہوں، چونکہ میں نے کبھی کسی کی ضرورت کو ٹھکرائی نہیں ہے، میں نے تمہارے سامنے اس سے پہلے جو کچھ مظاہرہ کیا ہے وہ اپنے

اطمینان کے لئے ، اگر تم دھوکہ دو تو پھر تم مجھ سے یہ نہ کہنا کہ: میں نے چوہے کو بہت جلد دھوکہ دینے والا پایا ہے، پھر چوہا اپنی بل سے نکل آیا، پھر دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا، اس سے کوے نے کہا: تم میرے پاس کیوں نہیں آرہے ہو اور مجھ سے مانوس کیوں نہیں ہو رہے ہو؟ کیا اس کے بعد بھی میرے حوالے سے تمہارے دل میں کچھ شک وشبہ ہے؟ چوہے نے کہا: دنیا والے آپس میں دو چیزوں کی لین دین کرتے ہیں، اور انھیں دو چیزوں پر ان کے تعلقات کی بنیاد ہوتی ہے، ایک تو دل والے ہوتے ہیں، اور دوسرے ہاتھ والے، دل کو نچھاور کرنے والے ہی سچے دوست ہوتے ہیں، ہاتھ سے نچھاور کرنے والے یہ آپس میں ایک دوسرے کا تعاون اور امداد کرنے والے ہوتے ہیں، جو ایک دوسرے سے نفع اندوزی کے طالب ہوتے ہیں، جو دنیا کی تھوڑی سی منفعت کو حاصل کرنے کے لئے بھلائی کرتا ہے، اس کے خرچ کرنے اور اس کے دینے کی مثال اس شکاری اور اس کے پرندے کو دانہ ڈالنے کی ہے، جو اپنے اس عمل سے پرندے کا نفع نہیں چاہتا، بلکہ اسے خود اپنا ذاتی نفع مقصود ہوتا ہے، دل کی معاملت ہاتھ کی معاملت سے بہتر ہوتی ہے، میں نے ایک دل والے کی طرح تم پر بھروسہ کیا ہے، اور میں اپنے جانب سے بھی یہی دلی لگاؤ کا نذرانہ پیش کرتا ہوں، مجھے تمہارے پاس نکل کر آنے میں تمہارے ساتھ میری بدظنی رکاوٹ بن رہی ہے، لیکن میں جانتا ہوں تم میں بعض لوگ ان کی اصلیت تمہاری اصلیت وفطرت کے مانند ہوتی ہے، لیکن ان کی رائے میرے بارے میں تمہاری رائے کی مانند نہیں ہوتی۔

کوے نے کہا: دوستی کی نشانی یہ ہے کہ دوست اپنے دوست کا دوست رہے اور اس کے دشمن کے دشمن کا دشمن، میرا کوئی دوست اور ساتھی ایسا نہیں ہے جو تم سے محبت نہ کرے، پھر چوہا کوے کے پاس آ گیا، ان دونوں نے مصافحہ کر کے دل کی کدورت اور میل وغبار کو نکل لیا، پھر وہ ایک دوسرے سے مانوس ہو گئے، پھر جب چند دن گذر گئے تو کوے نے چوہے سے کہا: تمہارا بل لوگوں کی گذرگاہ کے قریب ہے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہیں کوئی بچہ پتھر پھینک نہ مار دے، میرا مکان ایک بالکل الگ تھلگ جگہ میں ہے اور وہاں ایک میرا

دوست کچھوا بھی ہے، وہ مچھلیاں کھا کر وہاں نہایت ہی ہشاش بشاش ہے، ہمیں بھی وہاں اپنے کھانے کی چیزیں مل جائیں گی، میں تمہیں وہاں لے کر جانا چاہتا ہوں، تا کہ ہم وہاں اطمینان کی زندگی گذار سکیں، چوہے نے کہا: مجھے بہت سارے قصے، کہانیاں معلوم ہیں، جب ہم تمہای چاہت کی جگہ پہونچ جائیں گے تو میں یہ قصے تمہیں سنادوں گا، جیسے تم چاہو کرو، کوے نے چوہے کی دم پکڑ لی، اور اسے اپنی چاہت کی جگہ لے گیا، جب وہ اس چشمے کے قریب پہونچے تو کچھوے نے کوے کے ساتھ ایک چوہے کو دیکھا، کچھوا اس سے ڈر گیا، اسے یہ پتہ نہیں تھا کہ وہ اس کا دوست ہی ہے، اس نے اسے آواز دی، تو وہ باہر نکل آیا، کچھوے نے اس سے پوچھا کہاں سے آرہی ہو؟ اس نے اپنے کبوتروں کے پیچھے جانے، اور اپنے اور چوہے کے بارے میں اس تک پہونچنے کی بات بتلائی، جب کچھوے نے چوہے کے احوال سنے تو اس کی عقل مندی ودانائی اور اس کی وفاداری پہ وہ بہت متعجب ہوا، اور اس کو مبارک بادی دی، کوے نے چوہے سے کہا: مجھے وہ کہانیاں اور واقعات سناؤں جسکا تمہیں مجھ سے سنانے کا ارادہ تھا، یہ چیزیں تم کچھوے کے سوال کے جواب کے تحت بتلاؤ؛ چونکہ وہ بھی تمہارے یہاں میری ہی رتبہ میں؛ چوہے نے کہنا شروع کیا۔

پہلے میرا ٹھکانہ ماروت نامی شہر تھا، ایک بالکل خالی گھر میں جس میں ایک عابد وزاہد شخص رہا کرتا تھا، وہ ہر روز ایک ٹوکری کھانا لاتا اور اپنی ضرورت کی مقدار کھالیتا اور باقی کو لٹکا کر رکھ دیتا، میں اس عابد کے نکل جانے کی تاک میں رہتا اور فوراً ٹوکری پر ٹوٹ پڑتا، جو کچھ اس میں بچا کچھا کھانا ہوتا اسے کھا جاتا اور دوسرے چوہوں کے لئے اسے نیچے گرادیتا، عابد نے کئی دفعہ یہ کوشش کی کہ اس ٹوکری کو میری پہونچ سے دور جگہ پر لٹکائے، لیکن وہ ایسا نہیں کر پاتا، ایک رات اس کے پاس ایک مہمان کی آمد ہوئی، ان دونوں نے اکٹھے کھانا کھایا، پھر بات چیت میں لگ گئے عابد نے مہمان سے کہا: تم کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں جانا چاہتے ہو؟ اس آدمی نے ساری دنیا کی سیر کی تھی، اور نہایت ہی حیران کن چیزیں اس نے دیکھی تھی، وہ اس عابد کو تمام شہروں کی جہاں وہ پہونچا تھا، اور جو کچھ عجائبات اس نے دیکھے تھے سنانے لگا، اس دوران وہ عابد شخص مجھے ٹوکری کے پاس

سے بھگانے کے لئے ہتھلیاں بجانے لگا، اس آدمی نے کہا: میں تم سے گفتگو کر رہا ہوں اور تم میری گفتگو کا مذاق اڑا رہے ہو؟ تم مجھ سے یہ احوال پوچھ ہی کیوں رہے ہو؟ عابد نے اس سے معذرت کی اور کہا: میں چوہے کو بھگانے کے لئے اپنی ہتھلیاں بجا رہا ہوں، میں اس کے معاملے میں بہت زیادہ پریشان ہو گیا ہوں، میں گھر میں کوئی بھی چیز رکھتا ہوں تو وہ اسے کھالیتا ہے، مہمان نے کہا: ایک چوہا ہے یا بہت سے چوہے ہیں؟ عابد نے کہا: گھر میں تو بہت سارے چوہے ہیں ،لیکن ان میں سے ایک چوہا مجھے بہت پریشان کرتا ہے، میں اس کے لئے کوئی تدبیر نہیں کر پاتا ہوں، مہمان نے کہا: میں ایک مرتبہ فلاں جگہ ایک آدمی کے یہاں مہمان ہوا، ہم دونوں نے رات کا کھانا اکٹھے کھایا، پھر اس نے میرے لئے بستر بچھایا، پھر وہ آدمی اپنے بستر پر چلا گیا، میں اسے رات کے آخری حصے میں اپنی بیوی سے یہ کہتے سنا: میں کل ایک جماعت کو اپنے یہاں کھانے کے لئے مدعو کر رہا ہوں ،تم ان کے لئے کھانا بناؤ،عورت نے کہا: تم لوگوں کو کھانے کے لئے کیسے مدعو کرو گے؟ حالانکہ تمہارے گھر میں تمہارے اہل عیال کے کھانے سے کچھ زائد نہیں ہے، اور تم بھی تو ایسے ہو نہ کچھ بچا کر اور نہ کچھ اکٹھا کر کے رکھتے ہو، اس آدمی نے کہا: جو کچھ ہم نے کھالیا یا خرچ کرلیا ہے اس پر افسوس نہ کرو؛ چونکہ جمع اور اکٹھا کرنے کا انجام کبھی بھیڑیا کے انجام کی طرح ہوتا ہے، عورت نے کہا: یہ کیسے ہوا تھا؟

آدمی نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے ایک شکاری ایک دن اپنے تیر اور کمان لے کر نکلا، ابھی وہ تھوڑی دور بھی نہ گیا تھا کہ اس نے ایک ہرن کا شکار کرلیا، وہ اسے اٹھا کر اپنے گھر واپس ہونے لگا، راستے میں ایک جنگلی خنزیر سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی، اس نے اسے ایک تیر ماری جو اس میں دھنس گئی، خنزیر نے بھی اس پر حملہ کیا اور اس کو اپنے دانتوں سے ایسے زخمی کر دیا کہ اس کے ہاتھ سے کمان گر گئی، اور وہ دونوں وہیں ڈھیر ہو گئے، وہاں ایک بھیڑیا آیا، اس نے کہا: اس آدمی ، ہرن اور خنزیر کو میں ایک لمبی مدت تک کھا سکتا ہوں، میں اس کمان سے شروعات کرتا ہوں، اسے کھالیتا ہوں، وہ میرے ایک دن کا کھانا ہو جائے گا، اس نے کوشش کر کے کمان توڑ دی جب وہ ٹوٹ گئی تو کمان کا کنارہ جھٹ سے

اڑ کر اس کی حلق میں لگا اور وہ مر گیا، میں نے تم سے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے، تا کہ تمھیں پتہ چل جائے جمع اور ذخیرہ اندوزی کا انجام نہایت ہی برا ہوتا ہے، عورت نے کہا: تم نے سچ کہا: ہمارے یہاں چاول، تل ہیں جو چھ یا سات لوگوں کے لئے کافی ہو سکتے ہیں، میں کھانا بنانے جا رہی ہوں، تم جسے چاہے بلا لو، عورت صبح ہوتے ہی تل کے چھلکے کو نکالا، اور اسے دھوپ میں سوکھنے کے لئے پھیلا دیا، اور ایک لڑکے سے کہا: پرندے اور کتوں کو بھگاتے رہنا، عورت پکانے میں مشغول رہی، لڑکا تل کو بھول گیا، ایک کتا آیا اور اس میں منہ ڈال دیا، عورت کو اس تل سے گھن ہوگئی، وہ اسے کسی طرح کھانا پسند نہیں کر رہی تھی وہ اسے لے کر بازار گئی، اس نے اس کے بدلے بغیر چھلی ہوئی تل اسی کے برابر لے لی، بازار میں کسی شخص نے کہا: کس وجہ سے اس عورت نے چھلی ہوئی تل کے بدلے بغیر چھلی ہوئی تل لی ہے، میرا بھی اس چوہے کے تعلق سے یہ کہنا ہے کہ وہ بغیر وجہ وسبب کے تم نے جو امور ذکر کئے ہیں وہ اس پر قادر ہوا ہے، تم میرے لئے ایک کلہاڑی لے آؤ، میں اس کی بل کو کھود دیتا ہوں، اس طرح اس کے بارے میں بعض معلومات حاصل کرتا ہوں، عابد نے اپنے کسی پڑوسی سے کلہاڑی بطورِ عاریت لی، اسے مہمان کے پاس لایا، میں اس وقت میرے بل کے علاوہ ایک دوسرے بل میں تھا اور ان دونوں کی گفتگو سن رہا تھا، میری بل میں ایک تھیلی تھی جس میں ہزار دنانیر تھے، اس نے وہ لے لئے اور عابد سے کہنے لگا یہ چوہا جہاں کہیں بھی اچھل کود کرتا تھا تو انھیں دنانیر کی طاقت کے بل بوتے پر؛ چونکہ مال نے اس میں قوت وطاقت، غیر معمولی اصابت رائے کو پیدا کر دیا تھا، دوسرے دن سب چوہے جو میر ساتھ رہتے تھے اکٹھا ہوئے، کہنے لگے: ہمیں بھوک لگی ہے اور تم سے ہی ہماری امیدیں ہیں، میں اور میرے ساتھ تمام چوہے اس جگہ چلے جہاں سے میں ٹوکری میں اچھلتا تھا، میں نے کئی دفعہ ٹوکری میں چھلانگ لگانے کی کوشش کی؛ لیکن ایسا نہ کر سکا، چوہوں کو میری دگرگوں حالت کا پتہ چل گیا، میں نے ان کو یوں کہتے سنا: اس کے پاس سے چلو، اس سے امیدیں وابستہ نہ کرو، ہمیں تو اس کی حالت ایسی دکھائی دی رہی ہے کہ وہ اب اپنی اس حالت میں دوسروں کا محتاج اور دستِ نگر نظر

آرہاہے، وہ ہمیں چھوڑ کر دشمنوں کی صفوں میں داخل ہوگیاہے، اوراس نے ہم پر ظلم کیاہے، پھر وہ لوگ میرے دشمنوں ،اور حاسدوں کے سامنے میری چغلی اور شکایت کرنے لگے ،تو میں نے اپنے دل میں کہا: بھائی، دوست ، مددگارتو مال کی بنا پر ہوتے ہیں، میں نے دیکھاہے کہ جس کے پاس مال ودولت نہیں ہوتی جب وہ کسی کام کاارادہ کرتا ہے تو اسے محتاجگی ،فقیری اس کے ارادہ سے باز رکھتی ہے، جیسے سردی کے موسم میں پانی گڑھوں ،گڈوں میں محفوظ رہ جاتا ہے، جو نہ کسی نہر سے گذرتا ہے اور نہ کسی جگہ چلتا ہے اسے زمین ہی جذب کرلیتی ہے، جس کے دوست نہیں ہوتے اس کے اہل وعیال نہیں ہوتے ،جس کے اہل وعیال اوراولادنہیں ہوتی اس کا ذکرخیرنہیں ہوتا، جس کے پاس مال نہیں ہوتانہ اس کے پاس عقل ہوتی ہے نہ دنیا یا آخرت ؛ چونکہ جب آدمی محتاج ہوتا ہےتو اس کے رشتہ دار، اس کے دوست واحباب اس سے قطع تعلق کرلیتے ہیں ؛چونکہ شوریدہ او رنمک والی زمین پر پیدا ہونے والا درخت (جس کے ہرطرف نمک ہی نمک ہو)اس کی حالت اس تنگ دست کی سی ہوتی ہے جولوگوں کے ہاتھوں میں موجود چیزوں پرنظر کرتا ہے، میں نے فقرومحتاجگی کو ہرمصیبت کی جڑ پایاہے، اسکی وجہ سے اسے ہرطرح کی ناراضگی اورچغلی وشکایت کا سرچشمہ بننا پڑتا ہے، جب آدمی محتاج اورتنگ دست ہوتا ہےتو اس پر وہی شخص الزام تراشی کرنے لگتاہے جواسے امین سمجھتا تھا، وہی اس کے ساتھ بدظن ہوجاتا ہے جواس کے بارے میں حسن ظن رکھا کرتا تھا، اگرکوئی گناہ اورجرم کرےتو یہی شخص ملزم اور مجرم ٹھہرتا ہے، جو عادت مالدار کے حق میں تعریف وتوصیف کے قابل سمجھی جاتی وہی تنگ دست ومحتاج کےحق میں قابل مذمت وملامت گردانی جاتی ہے، اگروہ بہادر ہوتا ہے تو اسے جوشیلا کہا جاتا ہے، اگروہ سخی ہوتا ہےتو فضول خرچ ،اگر برد ہوتا ہےتو کمزوراور اگر پروقار ہوتا ہےتوسست کہا جاتا ہے، اس ضرورت سے جو مانگنے پر مجبورکردے اس سے موت اچھی ہے، خاص طور سے بخیلوں اورکمینوں سے مانگنے سے ؛چونکہ شریف باعزت شخص کواپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں ڈالنے اوراس سے زہر نکال کراسے نگلنے کے لئے کہا جائےتو یہ اس کے حق میں بخیل کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے آسان اور بہتر

ہے۔

میں دیکھا ہے کہ مہمان نے جب دنانیر لے لئے تو اسے عابد نے تقسیم کیا، عابد نے اپنے حصہ کو اپنے سر کے پاس ایک تھیلی میں رکھ چھوڑا، جب رات ہو چکی، تو مجھے خواہش ہوئی کہ میں ان دنانیر میں سے کچھ لے کر اسے اپنے بل میں واپس لے جاؤں، اس طرح میرے طاقت وقوت میں اضافہ ہوسکتا ہے، اور اس کی وجہ سے پھر کچھ میرے دوست ہو جائیں، میں عابد کے پاس گیا تو وہ سویا ہوا تھا، میں اس کے سرہانے گیا، تو دیکھا کہ وہاں مہمان ہے، اس کے ہاتھ میں لاٹھی ہے، اس نے میرے سر پر زوردار چوٹ ماری، میں اپنی بل میں بھاگ آیا، پھر جب میری تکلیف اور درد ختم ہو گیا، تو حرص اور لالچ پھر میرے اندر انگڑائی لینے لگی، پھر میں پہلے ہی کی طرح لالچ میں چل پڑا، مہمان اس وقت بھی میری نگرانی کر رہا تھا، پھر اس نے مجھے ایسی مار ماری کہ میرا خون بہہ گیا، میں پیٹ اور پیٹھ کے بل الٹ پلٹ کرتے ہوئے اپنی بل تک پہونچا، پھر میں بیہوش ہو کر گر پڑا، مجھے اس قدر تکلیف ہوئی جس نے میرے اندر مال ودولت سے بغض اور دشمنی پیدا کر دی، جہاں کہیں میرے سامنے مال کا ذکر آتا ہے تو محض اس کے ذکر کی وجہ سے مجھ پر ہیبت ورعب طاری ہو جاتا ہے، پھر میں نے پچھلی باتیں یاد کی تو مجھے یہ پتہ چلا کہ دنیا میں مصائب اور پریشانیاں، حرص وہوس اور لالچ کی وجہ سے آتے ہیں، دنیادار ہمیشہ مصیبت، تکلیف، تھکاوٹ میں ہی گرفتار رہتا ہے، میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ دنیا کو حاصل کرنے کے لئے دور دراز کے اسفار کی مصیبت کو برداشت کرنا یہ میرے لئے کسی سخی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے آسان ہے، میں نے رضا بالقضا سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھی ہے، پھر میں بھی راضی اور قانع ہو گیا اور عابد کے گھر سے جنگل کی جانب منتقل ہو گیا، ایک کبوتر سے میری دوستی تھی، اس کی دوستی سے کوے کی دوستی بنی، پھر کوے نے تمہارے اور اس کے درمیان دوستی اور تعلق کا ذکر کیا، پھر اس نے مجھے بتلایا کہ وہ تمہارے پاس آنا چاہتا ہے، میں نے بھی اس کے ساتھ آنے کی خواہش کی، عزلت اور تنہائی کو ٹھکرا دیا؛ چونکہ دنیا کی ہر خوشی دوستوں کی رفاقت اور مصاحبت سے بڑھ کر نہیں ہے، اور ان کی جدائیگی

اور علٰحدگی سے بڑا غم کوئی نہیں، میں نے تجربہ کی روشنی میں یہ جانا کہ عقلمند کے لئے یہ ضروری ہے کہ کفاف سے بڑھ کراس قدر دنیا تلاش کرے کہ جس ے وہ دنیا کی تکالیف اپنے اوپر سے دور کر سکے، یعنی یہ تھوڑا سا کھانا پینا، جسم کی صحت اور خوشحالی اور فارغ البالی سمیت بہتر ہے؛ چونکہ اگر کسی شخص کو دنیا کی ساری چیزیں دی جائیں تو وہ اس کے تھوڑے سے حصہ سے ہی نفع حاصل کر سکے گا کہ جس سے وہ اپنی ضروریات پوری کر سکے تو میں اسی بات کے ساتھ، کوے کے ساتھ تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہوں، میں تمہارا بھائی ہوں تم بھی مجھے ایسا ہی درجہ اور رتبہ دینا۔

جب چوہا اپنی بات ختم کر چکا تو کچھوے نے اس کی گفتگو کا نہایت ہی نفیس ،شیریں اور رقت انگیز گفتگو کے ذریعہ جواب دیا، اور کہا: میں نے تمہاری گفتگو سنی، کیا ہی بہتر تمہاری بات ہے؛ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چند بقیہ امور جو تمہارے دل میں ہیں اس کو ذکر کردوں، دیکھو! کلام کا حسن، حسن عمل کے ذریعے مکمل ہوتا ہے، جو مریض اپنے مرض کی دوا کا علم رکھتا ہے اور وہ اس دوا کو استعمال نہ کرے تو اسکا علم محض، کس کام کا، جب کہ اسے اپنی بیماری سے راحت اور چین ہی حاصل نہ ہو سکا، اپنی رائے اور فکر کا استعمال کرو، مال کی کمی پر غم نہ کرو، انسانیت پسند شخص بغیر مال کے بھی معزز اور محترم ہوتا ہے، اس شیر کی طرح جس سے اس کے اپنے کچھار میں ہونے کے باوجود خوف کیا جاتا ہے، اس کتے کے مانند جو سونے کے ہار اور پائیل پہن لینے کے باوجود اس کا کچھ اعتبار ہی نہیں کیا جاتا، تم اپنی محتاجی، مفلسی کو بڑی تصور نہ کرو؛ چونکہ عقلمند غریب نہیں ہوتا، شیر کی طرح جہاں بھی وہ ہوتا ہے تو اپنی قوت وطاقت سمیت ہوتا ہے، لہٰذا تم اپنی ذات کی نگرانی کرو، اگر تم اس طرح کروگے تو بھلائیاں خود تمہاری تلاش میں تمہارے پاس آئیں گی، جیسے پانی نیچی ڈھلوان جگہ کو خود تلاش کر لیتا ہے، شرافت وفضلیت تو پختہ کار، اور امور کی گہرائیوں کو جاننے والے، بصیرت مند شخص کو ہی حاصل ہوتی ہیں، رہاسست کاہل، متردد شخص تو اس کے لئے کوئی شرافت وفضلیت حاصل نہیں ہوتی، چند چیزوں کے حوالے سے یہ کہا جاتا ہے اس کو ثبات اور بقا نہیں ہوتا: گرمی میں بادل کے سائے کو، بدمعاشوں اور کمینوں کی دوستی کو

،بغیر بنیاد کی تعبیر کو، دولت کو، عقلمند مال کی کمی پر غم نہیں کرتا، عقلمند کا مال تو اس کی عقل ودانائی اور اس کے اعمالِ صالحہ ہوتے ہیں، چونکہ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کے اعمال اس سے نہ چھین لئے جائیں گے اور نہ ہی اس کے انجام دیئے اعمال پر اس کا مواخذہ ہوگا، اسے اپنے آخرت کے معاملے سے بھی غافل نہیں ہونا چاہئے؛ چونکہ موت تو بالکل اچانک آجاتی ہے، اس کا کوئی متعین وقت نہیں ہوتا، جو علوم تمہارے پاس ہیں اس کے مقابل تمہیں میری نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن میں نے سونچا کہ ہماری جانب سے جو تمہارے لئے جو حق ہے اس کو پورا کیا جائے، چونکہ تم ہمارے بھائی ہو، اور جو کچھ نصیحت وخیر خواہی ہوگی، وہ تم پر صرف کی جائے گی۔

جب کوے نے چوہے سے کچھوے کی گفتگو، اس کا جواب اور چوہے کے ساتھ اس کے نرم برتاؤ کو سنا تو بہت خوش ہوا، اس نے کہا: تم نے مجھے خوش کردیا، اور مجھ پر انعام واکرام کیا، جس طرح تم نے مجھے خوش کردیا ہے ویسے ہی تم کو بھی خوش ہونا چاہئے، دنیا میں سب سے زیادہ مسرت وشادمانی کا حق اس شخص کو ہے جس کے گھر کی چہار دیواری اس کے نیک ساتھیوں دوستوں سے آباد رہتی ہو، اس کے پاس انہیں میں سے ہمیشہ ایک جماعت ایسی رہتی ہے جو انہیں خوش رکھتی ہے اور یہ اسے خوش رکھتے ہیں، ان کی عدم موجودگی اور غیر حاضری میں ان کے امور اور ضروریات کی نگرانی کرتی ہے؛ چونکہ جب کوئی شریف ٹھوکر کھاجاتا ہے تو ایک شریف شخص ہی اس کے ہاتھ کو تھامتا ہے، جیسے ہاتھی جب کیچڑ میں دھنستا ہے تو ہاتھی ہی اسے نکالتا ہے۔

اسی دوران کے جب کوا محو گفتگو تھا ان کی جانب ایک ہرن دوڑ کر آتے ہوئے دکھا ئی دیا، اس سے کچھوا ڈر گیا، اور پانی میں گھس گیا، چوہا اپنی بل میں چلا گیا، اور کوا اڑکر ایک درخت پر جا بیٹھا، پھر کوا چکر لگا کر دیکھنے لگا کہ: کیا کوئی ہرن کا پیچھا کررہا ہے؟ اس نے ہر طرف دیکھا تو اسے کچھ نظر نہ آیا، اس نے چوہے اور کچھوے کو آواز دی تو دونوں بھی باہر نکل آئے، کچھوے نے جب ہرن کو پانی کی جانب نظر کرے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا: اگر تمہیں پیاس لگ رہی ہو تو پانی پی لو، خوف نہ کرو، چونکہ تم پر کسی قسم کا خوف نہیں ہے

، ہرن قریب آیا تو کچھوے نے اسے مبارک بادی دی اور اسے سلام کیا، اور اسے کہا: تم کہاں سے آئی ہو؟ اس نے کہا: میں انھیں جنگلوں میں بائیں جانب سے دائیں جانب گذر رہی تھی، مجھے تیرانداز ایک جگہ سے دوسری جگہ بھگائے لے جارہے تھے کہ مجھے ایک شخص نظر آیا، میں نے سمجھا کہ یہ شکاری ہے، کچھوے نے کہا: ڈرنہ کرو، ہم نے یہاں کوئی شکاری نہیں دیکھا ہے، ہم اپنی محبت اور اپنی جگہ کو تم پر قربان کرتے ہیں، پانی اور چارہ بھی ہمارے پاس بہت زیادہ ہے، لہٰذا ہمارے ہی ساتھ رہ جاؤ، ہرن انھیں کے ساتھ رہنے لگا، ان کا ایک سائبان تھا جہاں یہ تمام اکٹھا ہوتے، اور آپس میں گفتگو کرتے۔

ایک مرتبہ کوا، چوہا، اور کچھوا سائبان ہی میں تھے کہ ہرن غائب ہوگیا، انہوں نے تھوڑی دیر اس کا انتظار کیا تو وہ نہیں آیا، جب کافی دیر ہوگئی تو انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ ہوسکتا ہے اسے کوئی تکلیف پہونچی ہے چوہے، کچھوے نے کوے سے کہا: دیکھو: ہمارے قریب کچھ نظر آرہا ہے کیا ہے؟ کوے نے آسمان میں چکر لگائی، تو دیکھا کہ ہرن جال میں جکڑا ہوا ہے، وہ جلدی سے نیچے اتر گیا، اور انھیں اس کی خبر دی، کچھوے اور کوے نے چوہے سے کہا: اس معاملے میں تم سے ہی امید کی جاسکتی ہے، لہٰذا تم اپنے بھائی کی مدد کرو، چوہا فوراً دوڑ پڑا، ہرن کے پاس آیا، اس سے کہا: تم اس مصیبت میں کیسے پھنس گئیں، حالانکہ تم نہایت ذہین فطین ہو، ہرن نے کہا: کیا دانائی تقدیری فیصلوں کے مقابل بھی کچھ کام آتی ہے؟ وہ اس طرح محوِ گفتگو تھے کہ وہاں کچھوا بھی آپہونچا، اس سے ہرن نے کہا: تمہارے یہاں آنے کا کیا فائدہ، چونکہ شکاری یہاں آجائے گا، اور چوہا رسیوں کو کاٹ چکا ہوگا، تو میں دوڑ کر چلی جاؤں گی، چوہے کے لئے بہت سارے پتھر ہیں ، کوا اڑ جائے گا، تم بھاری بھر کم ہو، تم نہ دوڑ سکتی ہو اور نہ حرکت کرسکتی ہو، مجھے تم پر شکاری کا ڈر ہے، اس نے کہا: دوستوں کی جدائیگی کی بعد زندگی ہی نہیں ہوگی، اگر کوئی دوست کسی دوست سے جدا ہوجاتا ہے تو اس کا دل لٹ جاتا ہے، اس کی خوشیاں کافور ہوجاتی ہیں، اس کی آنکھوں پر اندھیرا چھا جاتا ہے، وہ دونوں اپنی بات ختم بھی نہیں کر پائے تھے کہ شکاری آپہونچا، اس وقت تک چوہا جال کاٹ چکا تھا، ہرن خود سے بچ نکلا، کوا آسمان میں چکر

کاٹتے ہوئے اڑ گیا، چوہا کسی بل میں چلا گیا، کچھوا وہاں رہ گیا، شکاری قریب آیا، اس نے اپنے جال کو کٹا ہوا پایا، اس نے دائیں بائیں دیکھا، اسے کچھوا رینگتے ہوئے نظر آیا، اس نے اسے لے کر رسی میں باندھ دیا، کوا، چوہا اور ہرن بہت جلد اکٹھے ہوگئے، انہوں نے دیکھا کہ شکاری کچھوے کو باندھ دیا ہے، ان کا غم وافسوس بڑھ گیا، چوہے نے کہا: ہم ایک مصیبت کی گھاٹی کیا طئے کر لیتے ہیں کہ اس سے مشکل گھاٹی میں آجاتے ہیں، جس نے یہ کہا ہے بالکل سچ ہے: انسان جب تک ٹھوکر نہ کھائے مسلسل ترقی کی جانب گامزن رہتا ہے، پھر وہ ایک مرتبہ ٹھوکر کھاتا ہے تو پھر سپاٹ اور ہموار زمین پر چلنے میں بھی ٹھوکر کھاتا ہے، کچھوے پر خوف کرو جو بہترین دوست ہے جس کی دوستی کسی قسم کے بدلے کو حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے، یہ شرافت وکرامت کی دوستی ہے، یہ دوستی باپ کی اپنی اولاد کی دوستی سے بڑھ کر ہے، یہ ایسی دوستی ہے جو موت پر ہی ختم ہوسکتی ہے، تباہی ہو اس جسم کے لئے جو ہر وقت مبتلائے مصیبت رہتا ہے، جس پر ہر وقت مختلف احوال آتے رہتے ہیں، اس کے واسطے نہ کوئی چیز دائمی ہوتی ہے، اور نہ اسے ایک حالت پر قرار ہوتا ہے، جیسے طلوع ہونے والا ستارہ نہ ہمیشہ طلوع ہوا رہتا ہے اور نہ غروب ہونے والا ہمیشہ غروب ہوا رہتا ہے؛ لیکن طلوع ہونے والا غروب ہوتا رہتا ہے اور غروب ہونے والا طلوع ہوتا رہتا ہے، جیسے زخموں کی تکالیف اور اس کا درست ہوکر خراب ہوجانا، اس کی بھی یہی صورتحال ہوتی ہے، جس کے دوست اکٹھے ہونے کے بعد جدا ہوجائیں ہرن اور کوے نے چوہے سے کہا: تمہارا کچھوے کے لئے خوف کرنا اور تمہاری گفتگو گرچہ وہ نہایت بلیغ ہے، لیکن یہ کچھوے کے لئے کچھ سودمند نہیں ہوسکتی، یہ ایسے ہے جیسے کہا جاتا ہے: لوگ مصیبت کے وقت آزمائے جاتے ہیں چوہے نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ یوں تدبیر کی جائے کہ: اے ہرن! تم شکاری کے سامنے زخم خوردہ کے مانند گر جاؤ، کوا تمہارے اوپر بیٹھ کر تم کو کھانے کا مظاہرہ کرے گا، میں دوڑ کر شکاری کے قریب ہوجاؤں گا اور اس بات کا انتظار کروں گا کہ شاید وہ اپنے ساتھ سارے ساز وسامان چھوڑ دے، اور کچھوے کو بھی رکھ دے، اور تمہاری لالچ میں اور تم کو حاصل کرنے کی امید میں وہ تمہارے پاس

چلا آئے، جب وہ تمہارے پاس آجائے توتم وہاں سے ہلکا سا بھاگ جانا، اس طرح پر کہ اس کی امید تم سے نہ ٹوٹنے پائے، اس کے بعد یکے بعد دیگرے پکڑنے کی قدرت دیتے رہنا، ایسے ہی ہم سے کافی دور چلے جانا، جس قدر ہوسکے اسی جانب آگے بڑھتے رہنا، مجھے امید ہے کہ شکاری اسی وقت واپس ہوگا جب تک میں کچھوے کی رسیاں کاٹ چکا ہوں گا، اور اسے بچا چکا ہوں گا، کوے اور ہرن نے چوہے کے کہنے کے مطابق کاروائی کی، شکاری ان کا پیچھا کرتا رہا، ہرن اسے دوڑا کر چوہے اور کچھوے سے بہت دور چلا گیا، چوہا اسے کاٹتا رہا، یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہوگیا، اور کچھوا اس سے چھٹکارا پا گیا، شکاری تھکا ماندہ واپس ہوگیا، اپنی رسی کو کٹی ہوئی پایا، اس نے لنگڑے ہرن کے بارے میں غور کیا، تو اسے یوں لگا اس کی عقل وسمجھ میں کچھ فتور آگیا ہے، اس نے ہرن اور کوے کے اس کو کھانے کے مظاہرے اور اس کے جال کے کٹ جانے کے بارے میں سوچا تو اسے یہاں کی زمین سے وحشت ہونے لگی، اس نے کہا: یہ جنوں یا جادوگروں کی زمین معلوم ہوتی ہے، وہ وہاں سے بغیر کسی چیز کو حاصل کئے واپس ہوگیا، کوا، ہرن، چوہا اور کچھوا پہلے سے زیادہ صحیح سالم، امن وامان کے ساتھ مجتمع ہوئے۔

جب یہ مخلوق اپنے کوتاہ قد اور کمزوری کے باوجود یکے بعد دیگرے اپنی محبت ومودت خلوص، اپنی دلی چاہت کی برقراری اور امداد باہمی کے ذریعے قوت حاصل کرسکتی ہے، تو وہ انسان جسے عقل وفہم کی نعمت سے نوازا گیا، بھلائی وبرائی کی راہ دکھائی گئی، معرفت وامتیاز کی قوت فراہم کی گئی اسے بدرجہ اولی اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے، یہ اخوان الصفا (خالص دوستوں) اور انکی باہم رفاقت واتحاد کی مثال ہے۔

الو اور کوّے

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے اخوان الصفا اور ان کے آپس کے تعاون واتحاد کے بارے میں سنا ہے، مجھے اس دشمن کی مثال بتلائیے جس سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے، گرچہ وہ عاجزی وانکساری اور خوشامدی اور چاپلوسی کا مظاہرہ کیوں نہ کرے، فیلسوف نے کہا: جو شخص اس دشمن سے وجو ہمیشہ دشمن ہی رہتا ہے دھوکہ کھاتا ہے اسے انھیں چیزوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے جن چیزوں سے الو کوؤں کی طرف سے دوچار ہوئے، بادشاہ نے کہا یہ کیسے ہوا؟۔

بیدبا نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی پہاڑی علاقے میں ایک بڑا درخت تھا، اس میں ایک ہزار کوؤں کے گھونسلے تھے، ان ہی میں ایک کوا ان کا سردار دتھا، اسی درخت کے پاس ایک غار تھا جس میں ایک ہزار الو رہا کرتے تھے، ان کا بھی انھیں میں ایک الو سردار تھا، الوؤں کے بادشاہ کا وہاں سے آنا جانا ہوتا تھا، اس کے دل میں کوؤں کے بادشاہ سے دشمنی تھی، خود کوؤں اور ان کے بادشاہوں کو ان سے ایسے ہی دشمنی تھی، الوؤں کے بادشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ کوؤں کے گھونسلوں پر حملہ کر دیا، ان میں بہت سارے قتل ہو گئے اور بڑی تعداد قید کر لی گئی، یہ دھاوا رات میں کیا گیا، صبح کوّے اپنے بادشاہ کے یہاں اکٹھے ہوئے، اور اس سے کہا: رات الوؤں کے بادشاہ سے جو زخم ہمیں پہونچے وہ آپ جانتے ہی ہیں، ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو یا تو قتل نہ ہوا ہو، یا زخمی نہ ہوا ہو یا اس کے پر نہ ٹوٹے ہوں، یا اس کے پر ہی نہ اکھڑ گئے ہوں، اور یا اس کی دم ہی چٹ نہ ہو گئی ہو، ہمیں ان کی جانب سے سب سے بڑا نقصان وہ چیز درپیش ہوئی ہے وہ ان کی جرأت وہمت اور ان کا ہمارے ٹھکانوں کی اطلاع ہے، ہم آپ سے وابستہ ہیں، بادشاہ سلامت

آپ ہی ہمیں اس بارے میں رائے دیں، آپ اس بارے میں ہمارے لئے اور خود اپنے لئے بھی غور وخوض کیجئے، پانچ کوے ان میں سے درست رائے میں مشہور تھے، تمام معمولات میں ان ہی سے مدد لی جاتی تھی، احوال کی باگ دوڑ انہیں کے ہاتھوں سپرد کی جاتی تھی، بادشاہ بے شمار امور میں ان سے مشاورت کیا کرتا تھا، مصائب وحادثات میں انہیں کی رائے لیا کرتا تھا۔

بادشاہ نے ان پانچوں میں سے پہلے شخص سے کہا: اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری رائے وہی ہے جو ہم سے پہلے علماء نے کہی ہے؛ چونکہ وہ یوں کہتے ہیں، سخت دشمن کے مقابلے بھاگنے کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے، بادشاہ نے دوسرے سے کہا: تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ میری رائے یہاں سے نکل جانے کی ہے، بادشاہ نے کہا: میں تم دونوں کی رائے درست نہیں سمجھتا کہ ہم اپنے وطن سے کوچ کر جائیں اور اپنے دشمن کی جانب سے پہونچنے والی پہلی ہی مصیبت میں ہم اپنے علاقہ کو خالی کر دیں، یہ ہمارے لئے مناسب نہیں ہے، لیکن ہم اپنی طاقت مجتمع کریں گے اور اپنے دشمن کے لئے تباہی مچائیں گے، اپنے اور اپنے دشمن کے درمیان جنگ کی آگ بھڑکائیں گے، اگر دھوکہ دہی سے وہ ہم پر چڑھ آئیں تو ہم اس کی نگہداشت کریں گے اور پوری تیاری کے ساتھ انکے ساتھ بھڑ جائیں گے، بغیر کسی واپسی اور بغیر کسی رکاوٹ کے ان سے زبردست قتال کریں گے۔

ہمارے سارے بازو دشمنوں کے بازوں سے بھڑ جائیں گے، ہم اپنے قلعوں سے دشمنوں کا بچاؤ اور دفاع کریں گے، کبھی تو بردباری، نرمی سے اور کبھی تو سختی اور شدت سے، جیسے لمحات ومواقع میسر آئیں ویسا ہی کریں گے اور ہم اپنے دشمن کو اپنے سے پھیر دیں گے۔

پھر بادشاہ نے تیسرے سے کہا: تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری بھی ان دونوں کی رائے ہے، لیکن ہم جاسوسوں کو بھیجیں گے، خفیہ کارندوں کو روانہ کریں گے، ہم ہمارے اور دشمن کے درمیانی احوال کو معلوم کرنے کے ہراول دستہ (مقدمہ الجیش) کو

روانہ کریں گے، ہم یہ معلوم کریں گے کہ وہ ہم سے صلح چاہتے ہیں؟ یا ہم سے ان کا لڑائی کا ارادہ ہے؟ اگر ہم کو ان میں مال کی طمع اور حرص دکھائی دے تو ہم ان کو خراج کی ادائیگی سے انکار نہیں کریں جسے ہم ہر سال اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے ادا کریں گے، اور ہم اپنی سرزمین میں اطمینان وسکون سے رہیں گے؛ چونکہ بادشاہوں کا یہ کہنا ہے کہ دشمن کی طاقت زیادہ ہو تو وہ اپنے جانوں اور اپنے ملک کے لئے خوف کریں اور مال کو اپنے ملک ، بادشاہ اور رعایا کے لئے ڈھال بنائیں۔

بادشاہ نے چوتھے سے کہا: اس مصالحت کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میں اس رائے کو درست نہیں سمجھتا، بلکہ ہم اپنے وطنوں کو چھوڑ دیں، اجنبیت، غربت، تنگیٔ معیشت کی زندگی گذاریں یہ ہمارے لئے اس سے بہتر ہے کہ اپنے حسب ونسب کو ضائع کر دیں، اور اس دشمن کے سامنے جس سے ہم زیادہ باعزت اور محترم ہیں، سرنگوں ہوں؛ چونکہ ہم الوؤں کو مصالحت کی پیشکش کریں گے بھی تو وہ تو ہم سے اس پر بغیر زیادتی کے راضی نہ ہوں گے، حکم وامثال میں یوں کہا جاتا ہے: تم اپنے دشمن سے اس قدر قربت رکھو جس سے اپنی ضرورت پوری کر سکو، اس بالکل قریب تر ہو جاؤ، وہ تم پر جری ہو جائے گا، جس سے تمہارا لشکر کمزور پڑ جائے گا اور تم اپنے آپ کو ذلیل وحقیر سمجھنے لگو گے، اس کی مثال اس لکڑی کی سی ہے جو دھوپ میں گاڑی گئی ہو، اگر تم اسے تھوڑا جھکا دو تو اس کا سایہ بڑھ جائے گا اگر تم اسے بہت زیادہ جھکا دو گے تو سایہ گھٹ جائے گا، ہمارا دشمن ہماری ذلت وپستی کے ساتھ ہماری قربت نہیں چاہے گا، یہ ہماری رائے ہے آپ جنگ اور قتال بھی کر سکتے ہیں۔

بادشاہ نے پانچویں سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا تم لڑنا چاہتے ہو یا صلح کرنا؟ یا جلاوطنی کو پسند کرتے ہو، اس نے کہا: رہی جنگ تو انسان کے لئے اس سے جنگ کرنے کی کوئی راہ نہیں جو اس سے زیادہ طاقتور ہو، یوں کہا جاتا ہے کہ: جو شخص اپنے آپ کو اور اپنے دشمن کو نہیں جانتا، اور اس سے قتال کرتا ہے، جس سے قتال کی طاقت نہیں رکھتا، وہ شخص اپنے آپ کو ہلاکت وبربادی کے حوالے کر دیتا ہے، حالانکہ عقلمند

دشمن کو چھوٹا نہیں سمجھتا؛ چونکہ جو شخص دشمن کو چھوٹا سمجھتا ہے، وہ اس سے دھوکہ کھا جاتا ہے، اور جو شخص اپنے دشمن سے دھوکہ کھا جاتا ہے وہ اس سے بچ نہیں سکتا، مجھے تو الوؤں سے بہت ڈر لگتا ہے، اگر ہم ان سے قتال سے رکتے ہیں، تو میں ان سے پہلے بھی ڈرا کرتا تھا، چونکہ پختہ رائے شخص اپنے دشمن سے کسی بھی حال میں مامون نہیں رہتا، اگر وہ اس سے دوری پر ہو تو اس کے حملہ آور ہونے کا اندیشہ تو رہتا ہی ہے، اگر وہ اس سے قریب ہو تو اس کے جھپٹ پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے، اور اگر وہ اکیلا ہو تو اس کے مکر وفریب اور دھوکہ دہی سے تو مامون نہیں رہا جا سکتا، پختہ اور عقل مند شخص وہ ہے جو جنگ کو اس کے اخراجات کی وجہ سے پسند نہیں کرتا؛ چونکہ جنگ کے علاوہ دیگر صورتوں میں مال اور قول وعمل کی توانائی اور خرچ آتا ہے، اور قتال میں جانوں اور جسموں کو پیش کرنا ہوتا ہے، الوؤں سے قتال کی آپ کی رائے نہیں ہونا چاہیئے، چونکہ بادشاہ سلامت! جو شخص اس سے قتال کرتا ہے جس سے لڑنے کی طاقت وقدرت وہ نہیں رکھتا، تو وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے، اگر بادشاہ رازوں کا بھیدی، وزراء کا چنیدہ، لوگوں کی نگاہ میں رعب دار، اور ان پر غلبہ ہی نہ پا سکتا ہو، کچھ اور بھلائی بھی اسے عنایت کی گئی ہے اس سے نہ چھین لی جائے، بادشاہ سلامت آپ ایسے ہی ہیں، آپ نے مجھ سے ایک معاملہ میں مشورہ طلب کیا ہے، اس سوال کے لئے میرے جواب کا بعض حصہ ظاہر وباہر ہے اور بعض حصہ راز کے قبیل سے ہے، رازوں کے بھی مراتب اور درجات ہوتے ہیں، بعض راز ایسے ہوتے ہیں، جس میں ایک بڑی جماعت شامل ہوتی ہے، بعض راز میں چند لوگ مشترک ہوتے ہیں، بعض راز صرف دو آدمیوں کے درمیان دائر ہوتے ہیں، میں اس راز کے رتبہ کے اعتبار سے یوں سمجھتا ہوں کہ اس میں صرف چار کان اور دو زبان شامل ہوں، بادشاہ فوراً وہاں سے اٹھا، اور اسے تنہائی میں لے گیا، اور اس سے مشورہ طلب کیا، بادشاہ نے سب سے پہلی بات اس سے پوچھی تو اس نے یہ کہا کہ: کیا تم یہ جانتے ہو کہ ہمارے اور الوؤں کے درمیان دشمنی کی شروعات کہاں سے ہوئی؟ اس نے کہا: ہاں کوے کی محض ایک بات کی وجہ سے بادشاہ نے کہا: یہ کیسے؟۔

کوے نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ آبی پرندوں کا ایک جھنڈ ان کا کوئی بادشاہ نہیں تھا، انہوں نے الوؤں کے سردار کو اپنا بڑا بنانا طئے کیا، ابھی وہ اپنی اس مجلس میں تھے کہ وہاں ایک کوا آ پہنچا، انہوں نے کہا: اگر یہ کوا ہمارے پاس آتا تو ہم اس سے اپنے معاملے میں مشورہ کرتے ابھی وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ان کے پاس کوا آ پہنچا، انہوں نے اس سے مشورہ طلب کیا، اس نے کہا: اگر تمام علاقوں سے پرندے نابود ہو جائیں، مور، بطخ ، شتر مرغ اور کبوتر پوری دنیا سے ناپید ہو جائیں تو تم اس وقت اس بات کے لئے مجبور سمجھے جاؤ گے کہ تم اپنے اوپر اس بدصورت ، بدخلق ، کم عقل، سخت غصہ آور ، بے رحم کو اس کے اندھے پن اور دن کے وقت بصارت کی کمی کے ساتھ اسے بادشاہ بناتے ہو، مگر یہ کہ تمہارے یہ رائے ہو کہ تم اس کو بادشاہ بنالو اور اپنے امور و معاملات میں اس کے بغیر خود ہی اپنی رائے اور عقل سے غور وخوض کرو، جیسے اس خرگوش نے جس نے چاند کو اپنا بادشاہ باور کیا تھا اور پھر اپنی رائے پر عمل پیرا ہوا تھا، پرندے نے کہا: یہ کیسے ہوا؟۔

کوّے نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہاتھیوں کی سرزمین پر قحط پڑ گیا، خشک سالی آ گئی ، پانی کم ہو گیا، چشمے جذب ہو گئے ، پودے مرجھا گئے ، وہاں کے درخت سوکھ گئے ، ہاتھیوں کو بہت سخت پیاس لگ گئی: انہوں نے اس کی اپنے بادشاہ کو شکایت کی ، بادشاہ نے اپنے ایلچیوں اور سقاؤں کو ہر جگہ پانی کی تلاش میں بھیج دیا، کسی ایلچی نے اس کے پاس واپس آ کر یہ بتلایا کہ فلاں جگہ ایک چشمہ ہے جسے ''چاند کا چشمہ '' کہا جاتا ہے، اس میں بہت زیادہ پانی ہے، چنانچہ ہاتھیوں کا بادشاہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس چشمے کے جانب چل پڑا تا کہ وہ خود بھی اور اس کی اہلیہ اس چشمے سے پانی پی لیں، وہ چشمہ خرگوشوں کے علاقہ میں تھا، ہاتھیوں نے خرگوشوں کے بھٹ اور کچھاڑوں کو روند دیا، انہوں نے بے شمار خرگوشوں کو ہلاک کر دیا، تمام خرگوش اپنے بادشاہ کے پاس اکٹھے ہوئے ، اور اس سے کہا: ان ہاتھیوں کی وجہ سے جن مصائب سے ہم دوچار ہوئے ہیں اسے تو آپ جانتے ہی ہیں، بادشاہ نے کہا: تم میں ہر صاحب رائے یہاں آئے ، فیروز نامی ایک خرگوش آگے بڑھا، بادشاہ کو اس کی اصابت رائے اور اخلاق و آداب کا علم

تھا،اس نے کہا: اگر بادشاہ چاہیں تو مجھے ہاتھیوں کے پاس بھیج دیں، میرے ساتھ ایک سکریٹری کو بھیج دیں، تاکہ وہ میری باتوں کو سنیں اور دیکھیں اور اسے بادشاہ کو آکر بتلائے، اس سے بادشاہ نے کہا: تم خود امانت دار، وفادار ہو، ہم تمہاری بات کو بخوشی تسلیم کرلیں گے، تم ہاتھیوں کے پاس چلے جاؤ، دیکھو! پیغام رساں اور ایلچی اپنی رائے، عقل، نرمی، برتاؤ، فضیلت کے ذریعے بھیجنے والے کی عقلمندی اور دانائی کا پتہ دیتا ہے، تم نرمی، وقار، بردباری، انکساری کو اختیار کرنا؛ چونکہ پیغام رساں ہی، نرمی، نرم روئی اختیار کرتا ہے تو اس سے دلوں کو نرم کردیتا ہے، اور اگر حماقت کرتا ہے تو دلوں کو سخت اور کھردرا کردیتا ہے، پھر خرگوش چاندنی رات میں چل پڑا، اور ہاتھیوں کے پاس پہنچ گیا، اس نے ان کے پیروں سے روند دینے اور قتل کردینے کے اندیشے سے ان کے قریب جانا مناسب نہیں سمجھا، گرچہ یہ کام وہ غیر شعوری طور پر ہی کیوں نہ کردیں، پھر وہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور ہاتھیوں کے بادشاہ کو آواز دیا، اس سے کہا: مجھے چاند نے تمہارے پاس بھیجا ہے، اور پیغام رساں پہونچانے میں کسی قسم کی لعنت وملامت کا مستحق نہیں گردانا جاتا ہے، اگرچہ وہ سخت اور تیز وتند بات ہی کہہ دے، ہاتھیوں کے بادشاہ نے کہا: کیا پیغام ہے؟ اس نے کہا: وہ تم سے یوں کہتا ہے کہ: جو شخص کمزوروں کے مقابل اپنی قوت وطاقت کا اندازہ کرتا ہے تو وہ ان سے زیادہ طاقتوروں کے بارے میں کمزوروں پر قیاس کرکے دھوکہ کھا جاتا ہے، اور اس کی قوت وطاقت اس کے لئے وبال جان بن جاتی ہے، تم اپنی دوسرے جانوروں کے مقابلے قوت وطاقت کی زیادتی کا ادراک رکھتے ہو، اسی نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے، لہٰذا تم نے میرے نام سے موسوم چشمہ کا رخ کیا، اس سے پانی پی کر اسے گدلا کردیا، اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم دوبارہ ایسی حرکت نہ کرو، اگر تمہیں میرے اس پیغام کے حوالے سے شک وشبہ ہے تو ابھی اس چشمہ کے پاس آؤ، میں تمہارے ساتھ وہاں چلتا ہوں، ہاتھیوں کے بادشاہ کو خرگوش کی بات سے بہت حیرت ہوئی، وہ ایلچی فیروز کے ساتھ چشمے کی جانب چل پڑا، جب ہاتھی نے چشمہ دیکھا تو اسے وہاں اس کی پرچھائی نظر آئی، اس سے ایلچی فیروز نے کہا: تم اپنی سونڈ سے پانی لے کر اپنے چہرہ

کو دھوؤ اور اور چاند کو سجدہ کرو، ہاتھی نے اپنا سونڈ پانی میں ڈالا، تو پانی کو حرکت ہوئی، اسے یوں لگا کہ چاند لرزنے لگا، اس نے کہا: بھائی چاند لرز کیوں رہا ہے؟ کیا وہ میرے پانی میں منہ ڈالنے سے غصہ میں آ گیا ہے؟ خرگوش فیروز نے کہا: ہاں! ہاتھی چاند کو دوسری بار سجدہ کیا، اور اپنے کئے سے توبہ کی، اور یہ قسم کھائی کہ وہ خود اور نہ دوسرے ہاتھی کبھی اس قسم کی حرکت کریں گے۔

کوے نے کہا: میں نے الوؤں کے بارے میں جو کچھ بتلایا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ مکار، چالاک دھوکے باز ہوتے ہیں، سب سے بدتر بادشاہ دھوکہ باز ہوتا ہے، جس شخص کو دھوکے باز بادشاہ اور اس کے مصاحبین سے واسطہ پڑتا ہے، اسے انھیں احوال سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس سے خرگوش اور صِفرد (بزدلی میں مشہور ایک پرندہ ہوتا ہے جو گوریا کے مشابہ ہوتا ہے) بلی کو حکم اور فیصل بنانے کی وجہ سے دوچار ہوئے، آبی پرندوں کے کہا یہ کیسے ہوا ہے؟۔

کوے نے کہا: میرے گھونسلے کے قریب ہی ایک درخت کی جڑ میں میرا ایک پڑوسی صِفرد نامی پرندہ رہتا تھا، اس کے میرے ساتھ گہرے تعلقات تھے، پھر میں نے اسے غیر موجود پایا، مجھے یہ پتہ نہیں چل سکا وہ کہاں غائب ہو گیا ہے؟ وہ ایک لمبی مدت تک غائب اور غیر موجود ہی رہا، پھر ایک خرگوش صفرد کی جگہ پر آ کر رہنے لگا، میں نے خرگوش سے جھگڑنا مناسب نہیں سمجھا، پھر ایک لمبی مدت یوں ہی گذر گئی، پھر ایک زمانے کے بعد صفرد واپس آ گیا، وہ اپنے گھر پہونچا تو وہاں خرگوش کو موجود پایا، صفرد نے خرگوش سے کہا: یہ تو میرا گھر ہے یہاں سے تم کہیں دوسری جگہ چلے جاؤ، خرگوش نے کہا: یہ گھر میرا ہے، اور میری ملکیت میں ہے، اور تم اس پر دعوی کر رہے ہو، اگر اس گھر پر تمہارا کوئی حق ہے تو تم اس حق کو ثابت کرو، صفرد نے کہا: قاضی یہیں قریب میں رہتا ہے، چلو اس کے پاس چلتے ہیں، خرگوش نے کہا: کون قاضی؟ صفرد نے کہا: یہاں سمندر کے ساحل پر ایک عبادت گذار، روزہ دار، تہجد گذار، شب بیدار بلی رہتی ہے، جو کسی جانور کو تکلیف نہیں دیتی اور نہ کسی کا خون بہاتی ہے، اس کا گذارہ گھاس پھوس اور سمندر کی جھاگ ہوتی ہے، اگر تم

چاہوتو ہم اسی سے فیصلہ کرواتے ہیں،اور اس کے فیصلے کو برضاء ورغبت تسلیم کر لیتے ہیں،خرگوش نے کہا: اگر وہ تمہارے کہنے کے مطابق ان اوصاف کی حامل ہے تو میں اس کی حامی بھرتا ہوں،وہ دونوں اس کے پاس چلے،میں بھی ان کے پیچھے عبادت گذار،روزہ دار کے فیصلے کو دیکھنے کے لئے چل پڑا،پھر وہ دونوں اس کے پاس گئے،جب بلی نے صفردا اور خرگوش کو اپنے پاس آتے دیکھا تو نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوگئی اور نہایت خشوع وخضوع کا مظاہرہ کرنے لگی،وہ اس کی اس حالت کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے،پھر وہ ڈرتے ہوئے اس کے قریب پہونچے،ان دونوں نے اسے سلام کیا،اوراس سے ان کے درمیان فیصلہ کرنے کو کہا: بلی نے ان دونوں کو ساراواقعہ بتلانے کے لئے کہا،انہوں نے ساراواقعہ بتلادیا،بلی نے ان دونوں سے کہا: میں بہت بوڑھی ہوچکی ہواور میرے کان بوجھل ہوگئے ہیں،تم لوگ میرے قریب آجاؤ،اوراپنی بات کہو،وہ اس کے قریب ہوگئے ،اوراس سے ساری بات دوبارہ کہہ سنائی،اوراس سے فیصلہ کرنے کا مطالبہ کیا،بلی نے کہا: میں تم دونوں کی بات سمجھ گئی،میں تم دونوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے پہلے تمہیں کچھ نصیحت کرتی ہوں،میں تم دونوں کو اللہ سے ڈرنے کے لئے کہتی ہوں اور یہ کہتی ہوں کہ تم حق کا ہی مطالبہ کرو؛ چونکہ حق کا طلب گار ہی کامیاب وبامراد ہوتا ہے اگر چہ اس کے خلاف ہی فیصلہ کیوں نہ کردیا جائے،غلط طریقے سے مطالبہ کرنے والا،گرچہ اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے وہی مغلوب ومعتوب ہوتا ہے،دنیادار کے لئے اس کی دنیا میں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا نہ مال نہ دوست سوائے اعمالِ صالحہ کے،جواس نے کررکھے ہیں،عقلمند کو چاہئے کہ وہ باقی رہنے والی چیز کو طلب کرے جس کا اسے کل فائدہ حاصل ہو،اس کے علاوہ دیگر دنیوی امور کے طلب اورکوشش میں اس کی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے،عقلمند کے یہاں مال کی حیثیت مٹی کے تودے کی ہوتی ہے......اوراس کے یہاں لوگوں کی حیثیت،وہ جوان کے حق میں بھلائی کو چاہتا ہےاور برائی کو ناپسند کرتا ہےاس میں اس کی حیثیت خود اس کی اپنی ذات کی سی ہوتی ہے،پھر بلی نے ان کو اس طرح کی مختلف چیزیں سناتی رہیں،یہاں تک کہ اس نے ان سے انس حاصل کرلیااور وہ اس کی طرف

متوجہ رہے اوراس کے بالکل قریب ہوگئے، بلی نے ان پر جھپٹ کرانہیں قتل کردیا۔

کوّے نے کہا: پھر یہ الو میرے بیان کردہ اوصاف کے ساتھ ہر قسم کے عیوب اپنے رکھتا ہے، لہٰذا الو کو بادشاہ بنانے کی رائے تمہاری نہیں ہونی چاہیئے، جب ان آبی پرندوں نے کوے کی بات سنی تو وہ الو کو بادشاہ بنانے کے ارادہ سے باز آ گئے، وہاں ایک الو موجود تھا اس نے یہ تمام باتیں سنیں، اس نے کوے سے کہا: تم نے مجھے بہت زیادہ تکلیف پہونچائی، مجھے نہیں معلوم کہ مجھ سے تمہیں کوئی ایسی تکلیف پہونچی ہے کہ جس کی وجہ سے تم نے یہ کہا ہے، اس کے بعد تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ کلہاڑی سے درخت کو کاٹا جاتا ہے تو پھر وہ دوبارہ اُگ آتا ہے، تلوار گوشت کو کاٹ دیتی ہے پھر وہ زخم بھر آتا ہے، لیکن زبان کا زخم مندمل نہیں ہوتا، اوراس کی کٹائی کا علاج نہیں کیا جاسکتا ہے، تیر کا پھل گوشت میں گھس جاتا ہے پھر اسے کھینچ لیا جاتا ہے تو وہ نکل جاتا ہے، تیر کا پھل کی طرح بول بھی ہوتے ہیں، جو دل تک پہونچ جاتے ہیں تو اسے کسی طرح نہیں نکالا جاسکتا، ہر جلتی ہوئی چیز کو بجھانے والی چیز ہوتی ہے، آگ کے لئے پانی، زہر کے لئے دوا، غم کے لئے صبر ہوتا ہے، کینے کی آگ کبھی نہیں بجھتی، اے کوؤ! تم نے اپنے اور ہمارے درمیان کینہ، دشمنی اور بغض وحسد کا درخت بو دیا ہے۔

جب الو نے اپنی بات مکمل کرلی، غصہ میں وہاں سے چلا گیا، اس نے الوؤں کے بادشاہ سے وہاں ہونے والی ساری کاروائی اور کوے کی ہر بات کا ذکر کیا، پھر کوے کو اپنی اس زیادتی پر ندامت ہوئی، اور کہا: اللہ کی قسم میں نے اپنی اس گفتگو کے ذریعے منہ کھول کر اپنے اور اپنی قوم کے لئے دشمنی اور کینہ وحسد مول لیا ہے، کاش کہ میں ان آبی پرندوں کو ان کے احوال کی اطلاع دیا نہ ہوتا، اور نہ اس بارے میں انھیں کچھ بتایا ہوتا، حالانکہ دوسرے پرندوں نے مجھ سے زیادہ چیزیں دیکھی ہوں گی، اورانھیں مجھ سے زیادہ معلومات ہوں گی، وہ مجھ جیسی بات محض احتیاط کی وجہ سے نہیں کرتے ہوں گے اور وہ انجام کے ڈر سے ان چیزوں پر بھی نظر کرتے ہوں گے جس پر میں نظر نہیں کرتا، خاص طور پر اس وقت جب بات بری ہو، جس سے سننے والے اور کہنے والے کو تکلیف پہونچتی ہو

جس سے کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہو، اس جیسی گفتگو کو گفتگو ہی نہیں کہا جا سکتا ،لیکن اسے تیر کہا جائے گا، عقلمند کو اگر چہ اپنی قوت وفضیلت پر بھروسہ ہوتا ہے،لیکن اس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ چیز اسے اپنے خلاف کسی سے دشمنی مول لینے پر آمادہ کرے جیسے اگر اس کے پاس تریاق (زہر کی دوا) ہوتو اسے اپنی اس دوا پر بھروسہ کر کے زہر کو نہیں پینا چاہئے درست اعمال والا شخص ،گر چہ آئندہ کے معاملات میں اس کی بات بالکل حقیر نظر آتی ہے،لیکن اس کی فضیلت وشرافت انجام اور آزمائش کے اعتبار سے بالکل ظاہر و باہر ہوتی ہے،اچھی بات کرنے والا (چرب زبان) گر چہ لوگ اس کے معاملات کے اوصاف کو بیان کرنے پر تعجب کرتے ہیں،لیکن اس کا انجام کار قابلِ تعریف نہیں ہوتا، میں نے وہ بات کہہ دی ہے جس کا انجام کار درست نہیں، کیا یہ میری بے وقوفی نہیں ہے کہ میں نے اس قدر بڑے معاملے بغیر کسی کے مشورہ کے گفتگو کرنے کی جرأت کی ہے؟ میں نے اس میں کسی کی رائے نہیں لی، جو شخص ذمہ داروں اور خیر خواہوں سے مشورہ نہیں کرتا ،اور بغیر کسی غور وخوض کے اپنی رائے پر عمل کرتا ہے تو وہ ان امور پر راضی نہیں ہوسکتا، جو کمائی میں نے کی ہے،اور جس مصیبت میں مبتلا ہوا ہوں یہ مجھے بے نیاز نہیں کر سکتی ،کوے نے اس جیسی باتوں سے اپنے آپ کی سرزش کی اور چلا گیا، ہمارے اور الوؤں کے درمیان دشمنی کی شروعات کے بارے میں جو تم نے پوچھا تھا وہ یہی ہے۔

رہی جنگ تو اس بارے میں میری رائے اور میری ناپسند گی کا آپ کو علم ہو گیا، میرے پاس لڑائی کے علاوہ بھی ایک رائے اور تدبیر ایسی ہے جس سے کشادگی ہوسکتی ہے،(انشاء اللہ) چونکہ بہت سے لوگ اپنے اعتبار سے تدبیر کرتے ہیں اور اپنے ارادے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، اسی کے قبیل سے ان لوگوں کا واقعہ ہے جنھوں نے ایک عبادت گذار پر کامیابی حاصل کی اور اس کے مینڈھے کو لے کر چلتے بنے ، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

کوے نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عبادت گذار نے ایک موٹے سے مینڈھے کو قربانی کے لئے خریدا، وہ اسے پکڑ کر لے چلا، اسے ٹھگوں نے دیکھ لیا

انھوں نے آپس میں یہ سازش رچی کہ اس مینڈھے کو اس عابد سے لے لیں، ایک شخص اس کے سامنے آیا، اس سے کہا: بزرگ یہ آپ کے ساتھ کتا کیا ہے؟ پھر ایک دوسرا شخص اس کے سامنے آیا، اس نے اپنے ساتھی سے کہا: یہ بزرگ ہیں، بزرگ تو کتے لے کر نہیں چلتے، وہ بزرگ کو ایسے ہی کہتے رہے، اب ان کو کوئی شک نہیں رہا کہ وہ لے کر جا رہے ہیں، وہ کتا ہے، جس نے اس سے یہ بیچا ہے اس نے اس کے آنکھوں پر جادو کر دیا ہے، اس نے اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا، ٹھگ اس کو لے کر چلتے بنے۔

میں نے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے؛ چونکہ مجھے یہ امید ہے کہ ہم نرمی اور تدبیر کے ذریعے ہم اپنے مقصد وضرورت کو پالیں گے، میں یہ چاہتا ہوں کو بادشاہ سب کے سامنے میرے سر پر چونچ ماریں، میرے پر اور میری دم اکھاڑ دیں، پھر مجھے اس درخت کی جڑ میں پھینک دیں، بادشاہ اور اس کا سارا لاؤ لشکر فلاں جگہ کوچ کر جائیں، مجھے یہ امید ہے کہ میں صبر کرلوں گا اور ان کے احوال ان کے قلعوں اور دروازوں کی معلومات حاصل کروں گا اور انھیں دھوکہ دیتا رہوں گا، میں تمہارے پاس آؤں گا تا کہ تم ان پر حملہ کرسکو اور (انشاء اللہ تعالیٰ) ان سے اپنے غرض وغایت پاس کوں۔

بادشاہ نے کہا: کیا تم اس کے لئے بخوشی تیار ہوں؟ اس نے کہا: ہاں! میرا دل اس کے لئے کیوں راضی نہیں ہوگا، حالانکہ اس میں بادشاہ اور اس کے لشکر کے لئے سب سے بڑی راحت ہے، بادشاہ نے کوے کی اس کے بتائے ہوئے انداز میں حالت بنادی، پھر وہ وہاں سے کوچ کر گیا، کوا کراہنے اور ہلکی ہلکی آوازیں نکالنے لگا، اس کی آواز کو الوؤں نے سنا اور اس کو کراہتے ہوئے دیکھا، انھوں نے اپنے بادشاہ کو اس کی اطلاع دی، اس نے اس سے پوچھنے کے لئے کہا: الو نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ کوّے کہاں ہیں؟ کوے نے کہا: میرا نام فلاں ہے، جس بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا ہے میں یہ سمجھتا ہوں تم یہ دیکھ چکے ہو کہ میری حالت ایسی ہے کہ میں اس راز کا علم نہیں رکھتا، الوؤں کے بادشاہ سے کہا گیا: یہ کوؤں کے بادشاہ کا وزیر ہے، اور صاحب الرائے شخص ہے، ہم اس سے یہ پوچھ لیتے ہیں کہ اس کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا گیا؟ کوے سے اس بارے

میں پوچھا گیا،تو اس نے بتایا: ہمارے بادشاہ نے ہماری جماعت سے تمہارے بارے میں پوچھا تھا، میں اس وقت وہاں موجود تھا، اس نے کہا: اے کوّو! تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: اے بادشاہ سلامت! ہمارے اندر الوؤں سے لڑنے کی طاقت نہیں ، اس لئے کہ وہ ہم سے بہت زیادہ طاقتور ہیں، اور ہم سے زیادہ مضبوط دل ہیں، میری رائے ہے کہ ہم ان سے صلح کرلیں ، ہم اس کا جزیہ ادا کریں، اگر الو ہماری اس بات کو قبول کریں تو ٹھیک ورنہ ہم شہروں میں چلے جائیں گے اگر ہمارے اور الوؤں کے درمیان جنگ ہوجائے یہ ان کے حق میں بہتر اور ہمارے حق میں بدتر ہوگا، صلح یہ لڑائی سے بہتر ہے، میں نے انھیں جنگ سے باز رہنے کا حکم کیا، میں نے اس بارے میں مثالیں بیان کی ، میں نے ان سے کہا طاقتور دشمن کا مقابلہ جس طرح اس کے سامنے سرنگوں ہوکر کیا جاسکتا ہے،اور کسی طرح نہیں کیا جاسکتا، کیا تم گھاس کو نہیں دیکھتے،وہ کیسے اپنے آپ کو آندھیوں کے حوالے کردیتا ہے، جدھر ہوا کا رخ ہوتا ہے اسی طرف اس کا میلان ہوتا ہے، انہوں نے اس بارے میں میری مخالفت کی ،اور انہوں نے لڑائی کا ارادہ کیا، اور مجھ پر میری بات کی وجہ سے الزام تراشی کی ،اور انہوں نے کہا کہ تم نے ہمارے خلاف الوؤں سے اتحاد کرلیا ہے، انہوں نے میری بات اور میری نصیحت کو ٹھکرادیا، اور انہوں نے مجھے یہ تکلیف دی ، بادشاہ اور اس کے لشکر نے مجھے یہاں چھوڑ کر کوچ کر گئے، مجھے اس کے بعد ان کا پتہ نہیں۔

جب الوؤں کے بادشاہ نے کوے کی بات سنی تو اس نے اپنے بعض وزراء سے کہا: تم کوے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تمہاری اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری رائے تو اس کو قتل کرنے کی ہے؛ چونکہ یہ کوؤں میں بہترین شخص شمار ہوتا ہے، اس کا قتل ہی میں ہمارے لئے مصائب سے نجات ہے،اور اس کی گمشدگی بھی کوؤں کے لئے گراں گذرے گی ، یوں کہا جاتا ہے کہ: جو شخص اس گھڑی کو پالیتا ہے جس میں کامیابی ہوسکتی ہے اور وہ اس وقت کے مناسبِ حال کام کو نہیں کرگذرتا تو وہ شخص دانا نہیں شمار ہوتا، جو شخص کسی بڑی کاروائی کو کرنا چاہتا ہے، پھر اسے اس پر قدرت حاصل ہوجاتی ہے، پھر وہ

اس سے غفلت برتتا ہے، تو وہ چیز اس سے چھوٹ جاتی ہے، پھر اس کو دوبارہ موقع نہیں مل پاتا، جو شخص اپنے دشمن کو کمزور پائے اور اس کو قتل نہ کردے، اس کے قوی اور طاقتور ہونے پر شرمندہ ہوگا اور اس کو اس پر قدرت حاصل نہ ہوسکی۔

بادشاہ نے دوسرے وزیر سے کہا: اس کوے کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے؛ چونکہ وہ حقیر وذلیل دشمن جس کا کوئی مددگار نہیں، اسے باقی رکھا جانا، اس پر رحم کیا جانا اور اس سے درگذر کیا جانا چاہئے، خصوصاً سہما ہوا پناہ گزیں شخص، یہ امن دیئے جانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔

الوؤں کے بادشاہ نے اپنے وزیروں میں سے ایک دوسرے وزیر سے کہا: تم کوے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا: میری رائے ہے کہ اسے یوں ہی رہنے دیا جائے اور اس سے بہترین سلوک کیا جائے، یہ تمہارے ساتھ خیر خواہی کرسکتا ہے، عقلمند، دشمن کی آپس کی دشمنی کو بہترین کامیابی سمجھتا ہے، اور ان آپس میں ہی بھڑ جانے کو اپنی چھوٹ اور نجات باور کرتا ہے، جیسے عابد نے چور اور شیطان سے انکے آپس کے اختلاف کی وجہ سے چھٹکارا حاصل کیا تھا، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا تھا؟۔

وزیر نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عابد کو ایک آدمی سے ایک دودھ دینے والی گائے حاصل ہوئی، وہ اسے لے کر اپنے گھر آرہا تھا، اس کو چوری کرنے کی ارادے سے اس کا پیچھا کیا، اس کو اچک لینے کے لئے ایک شیطان بھی اس کے پیچھے ہولیا، شیطان نے چور سے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا میں چور ہوں، میں جب یہ عابد سوجائے تو میں اس کی گائے چوری کرنا چاہتا ہوں، تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں شیطان ہوں، یہ جب سوجائے تو میں اسے اچک لینا چاہتا ہوں، وہ دونوں اس کے گھر گئے، عابد اپنے گھر میں چلا گیا، وہ دونوں بھی اس کے پیچھے گھر کے اندر چلے آئے، عابد نے گائے کو اندر لاکر اسے گھر کے ایک کونے میں باندھ دیا، اور رات کا کھانا کھا کر سوگیا، چور اور شیطان نے مشورہ کرنا شروع کیا، ان دونوں میں اپنے کام کو پہلے انجام دینے کے بارے میں اختلاف ہوگیا، شیطان نے چور سے کہا: اگر تم پہلے گائے کو لوگے تو ہوسکتا ہے

وہ بیدار ہوجائے اور چلانے لگے اور لوگ اکٹھے ہوجائیں، اور میں اسے نہ لے سکوں گا، میرے اس کو لینے تک تم انتظار کرو پھر تم جو چاہو کرو، چور کو یہ ڈر ہوا کہ اگر شیطان پہلے اس کو اچک لیتا ہے تو ہوسکتا ہے وہ جاگ جائے اور وہ گائے کو نہ لے سکے، چور نے کہا: نہیں، تم ہی میرے گائے لینے تک انتظار کرو پھر تم جو چاہو کرو، یہ دونوں ایسے ہی جھگڑتے رہے، یہاں تک کہ چور نے چلّا کر کہنا شروع کیا: اے عابد! بیدار ہوجاؤ، یہ چور تمہاری گائے چوری کرنا چاہتا ہے، ان کی آوازوں سے عابد اور اس کے پڑوسی جاگ اٹھے، اور وہ دونوں خبیث بھاگ گئے، پہلے وزیر نے جس نے کوے کے قتل کا مشورہ دیا تھا کہا: میں سمجھتا ہوں کہ کوے نے تمہیں دھوکا دیا ہے، اس کی بات تم میں بیوقوفوں کے دل میں لگ گئی، تم لوگ غیر ضروری رائے دے رہے ہو، بادشاہ سلامت اس سے باز آجایئے رک جایئے، بادشاہ نے اس کی بات پر توجہ نہیں کی، کوے کو الوؤں کے گھر لے جانے، اس کا اعزاز واکرام کرنے اور اس کے ساتھ خیر خواہی وبھلائی کا معاملہ کرنے کو کہا۔

پھر کوے نے ایک دن بادشاہ سے کہا: اس کے پاس الوؤں کی ایک جماعت بھی تھی، انھیں میں وہ وزیر بھی تھا جس نے اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا، بادشاہ سلامت! کوؤں نے جو میرے ساتھ سلوک کیا ہے اسے آپ جانتے ہیں، میرے دل کو اس وقت تک چین نہیں مل سکتا، جب تک کہ میں ان سے بدلہ نہ لے لوں، میں نے اس بارے میں غور وفکر کیا ہے، میں اپنے ارادے پر قدرت نہیں رکھتا؛ چونکہ میں کوا ہوں، علماء سے یہ منقول ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں: جو شخص اپنے آپ کو جلا لینا چاہے تو اس نے بہت بڑی قربانی دی: اس وقت وہ جو بھی دعا کرے گا وہ قبول ہوگی، اگر بادشاہ مجھے حکم دیں تو میں اپنے آپ کو جلا لوں، اور میں اپنے رب سے یہ دعا کروں کہ وہ مجھے الو سے بدل دے، پھر میں کوؤں کا سخت اور خطرناک دشمن بن جاؤں، شاید کہ میں ان سے انتقام لے لوں، اس وزیر نے جس نے اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا، کہا: جس بھلائی کا تم مظاہرہ کر رہے ہو اور جو برائی تم نے اپنے اندر چھپا رکھی ہے، اس بارے میں تمہیں صرف اس شراب کی تلچھٹ سے تشبیہ دے سکتا ہوں، جسکا مزا اور بو تو بہترین ہوتی ہے، لیکن اس میں زہر جما ہوا ہوتا ہے، کیا تم

یہ سمجھتے ہو کہ اگر ہم تمہارے جسم کو آگ سے جلادیں گے تو تمہاری طبیعت وفطرت میں تبدیلی آجائیگی؟ کیا تمہارے اخلاق جس حالت میں بھی تم لوٹ لو جاؤ گے کیا نہیں لوٹیں گے؟ اور اس کے بعد تم اپنی فطرت واصلیت پر نہ آجاؤ گے؟ اس چوہیا کی طرح جس کو سورج، ہوا، بادل، پہاڑ سے نکاح کا اختیار دیا گیا تو اس نے چوہے کو ہی پسند کیا اس سے پوچھا گیا: یہ کیسے ہوا؟۔

اس نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مستجاب الدعوات عبادت گذار تھا ایک دفعہ وہ ساحل سمندر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس سے ایک چیل کا گذر ہوا اس کے پیروں میں ایک چوہیا کا بچہ تھا، وہ چیل کے پاس سے عابد کے پاس آگرا، اس پر اس کو رحم آگیا، اس نے اسے لے کر ایک کاغذ میں لپیٹ لیا، اور اسے اپنے گھر لے گیا، پھر اسے یہ اندیشہ ہوا کہ اس کی پرورش اس کے گھر والوں کے لئے مشکل ہو جائے گی، اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ اسے بچی سے بدل دے، وہ خوبصورت لڑکی سے بدل گئی ،وہ اسے لے کر اپنی بیوی کے پاس آیا، اس سے کہا: یہ تمہاری بیٹی ہے، تو اس کے ساتھ میری اولاد کی طرح سلوک کرنا، جب یہ لڑکی بڑی ہو گئی تو اس سے عابد نے کہا: بیٹی تم جسے چاہو پسند کرو میں اس سے تمہارا نکاح کردوں گا، اس نے کہا: جب آپ نے مجھے اختیار دیا تو میں بطور شوہر کے ایسے شخص کو پسند کرتی ہو جو سب سے زیادہ طاقتور ہو، عابد نے کہا: شاید کہ تمہارا ارادہ سورج سے شادی کرنے کا ہے، پھر وہ سورج کے پاس گیا، اور کہا: اے عظیم مخلوق! میری ایک لڑکی ہے جو سب سے زیادہ طاقتور چیز سے شادی کرنا چاہتی ہے، کیا تم اس سے شادی کرو گے؟ سورج نے کہا: میں تمہاری مجھ سے زیادہ چیز کی رہنمائی کرتا ہوں، یہ بادل ہے جو مجھے ڈھنک لیتا ہے اور میری شعاعوں کی گرمی کو واپس کر دیتا ہے، میری نور کی کرنوں کو گہن آلود بنا دیتا ہے، عابد بادل کے پاس آگیا، اس سے سورج کی کہی بات سنایا، بادل نے کہا: میں اپنے سے زیادہ طاقتور چیز کی تم کو رہنمائی کرتا ہوں، ان ہواؤں کے پاس جاؤ جو مجھے آگے پیچھے، مغرب ومشرق میں لئے پھرتی ہیں، عابد ہوا کے پاس آیا اس سے بادل کی بات کہہ سنایا، اس نے کہا: میں اپنے سے زیادہ

طاقتور چیز کی تم کو رہنمائی کرتا ہوں، یہ وہ پہاڑ ہے جس کو میں ٹس سے مس نہیں کرسکتا، وہ پہاڑ کے پاس گیا اوراس سے یہ بات کہی، اس کو پہاڑ نے کہا: میں اپنے سے زیادہ طاقتور چیز کی تم کو رہنمائی کرتا ہوں، یہ وہ چوہا ہے، جب وہ میرے اندر سوراخ کرتا ہے اور مجھے اپنا ٹھکانا بناتا ہے تو میں اس کو روک نہیں سکتا، عابد چوہے کے پاس گیا، اس سے کہا: کیا تم اس لڑکی سے شادی کروگے؟ چوہے نے کہا: میں اس سے شادی کیسے کرسکتا ہوں حالانکہ میرا بل بالکل چھوٹا ہے چوہا تو چوہیا سے شادی کرتا ہے، عابد نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ اس لڑکی کو پہلے کی طرح چوہیا سے بدل دے، اس نے یہ لڑکی رضامندی سے کیا، اللہ عزوجل نے اسے اس کی پہلی ہیئت پر لوٹا دیا، وہ چوہے کے ساتھ چلی گئی، اے دھوکہ باز تمہاری مثال ایسی ہی ہے، الوؤں کے سردار نے اس کی بات پر توجہ نہ کی، کوے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ ہی کرتا رہا، اوراس کا مزید اعزاز واکرام کرتا رہا، جب وہ اچھا ہوگیا، اس کے پر اُگ آئے، اوراس نے اپنے ارادے کے مطابق معلومات حاصل کرلیں تو وہاں سے چپکے سے نکل گیا اور اپنے ساتھیوں کو سنا اور دیکھا ہوا حال کہہ سنایا، بادشاہ سے کہا: میں جو چاہتا تھا اس کام کو کرچکا، صرف تمہارا سننا اور اطاعت کرنا باقی رہ گیا ہے، اس سے بادشاہ نے کہا: میں اور سارا لشکر تمہارے حکم کے تابع ہیں، تم جو چاہو حکم کرو۔

کوے نے کہا: الو فلاں جگہ بہت ساری لکڑیوں والے پہاڑ میں رہتے ہیں، وہاں ایک چرواہے کے ساتھ بکریوں کا ایک ریوڑ بھی ہے، وہاں ہمیں آگ مل جائے گی، ہم آگ کو الوؤں کے سوراخوں ڈال دیتے ہیں، اور پھر او پر سے سوکھی لکڑیاں ڈالتے ہیں، پھر اس پر پر مارتے ہیں، تاکہ لکڑیوں آگ لگ جائے،، ان میں سے جو کوئی بھی وہاں سے نکلنے گا تو جل جائے گا جو نہ نکلے تو وہ دھویں سے اپنی جگہ مرہی جائے گا، کوؤں نے ایسے ہی کیا، انہوں نے تمام الوؤں کو ہلاک کردیا، اوپھر وہ لوگ صحیح سالم اپنے گھر لوٹ آئے۔

پھر کوؤں کے سردار نے اس کوے سے کہا: تم نے الوؤں کی صحبت ورفاقت کو کیسے برداشت کیا؟ اچھوں کو بروں کی صحبت برداشت نہیں ہوتی، کوے نے کہا: بادشاہ سلامت، جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ ایسے ہی ہے، لیکن عقلمند کو جب کوئی بڑا معاملہ درپیش ہوتا ہے جس

کے برداشت نہ کرنے میں اپنے اوپر اور قوم پر ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے تو وہ اس میں پوری طرح صبر کرتا ہے؛ چونکہ اسے یہ امید ہوتی ہے کہ اسے اس صبر وضبط کے نتیجے میں اسے خیر اور بہترین انجام حاصل ہوگا، اسے اس میں تکلیف بھی نہیں ہوتی ہے، وہ اس سے کم پر اپنے آپ کو جھکانے پر راضی نہیں ہوتا، حتیٰ کہ وہ اپنی ضرورت وحاجت کو پالیتا ہے، وہ اپنے معاملے کے حسن خاتمہ اور اپنے صبر وضبط کے انجام خیر پر رشک کرتا ہے، بادشاہ نے کہا: الوؤں کی عقل مندی کے بارے میں مجھے بتاؤ، کوے نے کہا: صرف ان میں وہی عقل مند شخص تھا جو ان کو میرے قتل پر ابھارتا رہا ہے، اس نے میری قتل پر انھیں کئی دفعہ اکسایا تھا، وہ سب کے سب ضعیف الرائے تھے، انہوں نے میرے بارے میں یہ غور نہیں کیا اور نہ انھیں یہ یاد پڑا کہ میں کوؤں میں ذی مرتبت شخص تھا، میں ان میں ذی رائے شمار ہوتا تھا، انہوں نے میرے مکر وفریب کا کچھ اندیشہ نہیں کیا، انہوں نے مہربان، ناصح اور خیر خواہ کی بات کو قبول نہیں کیا، انہوں نے مجھ سے اپنے راز نہیں چھپائے، علماء نے یوں کہا ہے: بادشاہ کو چاہئے کہ وہ اپنے معاملات کو چغل خوروں سے چھپائے رہے، اپنے بھیدوں کی کسی کو اطلاع نہ دے، بادشاہ نے کہا: میرے اعتبار سے الوؤں کو صرف ان کی سرکشی، بادشاہ کا غیر درست رائے ہونا اور اس کا برے وزراء کے موافقت ہی نے انھیں ہلاکت میں ڈال دیا ہے، کوے نے کہا: تم نے سچ کہا: بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی نے بغاوت کے مواقع پائیں ہوں اور بغاوت نہ کی ہو، بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی نے بہت زیادہ کھانا کھایا ہو اور بیمار نہ ہوا ہو، بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی نے برے وزیروں پر اعتماد واعتبار کیا ہو اور ہلاکت وبربادی سے محفوظ رہا ہو، یوں کہا جاتا ہے: متکبر مدح وتعریف اور حسن ثناء کی، دغاباز دوستوں کی، بداخلاق شرافت وفضیلت کی، بخیل نیکی کی، لالچی گناہوں کی کمی کی اور دھوکہ باز، معاملات کا سست، کاہل، اور کمزور وزیروں کا بادشاہ اپنی مملکت کے بقاء ودوام اور رعایا کی فلاح وبہبود کی امید نہ کرے، بادشاہ نے کہا: تم نے الوؤں کے لئے تصنع وتکلف کے مظاہرے اور ان کے سامنے ذلت وپستی پائے گا، جو دشمن اپنی خودداری، حمیت وغیرت کو علحدہ کرے گا، صبر وضبط کا اپنے آپ کو عادی بنائے گا تو اس کی رائے کا انجام بہتر ہوگا جیسے

سانپ نے مینڈکوں کے بادشاہ کے لئے اپنی پیٹھ کوسواری بنانے پر صبر کیا تو اس سے اس نے آسودہ ہوکر زندگی گذاری، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

کوے نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سانپ بالکل بوڑھا ہو چکا تھا اس کی آنکھیں کمزور ہوگئیں تھیں، اس کی قوت وطاقت جاتی رہی تھی، وہ شکار نہیں کر پا رہا تھا، اور نہ اپنے رزق کو حاصل کر پا رہا تھا، وہ سامانِ زندگی کی تلاش میں رینگتا ہوا چلا، وہ ایک چشمے کے پاس جہاں بے شمار مینڈک ہوتے تھے پہونچا، وہاں وہ اس سے پہلے بھی آیا کرتا تھا، اور وہاں کی مینڈکوں سے اپنے رزق کو حاصل کرتا، اس نے ان کے قریب وغم واندوہ اور تکلیف کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو ڈال دیا، اس سے مینڈک نے کہا: سانپ تم بالکل نڈھال، افسردہ اور پژمردہ نظر آرہے ہو، تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ اس نے کہا: کون مجھ سے زیادہ غمگین اور رنجیدہ ہوسکتا ہے، میرا گذارا انھیں مینڈکوں سے ہوتا تھا جسے میں پکڑ لیتا تھا، میں پریشانیوں میں مبتلا ہوگیا ہوں، جس کی وجہ سے مینڈک مجھ پر حرام کر دئے گئے ہیں (میں انھیں کھا نہیں سکتا) جب کوئی مینڈک میرے پاس آبھی جاتی ہے تو میں اسے پکڑ نہیں پاتا ہوں، مینڈک اپنے بادشاہ کو سانپ کی کہی ہوئی بات کی خوشخبری دینے کے لئے گیا، مینڈکوں کا بادشاہ سانپ کے پاس آیا، اس سے کہا: تمہاری کیا حالت ہے؟ اس نے کہا: میں کئی دن سے ایک مینڈک حاصل کرنے کی کوشش کرر ہا ہو، ایک رات میں نے اسے ایک عابد کے گھر میں جانے پر مجبور کردیا، میں بھی تاریکی میں اس کے پیچھے گھر میں چلا گیا، گھر میں عابد کا بیٹا تھا، میں نے اس کی انگلی کو کاٹ لیا، میں نے اسے مینڈک باور کیا، میرے ڈسنے کی وجہ سے وہ مر گیا، میں وہاں سے بھاگ کر آگیا، وہ عابد : میرے پیچھے چلا آیا، اس نے مجھے بددعا دی اور مجھ پر لعنت وملامت کیا اور کہا: جس طرح تم نے میرے بے قصور بیٹے کو ظلم وزیادتی کے ساتھ قتل کیا ہے، میں تمہارے لئے یہ بددعا کرتا ہوں کہ تم ذلیل وخوار ہوجاؤ اور مینڈکوں کے سردار کی سواری بن جاؤ، نہ تم انہیں پکڑ سکوگے اور نہ انھیں کھا سکو سوائے اس کے جو وہ تمہیں دے، میں اس پر رضامندی اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تم کو مجھ پر سوار کرانے کے لئے آگیا، مینڈکوں کے بادشاہ

نے سانپ کی سواری میں دلچسپی اور رغبت کا اظہار کیا، اور اس نے اسے اپنے لئے شرافت وکرامت اور بلندی مرتبت سمجھا، وہ اس پر سوار ہوا تو اسے یہ بہت اچھا لگا، اس سے سانپ نے کہا: بادشاہ سلامت! آپ جانتے ہیں میں محروم ومجبور ہوں، آپ میرے گذارے کے لئے میری روزی کا انتظام کردیں، مینڈکوں کے سردار نے کہا: جب تم میری سواری ہو تو اللہ کی قسم تمہاری بقائے حیات کے لئے رزق بھی ضروری ہے، اس نے ہر روز دو مینڈک لے کر اسکا دیا جانا طئے کیا، سانپ اس پر گذر بسر کرنے لگا، اس ذلیل دشمن کے سامنے اس کا ذلیل وخوار اور پست ہونا اس لئے نقصاندہ نہیں ہوا، بلکہ اس نے اس سے نفع حاصل کیا اور یہ چیز اس کے رزق اور معاش کا ذریعہ بن گئی...... ایسے ہی جو میں نے صبر کیا ہے وہ اس فائدہ کو حاصل کرنے کے لئے جو امن وامان، کامیابی، دشمن کی ہلاکت اور اس سے راحت کی شکل میں ہم کو حاصل ہوا ہے میں نے نرمی اور مہربانی کی حالت کو تکبر وغرور کی حالت کے مقابلے میں دشمن کو زیادہ اور بجلد زیر کرنے والا پایا ہے؛ چونکہ آگ اپنی حدت وگرمی کے ساتھ اگر درخت کو لگ جاتی ہے زمین کے اوپر کی ہر چیز کو جلا کر رکھ دیتی ہے، پانی اپنی ٹھنڈک اور نرمی کے ذریعے زمین کے نیچے درختوں کے جڑ پکڑنے کا ذریعہ بنتا ہے، کہا جاتا ہے کہ: چار چیزوں کی تھوڑی مقدار کو تھوڑی نہیں سمجھنی چاہئے، آگ، بیماری، دشمن اور قرض، کوے نے کہا: یہ سب کا سب بادشاہ کی رائے، اس کی اچھی روش اور اس کی نیک بختی کا نتیجہ ہے، یوں بھی کہا جاتا ہے: جب دو شخص کسی چیز کی طلب میں لگتے ہیں ان میں سب سے بہتر جوانمرد ہوتا ہے، اگر وہ دونوں اس میں برابر ہوتے ہیں تو ان میں بہتر شخص ارادہ کا پختہ شخص ہوتا ہے اور اگر دونوں اس میں بھی برابر ہوتے ہیں ان میں بہتر کوشش اور سعی کرنے والا ہوتا ہے، جو شخص ایسے پختہ کار، عقلمند اور مفکر اور مدبر بادشاہ سے لڑائی مول لیتا ہے جس کو نہ خوشیاں اترا ہٹ میں مبتلا کرتی ہیں اور نہ نقصانات حیرت زدہ کرتے ہیں، تو وہ خود اپنی موت کو دعوت دیتا ہے، خصوصاً بادشاہ سلامت جب وہ آپ کے جیسا کاموں کی ذمہ داریوں کا علم رکھنے والا، سختی اور نرمی، غصہ اور رضامندی، عجلت وتاخیر کے مواقع سے واقف کار، آج اور کل

کے اموراور ان کے انجام کو پیش نگاہ رکھنے والا، بادشاہ نے کوے سے کہا: بلکہ یہ سب تمہاری عقل، تمہاری نصیحت اور ستارے کی برکت کی وجہ سے ہو پایا ہے، ایک دانا، پختہ کار شخص کی رائے دشمن کے ہلاک کرنے میں بڑے بڑے طاقتور، دلیر، سازوسامان سے لیس لشکریوں کے مقابلے میں زیادہ موثر ہوتی ہے، تمہاری تعجب خیز بات مجھے تمہارا ان کے درمیان ایک لمبی مدت تک ٹھہرے رہنا، ان کی سخت ودرشت بات کو سننا، پھر کسی بات کی وجہ سے ان کے یہاں تمہارا رتبہ کم نہ ہونا معلوم ہوتا ہے، کوے نے کہا: بادشاہ سلامت میں برابر آپ کے ادب کو ملحوظ رکھے ہوئے ہوں، آپ دور کے قریب کے ہر شخص کے ساتھ نرمی، مہربانی اور اتفاق واتحاد کے ساتھ رہیں، بادشاہ نے کہا: میں نے تمہیں کام والا اور دیگر وزراء کو باتوں والا (باتونی) محسوس کیا ہے، جن باتوں کا انجام درست نہیں ہوتا، اللہ نے تمہارے ذریعے ہم پر بڑا احسان کیا ہے، اس سے پہلے ہم کھانے، پینے، نیند اور نہ ہی کسی طرح کاس کون پارہے تھے، یوں کہا جاتا ہے: بیمار شفاء سے پہلے کھانے اور پینے کی لذت وحلاوت کو محسوس نہیں کرتا، وہ حریص اور لالچی شخص جس کو اس کے بادشاہ نے کسی کام کے یا مال کے بارے میں لالچ دیا ہو، جب تک وہ اس کام کو انجام نہ دے لے، اور وہ شخص جس پر اس کے دشمن نے دباؤ ڈالا ہو اور وہ صبح وشام اس سے خوف کرتا ہو، جب تک اسے اس بارے میں دلی راحت نہ حاصل ہوجائے اور جو شخص اپنے ہاتھوں میں موجود بوجھ کو رکھ دیتا ہے وہ اپنے آپ کو راحت پہونچاتا ہے، جو شخص اپنے دشمن سے مامون ہوجاتا ہے اسے شرح صدر ہوجاتا ہے۔

کوے نے کہا: میں اس اللہ سے جس نے تمہارے دشمن کو ہلاکت سے دوچار کیا یہ دعا کرتا ہوں وہ تمہیں تمہاری سلطنت میں آرام دے، اور اس سلطنت میں رعایا کی فلاح وبہبود کا سامان کرے اور ان کو آپ کی سلطنت میں آرام وراحت میں آپ کا شریک کار بنائے، چونکہ اگر بادشاہ کی بادشاہت میں رعایا کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان نہ ہو تو وہ بکری کے اس لٹکتے ہوئے گوشت کے مانند ہے جسے وہ یہ سمجھ کر چوستی ہے کہ وہ دودھ کے تھن کی گنڈی ہے، لیکن اسے اس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا، بادشاہ نے کہا: اے نیک

وزیر: الوؤں اور انکے بادشاہ کے دورانِ جنگ کیا عادت واخلاق تھے؟ کوے نے کہا: بادشاہ کی سیرت واخلاق ایک متکبر، شریر، خبیث، گھمنڈی، عاجز، لاچار کی طرح تھے، اس کی دیگر مذموم اوصاف کے ساتھ، اس کے تمام ساتھی اور وزراء بھی اسی طرح ہیں، سوائے اس وزیر کے جس نے میرے قتل کئے جانے کا مشورہ دیا تھا وہ دانا، عقل مند، ہوشیار، فلسفی، پختہ کار، عالم شخص تھا، بلند ہمتی، دانائی، اصابت رائے میں بہت کم لوگ اس کی طرح ہوتے ہیں، بادشاہ نے کہا: تم نے کونسی ایسی چیز اس میں دیکھی ہے جس سے اس کی عقلمندی ودانائی کا پتہ چلتا ہے؟ کوّے نے کہا: دو چیزیں ایسی تھیں ایک تو اس کا میرے قتل کی رائے دینا، دوسرے وہ اپنے بادشاہ سے کوئی بھی نصیحت کرنے میں چوکتا نہیں تھا، گرچہ وہ اس بارے میں یکا وتنہا کیوں نہ ہوجائے، اسکی گفتگو بھی سخت اور درشت نہیں ہوتی تھی، بلکہ اس کی گفتگو نرمی وہمدردی سے معمور ہوتی تھی، کبھی وہ اس کو اپنی بعض خرابیوں کی بھی اطلاع دے دیتا تھا، لیکن حقیقتِ حال کی وہ وضاحت نہیں کرتا تھا، بلکہ اس کے لئے مثالیں پیش کرتا تھا، اسے دوسروں کے عیوب کی شکل میں بیان کرتا تھا، اس طرح وہ اپنے عیب کو جانا جاتا تھا، بادشاہ کو اس پر غصہ ہونے کی کوئی راہ ہی نہیں ہوتی تھی، میں نے اس کو اپنے بادشاہ سے یہ کہتے سنا: بادشاہ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے معاملات غافل ہوجائے، چونکہ یہ بہت بڑی چیز ہے، جس کو بہت کم لوگ حاصل کر پاتے ہیں...... احتیاط واعتماد سے ہی اسے حاصل کیا جاسکتا ہے، چونکہ سلطنت بہت قیمتی چیز ہوتی ہے، جس شخص کو بھی یہ حاصل ہوجائے وہ اچھی طرح اس کی حفاظت وصیانت کرے، چونکہ یوں کہا جاتا ہے: کہ سلطنت مختصر مدتِ بقا میں کمل کے پھول کے سائے کے مانند ہوتی ہے، وہ جلد زائل اور ختم ہونے اور آنے جانے میں ہوا کے مانند ہوتا ہے، اپنے ثبات واستقرار کی کمی میں عقلمند کے کمینے کی رفاقت کی طرح ہوتا ہے، بجلد ختم ہونے والے پانی کے بلبلے کی طرح ہوتا ہے جو بارش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے...... یہ ان دشمنوں کی مثال ہے جن سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، گرچہ وہ محبت ومودت کا اظہار کیوں نہ کریں۔

بندر اور کچھوا

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، اس شخص کی مثال بیان کرو جو کسی ضرورت کی تلاش میں ہوتا ہے، جب اسے اپنی مطلوبہ چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ اسے کھو دیتا ہے، فیلسوف نے کہا: کسی چیز کا حاصل کرنا اس کی حفاظت کرنے سے آسان ہے جو شخص اپنی کسی ضرورت کی چیز کو حاصل کر لیتا ہے، پھر اس کی حفاظت نہیں کر پاتا، اس کو وہی مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس سے کچھوا دوچار ہوا تھا، بادشاہ نے کہا: وہ کیسے ہوا؟۔

بیدبا نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ: ماہر نامی ایک بندر بندروں کا بادشاہ تھا، وہ بالکل بوڑھا ہو چکا تھا، شاہی گھرانے کا ایک نوجوان بندر اس پر ٹوٹ پڑا، اس پر غالب آ گیا اور اس کی جگہ لے لیا، وہ اپنی اسی حالت میں بھاگ کر ساحلِ سمندر پر آیا، اس نے وہاں ایک انجیر کا درخت دیکھا، اس پر چڑھ گیا اور اسی کو اپنا ٹھکانا بنا لیا، ایک دن وہ انجیر کھا رہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے ایک انجیر پانی میں گر گیا، اس کے گرنے سے ایک طرح کی آواز سنائی دی، چنانچہ وہ کھانے اور پانی میں پھینکنے لگا، اسے یہ اچھا لگا تو وہ اور انجیر اسی طرح پانی میں پھینکنے لگا، وہاں ایک کچھوا تھا، جب بھی کوئی انجیر گرتا وہ اسے کھا لیتا جب بکثرت گرنے لگے تو کچھوا یہ سمجھا کہ بندر یہ اس کے لئے ہی کر رہا ہے، اسے اس کے ساتھ دوستی اور انسیت میں دلچسپی ہوئی، وہ اس کو مانوس کر کے اس سے بات کرنے لگا، اس طرح ان میں سے ہر ایک دوسرے سے مانوس ہو گیا، کچھوا بہت لمبی مدت سے اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا، تو اس کی بیوی کو خوف واندیشہ ہوا، اس نے اپنی پڑوسن سے اس کی شکایت کی، اور کہا: مجھے ڈر ہے کہ کوئی چیز اس کے راستے میں آ گئی ہو اور اس نے

اچک لیا ہو، پڑوسن نے اس سے کہا: تمہارا شوہر ساحل سمندر پر ہے، اس نے ایک بندر سے دوستی کرلی ہے، اور اس بندر نے اس سے دوستی کرلی ہے، وہی اس کو کھلاتا پلاتا ہے، اسی وجہ سے وہ تم سے کٹ گیا، وہ اس وقت تک تمہارے پاس نہیں آئے گا جب تک تم بندر کو ہلاک کرنے کی تدبیر نہ کروگی، اس نے کہا: میں کیا کروں؟ پڑوسن نے کہا: جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم بیماری کا مظاہرہ کرو، جب وہ تم سے پوچھے تو تم اس سے یوں کہو: حکیموں نے میرے لئے بندر کا دل تجویز کیا ہے، پھر کچھوا ایک لمبے زمانے کے بعد اپنے گھر آیا، اس نے اپنے آپ کو غمگین، نڈھال اور بری حالت میں پایا، اس سے کچھوے نے کہا: تمہاری یہ کیا حالت ہوگئی؟ اس کی پڑوسن نے اس سے یہ کہا: تمہاری بیوی بے چاری بیمار ہوگئی ہے، ڈاکٹروں نے اس کے واسطے بندر کا دل تجویز کیا ہے، اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی دوا نہیں ہے، کچھوے نے کہا: یہ تو بہت دشوار چیز ہے، ہمیں بندر کا دل کہاں سے حاصل ہوگا؟ ہم تو پانی میں رہتے ہیں؟ لیکن میں اپنے دوست سے مکر کروں گا، پھر وہ ساحل سمندر پر چلا آیا، اس سے بندر نے کہا: بھائی جان! تم میرے پاس کیوں نہیں آتے؟ اس سے کچھوے نے کہا: میں بس شرم وحیا کی وجہ سے تمہارے پاس نہیں آسکا، مجھے یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ میں تمہارے احسان کا بدلہ کیسے دوں؟ میں تمہارے احسان کو اس طرح چکانا چاہتا ہوں کہ تم میرے گھر چلے آؤ؛ چونکہ میں بہترین پھل اور فروٹ والے جزیرے میں رہتا ہوں، تم میری پیٹھ پر سوار ہوجاؤ میں تمہیں تیر کر لے جاؤں گا، بندر کو اس میں دلچسپی ہوئی تو وہ اتر کر کچھوے کی پیٹھ پر سوار ہوگیا، کچھوا اسے تیرتے ہوئے لے چلا، جب وہ اسے تیرتے ہوئے لے جانے لگا تو اس کے دل میں جو دھوکا دہی کا اس نے ارادہ کیا تھا اس کا خیال آیا، اس نے اپنا سر جھکا لیا، اس سے بندر نے کہا: تم مجھے غم زدہ نظر آرہے ہو کیا ہوگیا ہے؟ کچھوے نے کہا: میرا غم اس وجہ سے ہے کہ مجھے یہ یاد آیا کہ میری بیوی بہت زیادہ بیمار ہے، جو عزت واحترام اور جو اعزاز واکرام میں تمہارا چاہ رہا تھا اس کے لئے یہی چیز حارج ہورہی ہے، بندر نے کہا: جو شخص بھی میرے اعزاز واکرام کے بارے میں تمہارے حرص وشوق کو جان لے گا تو تمہاری یہی چیز

اس کے لئے تکلفات سے کفایت کر جائے گی، کچھوے نے کہا: ہاں! پھر بندر کو تھوڑی دور لے چلا، پھر دوسری مرتبہ ٹھہر گیا، بندر کا گمان خراب ہوگیا، اس نے اپنے دل میں کہا: کچھوے کا رکنا اور اس کا تاخیر کرنا اس کی کوئی وجہ ضرور ہے، مجھے اس کا اطمینان نہیں ہے کہ اس کا دل میرے بارے میں بدل گیا ہو، اور اس میں میرے محبت کے بارے میں تبدیلی آگئی ہو، اور وہ میرے ساتھ برائی کا ارادہ کر رہا ہو، دل سے زیادہ تیز اور جلد ادلنے بدلنے والی کوئی چیز نہیں ہے، یوں کہا جاتا ہے کہ عقلمند کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہر معاملے کے وقت ہر لمحہ، ہر لحظہ، اٹھتے، بیٹھتے اور ہر حالت میں اپنے اہل وعیال، آل واولاد ، اپنے بھائیوں اور دوستوں کی دل کی حالت کی تلاش وجستجو سے غافل رہے؛ چونکہ یہ تمام چیزیں دل کے احوال کو بتلاتی ہیں، علماء نے یوں کہا ہے: جب کسی دوست کو دوست کے بارے میں شبہ ہونے لگے تو اس سے بچاؤ کے بارے میں احتیاط کرے، ان کے لمحات وحالات کا جائزہ لیتے رہے، اگر جس چیز کا گمان کر رہا ہے وہ بات حق ہے تو اس سے سلامتی حاصل ہوگی، اور اگر وہ چیز ناحق ہے تو اس سے اس کو نقصان نہیں ہوگا، پھر اس نے کچھوے سے کہا: تم رُک کیوں رہے ہو؟ تم مجھے غم زدہ کیوں نظر آ رہے ہو؟ گویا تم اپنے آپ سے پھر دوبارہ بات کرنے لگے ہو (سوچ رہے ہو) اس نے کہا: مجھے یہ خیال آ رہا ہے کہ تم میرے گھر آؤ اور وہاں تم میری پسند کی حالت نہ دیکھو؛ کیونکہ میری بیوی بیمار ہے، بندر نے کہا: غم نہ کرو، غم کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا، اپنی بیوی کی صحت کے لئے دوائیں اور غذائیں تلاش کرو؛ چونکہ یوں کہا جاتا ہے: اپنے مال چار جگہ خرچ کرے: صدقہ طور پر، ضرورت کے وقت، بچوں اور بیویوں پر، کچھوے نے کہا: ڈاکٹروں نے یوں کہا ہے: اس کی دوا صرف بندر کا دل ہے، بندر نے اپنے دل میں کہا: افسوس کہ بڑھاپے میں حرص وہوس نے مجھ پر ایسا غلبہ پایا ہے کہ میں اس بری مصیبت میں مبتلا ہوگیا، جس نے یہ کہا ہے سچ ہی کہا ہے: قناعت کرنے والا، اپنی حالت پر راضی شخص اطمینان وسکون سے رہتا ہے، حریص اور لالچ ساری زندگی تکان اور تکلیف میں گذار دیتا ہے، میں نے اس مصیبت سے بچنے کے لئے عقل سے لڑائی شروع کر دی، پھر اس نے کچھوے سے کہا: تم

نے یہ بات مجھے میرے گھر پر کیوں نہیں بتائی تھی؟ اس طرح میں اپنا دل اپنے ساتھ لے آتا، ہم بندروں کے سماج کا یہ طریقۂ کار یہ رہا ہے کہ جب ہم میں سے کوئی اپنے دوست سے ملاقات کے لئے جاتا ہے تو اپنا دل اپنے اہل کے پاس رکھ کر چلا آتا ہے، جب ہماری نظر ملاقاتی کے عورتوں پر پڑے تو ہمارے دل ہمارے ساتھ نہ ہوں، کچھوے نے کہا: ابھی تمہارا دل کہاں ہے؟ بندر نے کہا: میں اسے درخت پر رکھ آیا ہوں، اگر تم چاہو تو میں درخت واپس جا کر اسے لے آؤں، کچھوا اس سے خوش ہوا اور کہا: میرے دوست نے مجھے دھوکہ دیئے بغیر میری بات مان لی ہے، پھر وہ بندر کو اس کے مکان واپس لے چلا، جب وہ ساحل سمندر پر آیا تو ''بندر'' اس کی پیٹھ پر سے اچھل کر درخت پر چڑھ گیا، وہ جب کچھوے کے پاس آنے میں دیر کیا تو اس نے آواز دیا، میرے دوست، اپنا دل لے کر اُتر آؤ، مجھے گھٹن ہورہی ہے، بندر نے کہا دور ہو جاؤ، کیا تم مجھے اس گدھے کی طرح سمجھتے ہو جس کے بارے میں گیدڑ نے یہ باور کرایا تھا کہ اس کا دل اور اس کے کان نہیں ہوتے؟ کچھوے نے کہا: یہ کیسے ہوا؟۔

بندر نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی جنگل میں ایک شیر رہتا تھا، اس کے ساتھ ایک گیدڑ تھا جو اس کا بچا ہوا کھانا کھاتا تھا، شیر کو کھجلی، سخت کمزوری اور تکلیف لاحق ہوگئی تھی، وہ شکار نہیں کرسکتا تھا، اس سے گیدڑ نے کہا: تمہیں کیا ہوگیا؟ تمہاری یہ حالت کیسے بدل گئی، اس نے کہا: اس کھجلی نے مجھے پریشان کردیا ہے، اس کی دوا صرف گدھے کا دل اور اس کے کان ہیں، گیدڑ نے کہا: یہ تو آسان سی چیز ہے، میں نے فلاں جگہ ایک دھوبی کے ساتھ گدھا دیکھا ہے، جو اس کے کپڑے ڈھوتا ہے، میں اسے لے آؤں گا، پھر وہ گدھے کے پاس آیا، اور اس کو سلام کیا، اور اس سے کہا: بھائی تم دبلے کیوں نظر آرہے ہو؟ اس نے کہا: میرا مالک مجھے کچھ کھلاتا نہیں ہے، گیدڑ نے اس سے کہا: تم اس حالت میں اس کے ساتھ کیسے رہتے ہو؟ اس نے کہا: میں اس کے پاس سے کیسے بھاگ سکتا ہوں؟ میں جہاں بھی جاتا ہوں تو انسان مجھے نقصان پہونچاتے ہیں، مجھ سے مشقت کا کام لیتے ہیں اور مجھے بھوکا رکھتے ہیں، گیدڑ نے کہا: میں تمہیں لوگوں سے الگ تھلگ ایک ایسی

جگہ بتلاتا ہوں جہاں انسانوں کا گذر نہیں ہوگا اور وہاں گھاس بھی بالکل ہری بھری ہے ،وہاں گدھوں کا ایک ریوڑ رہتا ہے، جو حسن وخوبصورتی اور مٹاپے میں اپنی مثال آپ ہے، گدھے نے کہا: وہاں جانے میں ہمارے لئے کیا رکاوٹ ہے؟ چلو ہم وہاں چلتے ہیں، گیدڑ اس کو لے کر شیر کے پاس آیا، گیدڑ آگے بڑھا، شیر کے پاس جنگل میں آیا اسے گدھے کی جگہ بتلایا، شیر اس کے پاس آیا اور اس پر حملہ آور ہونا چاہا، اپنی کمزوری کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کرسکا، گدھا اس سے چھوٹ گیا، وہ ڈر اور خوف سے بغیر کسی جانب مڑے ہوئے سیدھا بھاگتا رہا، گیدڑ نے جب یہ دیکھا کہ شیر گدھے پر قابو نہیں پاسکا ہے تو اس سے کہا: اے درندوں کے سردار کیا تم اپنے مقصد میں ناکام ہوگئے، شیر نے کہا: اگر تم اسے میرے پاس دوبارہ لے آؤ تو وہ مجھ سے بالکل نہ بچ پائے گا، گیدڑ گدھے کے پاس گیا، اس سے کہا: تمہیں کیا ہوگیا؟ ایک گدھے نے تمہیں اجنبی محسوس کیا تو وہ نکل کر تم کو مبارکبادی دینے کے لئے چلا آیا، اگر تم وہیں ٹھہرے رہتے تو وہ تو تم سے مانوس ہوتا اور تم کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاتا، گدھے نے جب گیدڑ کی گفتگو سنی اور اور اس نے شیر کو بھی نہیں دیکھا تھا، اس نے اس کی بات کی تصدیق کی، پھر وہ شیر کے پاس آنے لگا، گیدڑ شیر کے پاس پہلے آکر اسے اس کی جگہ کے بارے میں بتلایا، اور اس سے کہا: تیار ہوجاؤ، میں تمہارے واسطے اسے دھوکہ دیا ہوں، تمہیں اب کی بار کمزور نہیں ہونا چاہئے اگر تم نے اب کی بار چھوڑ دیا تو پھر وہ دوبارہ کبھی نہیں آئے گا۔

گیدڑ کے اس اکسانے پر اس نے شیر کی سی چنگھاڑ لگائی، اور گدھے کے پاس نکل آیا اسے دیکھتے ہی وہ اس پر کود پڑا اور اس کا شکار کرلیا، پھر کہنے لگا، ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ اسے پاکیزگی اور طہارت کے حاصل کرنے کے بعد ہی کھایا جائے میرے واپس آنے تک تم اس کی نگہداشت کرتے رہو، میں آکر اس کے دل اور اس کے کانوں کو کھاؤں گا، اور مابقیہ کو تمہارے کھانے کے لئے رکھ چھوڑوں گا، جب شیر غسل کرنے کے لئے چلا گیا، تو گیدڑ گدھے کے پاس آیا، اور اس کے دل اور کانوں کو کھا گیا، اس امید سے کہ شیر اس سے بدفالی لے گا اور اس میں سے کچھ نہیں کھائے گا، پھر شیر اپنی جگہ واپس آگیا گیدڑ سے

کہا: گدھے کا دل اور اس کے کان کہاں ہیں؟ گیدڑ نے کہا: کیا آپ کو پتہ نہیں، اگر اس کا دل ہوتا تو وہ اس سے سمجھتا، اور کان ہوتے تو اس سے سنتا، وہ چھوٹ جانے کے بعد تمہارے پاس دوبارہ نہیں آتا اور ہلاکت سے بچ جاتا۔

میں نے یہ مثال تم سے اس لئے بیان کی ہے، تاکہ تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ میں اس گدھے کی طرح نہیں جس کے بارے میں گیدڑ نے یہ باور کرایا تھا کہ اسکا دل اور کان نہیں ہوتے؛ لیکن تم نے میرے ساتھ مکر وفریب کیا اور مجھے دھوکا دیا، تو میں نے تمہاری دھوکہ بازی کے طرح تم سے دغا کیا، اس طرح میں نے اپنے معاملے میں زیادتی کی اصلاح کرلی، یوں کہا جاتا ہے کہ: جہالت ولاعلمی سے جو چیز بگڑ جاتی ہے اس کی اصلاح علم کے ذریعے ہوتی ہے، کچھوے نے کہا: تم نے سچ کہا: لیکن نیک آدمی کو اپنی غلطی اور لغزش کا اعتراف ہوتا ہے جب وہ کسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے تو اپنے قول وفعل میں سچائی کیوجہ سے اس کی اصلاح کرنے سے نہیں شرماتا، گرچہ وہ کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہوجائے، جس سے وہ اپنی تدبیر اور عقل ودانائی سے خلاصی حاصل کرسکتا ہے، اس شخص کی طرح جو زمین سے ٹھوکر کھاتا ہے، پھر عمداً اس پر کھڑا ہوتا ہے...... یہ اس شخص کی مثال ہے جو اپنی ضرورت کا متلاشی ہوتا ہے جب وہ اسے حاصل کرلیتا ہے اسے گم کردیتا ہے۔

عابد اور نیولا

بادشاہ دبشلیم نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے اس جلد باز آدمی کی مثال بتاؤ جو اپنے معاملے میں غور وفکر سے کام نہیں لیتا اور نہ ہی انجام کار پر نظر رکھتا ہے، فیلسوف نے کہا: جو شخص اپنے کسی کام میں خوب چھان بین نہیں کرتا، وہ ہمیشہ نادم اور شرمندہ رہتا ہے، اور وہ اسی انجام سے دوچار ہوتا ہے جس سے نیولے کے قتل کرنے کے بعد عابد دوچار ہوا تھا، بیدبا نے کہا: وہ کیسے ہوا تھا؟

فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عابد وزاہد شخص سرزمین ’جرجان‘‘ میں رہا کرتا تھا، اس کی بیوی بے انتہا خوبصورت تھی، بہت زمانے تک ان کے یہاں لڑکا نہیں ہوا، پھر وہ عورت ناامیدی کی طویل مدت کے بعد امید سے ہوئی، اس سے عورت بھی خوش ہوئی اور عابد بھی خوش ہوا، اس نے اللہ کی تعریف کی، اور اللہ عزوجل سے یہ سوال کیا کہ یہ حمل لڑکا ہو، اور اس نے اپنی بیوی سے کہا: تمہیں خوشخبری ہو، مجھے یہ امید ہے کہ یہ لڑکا ہوگا، جس میں ہمارے لئے بہت سارے منافع اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوگا، میں اس کے لئے بہترین نام چنوں گا، اور تمام ادیبوں کو بلالاؤں گا، عورت نے کہا: اے وہ شخص کیوں تم نامعلوم چیزوں کے بارے میں گفتگو کررہے ہو، یہ لڑکا ہوگا یا نہیں ہوگا پتہ نہیں، جو شخص اس طرح کرتا ہے وہ انھیں احوال سے دوچار ہوتا ہے جس سے وہ عابد دوچار ہوا تھا جس نے اپنے سر پر گھی اور شہد ڈال لیا تھا، عابد نے اپنی بیوی سے کہا: یہ کیسے ہوا تھا؟

عورت نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عابد تھا جس کے پاس ایک تاجر کے گھر سے ہر دن گھی اور شہد آتا تھا، وہ اس میں سے اپنی ضرورت کے بقدر کھاتا اور باقی

کو اٹھا کر رکھ دیتا، اور اسے ایک گھڑے میں ڈال دیتا جسے وہ گھر کے کونے میں ایک کھونٹ میں ٹانک کر رکھتا، وہ گھڑا گھی سے بھر گیا، ایک دن وہ عابد شخص اپنی پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا، اس کی لاٹھی اس کے ہاتھ میں تھی، گھڑا اس کے سر کے اوپر لٹکا ہوا تھا، وہ گھی اور شہد کی مہنگائی کے بارے میں سوچنے لگا، پھر اس نے کہا: میرے اس گھڑے میں جو کچھ ہے اسے ایک دینار کے عوض فروخت کر دوں گا، اور اس سے دس بکریاں خریدوں گا، وہ حمل سے ہو کر ہر پانچ مہینے میں ایک بچہ جنیں گی پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب ان کے بچے ہونے لگیں گے، تو بے شمار بکریاں ہو جائیں گی، پھر اس نے اس طرح سے کئی سالوں کا حساب لگایا، تو یہ چار سو سے زیادہ بکریاں ہو رہی تھیں، اس نے کہا: میں اس سے سو گائے خریدوں گا، ہر چار بکریوں کے عوض ایک بیل یا گائے آئے گی، ایک زمین اور بیج خریدوں گا، ایک مزدور کو اجرت دوں گا، بیلوں سے جتائی کروں گا، گائیوں کے دودھ اور بچوں سے فائدہ اٹھاؤں گا، پھر اس پر پانچ سال نہیں گذریں گے کہ مجھے کھیت سے بے شمار مال و دولت حاصل ہوگی، میں ایک بہترین گھر بناؤں گا، بہت سی باندیوں اور نوکروں کو خریدوں گا، نہایت ہی حسین و جمیل عورت سے شادی کروں گا، پھر وہ ایک نہایت ہی مطیع و فرماں بردار بچے کو لے آئی گی، میں اس کا بہترین نام رکھوں گا، جب وہ جوان ہوگا تو میں اسے آداب و اخلاق سکھاؤں گا، اس کی بہترین تربیت کروں گا، اور میں اس بارے میں اس پر سختی برتوں گا، اگر وہ میری بات مان لے تو ٹھیک ہے، ورنہ میں اسے اس لاٹھی سے ایسے ماروں گا، اس نے اپنے ہاتھ کو (جس میں لکڑی تھی) اس گھڑی کی طرف بڑھایا، وہ کھڑا ٹوٹ گیا، گھڑے میں جو کچھ تھا وہ اس کے منہ پر گر گیا۔

میں نے تمہارے سامنے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے؛ تاکہ تم جس چیز کا ذکر مناسب نہیں اس کے ذکر کرنے میں عجلت اور جلد بازی نہ کرو، نہیں معلوم کہ یہ صحیح ہے بھی کہ نہیں؟ عابد نے اپنی بیوی کی حکایت سے نصیحت حاصل کی، پھر عورت نے ایک خوبصورت بچہ جنا، اس کا باپ اس سے بہت خوش ہوا، چند دنوں کے بعد اس کے پاکی کا وقت آ گیا، عورت نے عابد سے کہا: آپ اپنے بچے کے پاس بیٹھے رہیئے، میں حمام جا کر

غسل کر کے آتی ہوں، پھر وہ حمام چلی گئی، شوہر کو بیٹے پاس چھوڑ گئی، تھوڑی ہی دیر بعد اسے بادشاہ کا ایلچی بلانے کے لئے آ گیا، اپنے بچے کے پاس اپنے جانے بعد وہاں رہنے کے لئے سوائے اس نیولا کے جس کو اس نے پال رکھا تھا، کوئی نہیں تھا، وہ بھی اس کے پاس اس کے بچے کے مانند تھا، عابد نے اسے بچے کے پاس چھوڑ دیا اور دروازہ کو بند کر کے ایلچی کے ساتھ چلا گیا، گھر کے کسی پتھر میں سے ایک سانپ نکل آیا، اور بچے کے قریب پہونچ گیا، اسے نیولے نے مار دیا، پھر اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا، پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اس کا چہرہ سانپ کے خون میں لت پت ہو گیا، پھر عابد آیا اور دروازہ کھولا، نیولے نے اس سے اس طرح ملاقات کی گویا وہ اسے سانپ کے مار ڈالنے کی خوشخبری دے رہا ہو، جب عابد نے اسے خون میں لت پت دیکھا تو وہ ڈر گیا، اس کے ہوش وحواس جاتے رہے، اسے ایسے لگا کہ نیولے نے اس کے بچے کا گلہ کھونٹ دیا ہے، اس نے اس معاملے کی تحقیقات نہیں کی، اس نے اس بارے میں حقیقت کو جاننے کے لئے تفتیش اور تحقیق نہیں کی کہ اس کی وجہ سے گمان کے خلاف کچھ کر بیٹھوں، لیکن اس نے نیولے کو اپنے ہاتھ میں موجود لاٹھی سے اس کے سر پر اس زور سے مارا کہ وہ مر گیا، عابد اندر گیا تو لڑکے کو صحیح سالم زندہ پایا، وہیں اس کے پاس سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پڑا ہوا تھا جب اس نے حقیقتِ حال کو جانا، جلد بازی میں اس سے سرزد ہونے والی اس غلط حرکت کا اسے علم ہوا، تو ہ اپنے سر کو پیٹ کر رہ گیا، اور کہنے لگا: کاش کہ مجھے یہ بیٹا نہ ہوا ہوتا، اور میں اس طرح دھوکہ نہ کھاتا، بیوی آئی اور اس نے اسے اس حالت میں دیکھا، تو اس سے پوچھنے لگی، کیا ہو گیا؟ اس نے اسے نیولے کے اچھے سلوک اور اس کے اسے برا بدلہ دینے کا ذکر کیا، عورت نے کہا: یہ جلد بازی کا نتیجہ ہے، یہ اس شخص کی مثال ہے جو اپنے معاملے کی تحقیق نہیں کرتا، جلد بازی اور عجلت میں اپنی چاہتوں پر عمل ہوا پیرا ہوتا ہے۔

چوہا اور بلی

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے اس شخص کی مثال بتاؤ جس کے بے شمار دشمن ہوں، جنھوں نے اسے ہر جانب سے گھیر رکھا ہو، وہ ان کی وجہ سے بالکل ہلاکت کے قریب پہونچ گیا ہو، اور وہ ان میں سے کچھ دشمنوں سے دوستی اور مصالحت کے ذریعے بچاؤ اور نجات کی راہیں تلاش کرتا رہا، اووہ خوف سے بچ کر امان میں آگیا، فیلسوف نے کہا: دوستی اور دشمنی ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی کبھی دوستی دشمنی سے بدل جاتی ہے اور کبھی دشمنی دوستی سے بدل جاتی ہے، اس بارے میں بے شمار واقعات حالات اور تجربات ہیں، صاحب الرائے ان تمام واقعات سے ایک نئی رائے قائم کرتا ہے، دشمن کی جانب سے شجاعت وقوت کا سبق لیتا ہے اور دوست کی جانب سے انسیت کا، دانا شخص کو دشمن کی اپنے دل میں موجود دشمنی کسی خوف واندیشے کو دور کرنے یا کسی نفع کو حاصل کرنے کے لئے اس سے قربت ونزدیکی اور مدد حاصل کرنے کے لئے آڑ نہیں بنتی، جو شخص اس کام کو احتیاط کے ساتھ انجام دے لیتا ہے، وہ اپنے مقصد کو پالیتا ہے، اس کی مثال چوہے اور بلی کی مثال ہے، جس وقت وہ دونوں مصیبت میں پھنس گئے تھے، وہ دونوں آپس کے صلح صفائی کے ذریعے اس مصیبت اور پریشانی سے بچ گئے تھے ، بادشاہ نے کہا: وہ کیسے ہوا تھا؟۔

بیدبا نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بڑے درخت کی جڑ میں ایک بلی کا گھر تھا جس کا نام رومی تھا، وہی قریب میں ایک بل میں فریدون نامی ایک چوہا رہا کرتا تھا، اس جگہ شکاریوں کا بکثرت آنا ہوتا تھا جو یہاں کے جانوروں اور پرندوں کا شکار کرتے تھے، ایک دن وہاں ایک شکاری آیا، رومی کے قریب ہی اس نے اپنا جالا ڈال

دیا،تھوڑی دیر میں بلی جالے میں پھنس گئی،چوہا آہستہ آہستہ،روٹی کی تلاش میں رومی سے ڈرتا ہوانکل آیا،چوہے نے اپنے دوڑنے کے دوران بلی کو جال میں دیکھا،اس کو اس طرح دیکھ کر بہت خوش ہوا،پھروہ مڑا تو اسے اپنے نیچے نیولا دکھائی دیا جو اسے پکڑ لینا چاہتا تھا،درخت پر ایک الوتھا وہ بھی اسے اچک لینا چاہتا تھا،وہ اپنے بارے میں حیران و پریشان ہوگیا،اسے یہ اندیشہ ہونے لگا کہ اگر وہ پیچھے کی جانب آتا ہے تو اسے نیولا پکڑ لے گا،اور اگر وہ داہنے یا بائیں جانب جاتا ہے تو اسے الو اچک لے گا،اور اگر وہ اپنے آگے جاتا ہے تو بلی اس کا شکار کر لے گی،اس نے اپنے دل میں کہا:ان مصیبتوں نے مجھے گھیر لیا ہے،یہ تمام پریشانی مجھ پر یکجا طور پر آتی ہے،ان آزمائشوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا ہے۔

اس کے بعد میرے ساتھ میری عقلمندی،دانائی اور ہوشیاری تھی،میرے اس معاملے کی وجہ سے نہ مجھے گھبراہٹ ہوئی اور نہ میری حالت کی وجہ سے مجھے ہول اور خوف ہوا اور نہ مجھ پر دہشت وہیبت طاری ہوئی،او نہ میرا دل ٹوٹ کر اچاٹ ہوگیا،عقلمند اپنی درست رائے کے وقت خوف نہیں کرتا،اور نہ کسی حالت میں اس کا ذہن ودماغ اکٹھے الگ ہوتا ہے،عقل اس سمندر کے مانند ہوتی ہے جس کی گہرائی کو معلوم نہیں کیا جاسکتا،ذی رائے اور عقلمند پر مصیبت اس حد تک نہیں پہونچتی کہ وہ اسے ہلاک کردے،امیدوں کا برآنا،اسے اس حد تک نہیں پہونچا تا کہ جس کی وجہ سے وہ اترائے اور مستی میں آجائے ،اس طرح اس پر معاملے کی حقیقت ڈھنک جائے،مجھے اس مصیبت سے نجات کی ایک ہی شکل نظر آرہی تھی کہ بلی سے صلح کر لی جائے؛چونکہ اس پر بھی میری طرح یا کچھ کم مصیبت ضرور آن پڑی ہے،شاید کہ وہ میں جو گفتگو کروں گا اسے سن لے گی،اور میرے اس فصیح وبلیغ خطاب کو مجھ سے محفوظ کر لے گی،میرے اس دوٹوک سچائی کو خالص تصور کرے گی،جس میں کوئی عذر اور دھوکہ نہیں،وہ اسے سمجھے اور میری مدد کی طمع اور لالچ کرے،اس طرح ہم بچ جائیں۔

پھر چوہا بلی کے قریب آیا،اس سے کہا:کیسی حالت ہے؟اس سے بلی نے کہا:

تمہاری چاہت کے مطابق تنگی اور پریشانی میں ہوں، چوہے نے کہا: میں بھی مصیبت میں تمہارا شریک ہوں، مجھے اپنے نجات کی امید اسی میں نظر آتی ہے، جس میں مجھے تمہاری نجات کی امید نظر آتی ہے، میری اس بات میں نہ کوئی جھوٹ ہے اور نہ کوئی دھوکا ہے، یہ نیولا بھی میرے لئے برا ارادہ رکھتا ہے، اور الو بھی میرے گھات میں ہے، یہ دونوں میرے بھی اور تمہارے بھی دشمن ہیں، اگر تم مجھے امان دو تو میں تمہارے جال کو کاٹ دوں اور تمہیں اس مصیبت سے خلاصی دلاؤ، جب یہ ہم میں سے ہر شخص کی نجات اپنے ساتھی کے ذریعے ہوگی تو یہ کشتی اور سواروں کی طرح ہوگا، یہ کشتی کی وجہ سے بچتے ہیں اور کشتی ان کی وجہ سے بچی ہوتی ہے، جب بلی نے چوہے کی بات سنی، اور اس کی سچائی کو جان گئی، تو اس نے اس سے کہا: تمہاری بات حق اور درست نظر آتی ہے، مجھے بھی تمہارے اور میرے بچاؤ کی امید میں دلچسپی ہے، چوہے نے کہا: میں تمہارے قریب آ کر تمہارے ساری رسیاں کاٹ دوں گا، صرف ایک رسی کو چھوڑ دوں گا، تا کہ مجھے تمہاری جانب سے بھروسہ اور اعتماد ہو جائے، پھر چوہا بلی کی رسیوں کو کاٹنے لگا، پھر الو اور نیولے نے جب چوہے کو بلی سے قریب ہوتے ہوئے دیکھا تو وہ اس سے مایوس ہو کر لوٹ گئے پھر جب چوہا رومی کی رسیوں کو کاٹنے میں تاخیر کرنے لگا، تو اس نے اس سے کہا: تم مجھے میری رسیوں کے کاٹنے میں پھرتی کرتے نظر نہیں آ رہے ہو؟ جب تم نے اپنے مقصد کو پالیا تو تم معاہدہ سے مکر گئے، اور میری ضرورت میں تاخیر کرنے لگے، حالانکہ نیکوکاروں کا یہ طریقۂ کار نہیں ہوتا؛ چونکہ شریف، نیک شخص اپنے دوست اور ساتھی کے حق میں تاخیر نہیں کرتا، گذشتہ میری دوستی اور رفاقت سے تم کو جو فائدہ اور نفع ہوا ہے اسے تم دیکھ چکے ہو، تم کو اس کا بدلہ چکانا چاہئے، میرے اور تمہارے درمیان جو دشمنی رہی ہے اس کو یاد نہ کرو، میرے اور تمہارے درمیان جو صلح صفائی ہو گئی ہے، اس کی وجہ سے تمہیں یہ چیزیں بھلا دینا چاہئے، اس کے ساتھ وفاداری کا جو اجر ثواب ہے، اور دھوکہ دہی کا جو انجام ہے وہ علٰحدہ ہے، شریف شکر گذار ہوتا ہے، کینہ رکھنے والا نہیں ہوتا، اس کے ساتھ صرف ایک احسان اور بھلائی ہی اس کے بے شمار خرابیوں اور برائیوں کو بھلا دیتی ہے، یوں کہا جاتا ہے: جس

انجام اور برائی سے جلد دو چار ہوا جاتا ہے وہ دھوکہ دہی کا انجام ہے، جس سے عاجزی کی جائے اور عفو وعافیت کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اس پر مہربانی نہ کرے اور اس کو معاف نہ کرے تو اس نے اسے دھوکہ دیا، چوہے نے کہا: دوست دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک رضا کار، دوسرے مجبور، یہ دونوں نفع کے طالب ہوتے ہیں، اور نقصان سے بچاؤ کرتے ہیں، رضا کار دوست کے ساتھ مہربانی اور شفقت کی جاتی ہے، اور وہ تمام احوال سے مامون اور محفوظ ہوجاتا ہے، مجبور دوست بسا اوقات اس کے ساتھ بھی شفقت ونرمی کا برتاؤ کیا جاتا ہے، اور کبھی اس سے احتیاط برتا جاتا ہے، عقلمند اپنی بعض ضروریات کو بعض چیزوں کے خوف واندیشے سے رہن رکھتا ہے، دوست کی دوستی کا انجام بجلد نفع حاصل کرنا اور اپنے مطلب کو حاصل کرنا ہوتا ہے، جو میں نے تم سے عہد کیا ہے اسے پورا کروں گا، لیکن اس کے باوجود اپنی حفاظت کا انتظام بھی کروں گا؛ چونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہاری جانب سے مجھے وہی مصیبت پہونچے جس کے خوف سے میں نے تم سے مصالحت کی ہے، اور جس کی وجہ سے تم نے میری بات قبول کی ہے؛ چونکہ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے، جو کام اپنے وقت پر نہیں ہوتا اس کا انجام بھی ٹھیک نہیں ہوتا، میں تمہارے تمام رسیّوں کو کاٹ دوگا، البتہ ایک گرہ رکھ چھوڑوں گا، جسے تمہارے پاس گروی رکھوں گا، میں اسے اسی وقت کاٹوں گا جس وقت مجھے معلوم ہوجائے تم مجھ سے غافل ہو یعنی جس وقت میں شکاری کو دیکھوں گا، پھر چوہا بلی کی رسیّوں کو کاٹنے لگا، اسی طرح شکاری بھی آپہونچا، اس سے بلی نے کہا: اب تو میری رسیّوں کو کاٹنے میں جلدی کرو، چوہے نے کاٹنے میں بہت محنت کی، جسے ہی وہ اسی کو کاٹ چکا تو بلی شکاری کے ڈر سے درخت پر چڑھ گئی، چوہا کسی پتھر میں چلا گیا، شکاری آیا، اس نے اپنی رسیّوں کو کٹا ہوا پایا، پھر وہ وہاں سے ناکام واپس چلا گیا۔

پھر اس کے بعد چوہا باہر نکل آیا، بلی کے قریب آنا مناسب نہ سمجھا اس کو بلی آواز دیا: اے خیر خواہ دوست، تم میر قریب کیوں نہیں آرہے ہو؟ تاکہ میں تمہیں تمہارے حسن سلوک اور نیکی کا بدلہ دوں، میر پاس آؤ، میری دوستی کو ختم نہ کرو؛ چونکہ جو شخص کسی کو دوست

بتاتا ہے اور پھر اس کی دوستی کو ختم کر لے لیتا ہے، تو اس دوستی کا پھل اور فائدہ حاصل نہیں
ہوتا، ساتھی اور دوست بھی اس کے نفع سے مایوس ہوجاتے ہیں، تمہارا میرے اوپر نہ
بھلائے جانے والا احسان ہے، تمہیں خود میرے او رمیرے دوستوں کی جانب سے
بدلے کا متلاشی ہونا چاہئے، تم مجھ سے کچھ خوف نہ کرو، دیکھو، میری جانب سے ہر چیز تم پر
قربان ہے، پھر اس نے قسم کھائی اور اپنے قول کی سچائی کو بتانے کی کوشش کی، چوہے نے
اس سے پکار کر کہا: بہت سی ظاہری دوستیاں اس کے اندر دشمنی چھپی ہوتی ہے، یہ ظاہری
دشمنی سے بھی بڑھی ہوتی ہے، جو شخص اسے بچاؤ نہیں کرتا ہے اس کی حالت اس شخص کی سی
ہوتی ہے، جو پاگل ہاتھی کی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے، پھر اس پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے، پھر وہ ہاتھی
کے پیروں کے نیچے بیدار ہوتا ہے، وہ اسے روند کر قتل کرتا ہے، دوست کو دوست اس وجہ
سے کہا جاتا ہے؛ چونکہ اس کی دوستی سے نفع کی امید ہوتی ہے، دشمن کو دشمن اس وجہ سے کہا
جاتا ہے کہ؛ چونکہ اس سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے، عقلمند کو جب دشمن سے نفع کی امید ہوتی
ہے، تو وہ اس سے دوستی کا مظاہرہ کرتا ہے، اور جب دوست سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے تو
اس سے دشمنی کا مظاہرہ کرتا ہے جانور بھی اپنی ماؤں کے پیچھے دودھ کی تلاش میں چلتے
ہیں، جب دودھ ختم ہوجاتا ہے تو اس سے اعراض کرتے ہیں، بسا اوقات کوئی دوست اپنے
دوست سے اپنے تعلقات قطع کر لیتا ہے؛ چونکہ اسے اس کے شر اور برائی کا ڈر ہوتا ہے
؛ چونکہ اصل میں وہ اس سے دشمنی کرنا نہیں چاہتا، البتہ جس سے اصل میں دشمنی ہی ہو، پھر
کسی صورت سے اس سے دوستی ہوجائے تو اس ضرورت کے پورا ہونے پر دوستی ختم
ہوجاتی ہے اور وہ دشمنی سے بدل جاتی ہے، پھر وہ اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے، اس پانی
کی طرح جسے آگ پر گرم کیا جاتا ہے، پھر جب پانی کو آگ سے ہٹایا جاتا ہے تو وہ پھر ٹھنڈا
ہوجاتا ہے میرے لئے تم سے زیادہ نقصان دہ دشمن کوئی نہیں ہے، میری او رتمہاری
ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے ہم نے یہ مصالحت اور اتفاق کیا تھا، جس معاملے میں مجھے
تمہاری ضرورت اور تم کو میری ضرورت تھی وہ معاملہ ختم ہو چکا، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس
معاملے کے ختم ہوتے ہی دشمنی بھی عود کر آئی ہوگی، کمزور کے لئے طاقتور دشمن کی قرابت او

رنزدیکی مناسب نہیں، مجھے تمہاری میری ضرورت اس قدر سمجھ میں آرہی ہے کہ تم مجھے کھانا چاہتی ہو، اور...... مجھے تمہاری میری ضرورت نہیں ہے، مجھے تم پر کوئی بھروسہ نہیں؛ چونکہ مجھے یہ معلوم ہے کہ کمزور، دشمن سے بچاؤ کرنے والا، اس طاقتور سے زیادہ محفوظ ومامون ہوتا ہے، جو کمزور سے دھوکا کھاجاتا ہے، اور اس سے مطمئن رہتا ہے، عقلمند ضرورت کے وقت اپنے دشمن سے صلح کرتا ہے، اور اس سے اپنی محنت اور دوستی کا مظاہرہ کرتا ہے، اگر ضروری ہو تو اس پر رحم اور شفقت بھی کرتا ہے، پھر ضرورت ختم ہوجائے تو فوراً اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے، عقلمند اپنے دشمن سے جس بارے میں صلح کرتا ہے، اس عہد کو پورا کرتا ہے، لیکن اس پر مکمل بھروسہ نہیں کرتا، اس کے قریب ہوتے ہوتے اسے چین وسکون نہیں ہوتا، اسے جس قدر ہوسکے اس سے دور ہی رہنا چاہیئے، میں تم سے دور ہی سے محبت کرتا ہوں، میں تمہارے واسطے تمہارے باقی اور صحیح سالم رہنے کی چاہت کرتا ہوں، جب کہ یہی چیز میں پہلے نہیں چاہتا تھا، تم بھی میرے اس سلوک کا بدلہ اسی کے مثل سے دے سکتی ہوں، ہمارے اکٹھا ہونے کی کوئی صورت نہیں۔

بادشاہ اور ''فنزہ'' پرندہ

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے ان بدلہ لینے والوں کی مثال بتاؤ جنھیں ایک دوسرے سے بچاؤ کرنا چاہئے، بیدبا نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہندوستانی بادشاہ جس کا نام بریدون تھا، اسکا ایک پرندہ تھا جس کا نام فنزہ تھا، اس کا ایک بچہ تھا، یہ پرندہ اوراس کا بچہ بہترین گفتگو کرتے تھے، بادشاہ بھی ان دونوں سے بہت خوش تھا، بادشاہ نے ان دونوں کو اس کی بیوی کے پاس لے جانے کے لئے کہا اور بیوی سے کہا کہ: ان دونوں کی اچھی نگہداشت کرے، انھیں دنوں بادشاہ کو ایک لڑکا ہوا، پرندہ کے بچہ اس لڑکے سے مانوس ہوگیا، یہ دونوں بچے مل جل کر کھیلتے، فنزہ ہر روز پہاڑ پر جاتا اور وہاں سے ایک نیا پھل روز لاتا، آدھا بادشاہ کے لڑکے کو کھلاتا اور آدھا اپنے چوزے کو کھلاتا، یہ دونوں جلدی جلدی بڑے ہونے لگے، ان کی بڑھوتری میں اضافہ ہوتا رہا، بادشاہ کو بھی ان میوہ جات کے اثرات ان پر واضح طور پر نظر آنے لگے، اس کی وجہ سے فنزہ کی عزت عظمت اور محبت بادشاہ کے یہاں اور بڑھ گئی، ایک دن فنزہ پھلوں کی تلاش میں باہر گیا ہوا تھا، اس کا چوزہ لڑکے کے گود میں بیٹھا ہوا تھا، اس نے لڑکے کے گود میں پیشاب کردیا، بچے کو غصہ آگیا، اس نے چوزے کو لے کر زمین پر مار دیا، تو وہ مرگیا، پھر فنزہ واپس آیا تو اپنے بچے کو مرا ہوا پایا، وہ چلانے اور غم کا اظہار کرنے لگا، اور کہا: ان بادشاہوں کا برا ہو جن کے یہاں نہ کوئی عہد و پیمان ہوتا ہے اور نہ وفاداری ہوتی ہے، اس شخص کی تباہی ہو جسے ان بادشاہوں کی محبت اور رفاقت حاصل ہوئی ہو جن کے یہاں حمیت وغیرت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، وہ کسی سے محبت اور ان کا اعزاز واکرام اسی وقت کرتے ہیں جب ان کو ان کے پاس کے پاس موجود س مال ودولت کی لالچ ہوتی ہے، یا وہ کسی کے علم کی ضرورت

مند ہوتے ہیں، وہ اسی کا اعزاز واکرام کرتے ہیں، جب وہ ان سے اپنی ضرورت حاصل کر لیتے ہیں تو نہ محبت ہوتی ہے نہ بھائی چارہ ہوتا ہے، نہ احسان ہوتا ہے اور نہ گناہوں کی بخشش اور معافی ہوتی ہے اور نہ حق کی پہچان ہوتی ہے، ان کے سارے معاملات ریاکاری اور فسق وفجور پر مبنی ہوتے ہیں، وہ اپنے لڑکے کے گناہ کو بھی چھوٹا سمجھتے ہیں، اور اپنی خواہشات کے خلاف چھوٹی چیز کو بھی بڑے سمجھتے ہیں، انھیں میں سے یہ ناشکرا بھی ہے، جس میں کوئی رحم وکرم نہیں، اپنے دوست اور بھائی کو دھوکہ دینے والا، نہایت ہی غصے میں اس نے لڑکے کے چہرہ پر حملہ کر دیا، اس کی دونوں آنکھیں پھوڑ کر اڑ گیا، پھر جا کر ایک درخت پر بیٹھ گیا، جب بادشاہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے بہت زیادہ دکھ اور غم کا اظہار کیا، اس نے اس کے لئے حیلہ کرنا چاہا، اس کے قریب کھڑے ہو کر اسے آواز دیا، اور اس سے کہا: تم بالکل مامون ہو، فنزہ تم درخت پر سے اُتر آؤ، اس نے اس سے کہا: بادشاہ سلامت! دھوکہ باز دھوکہ میں ماخوذ ہوتا ہے، اگر وہ بجلد انجام سے دوچار نہ ہوتا خیر صحیح اپنے انجام سے دوچار ضرور ہوگا، یہاں تک کہ وہ سزا پر سزا سے دوچار ہوتا رہے گا۔ تمہارے بیٹے نے میرے بیٹے کو دھوکہ دیا، تو وہ اس کے انجام سے بجلد دوچار ہو گیا، بادشاہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے تمہارے بیٹے کو دھوکہ دیا تم نے ہم سے انتقام لیا، نہ تم کو ہم سے کوئی بدلہ لینا ہے اور نہ ہم کو تم سے کوئی بدلہ لینا ہے، لہٰذا تم امن وامان کے ساتھ ہمارے پاس لوٹ آؤ، فنزہ نے کہا: میں تمہارے پاس دوبارہ کبھی نہیں آؤں گا، عقلمندوں نے مقتول کے اس وارث کے قریب جانے سے منع کیا جو بدلہ نہ لے سکے۔

یوں کہا جاتا ہے: عقلمند اپنے والدین کو دوست، بھائیوں کو رفیق، بیویوں کو محبت کرنے والیاں، لڑکیوں کو فریق مخالف، رشتہ داروں کو قرض خواہ اور اپنے آپ کو یکا وتنہا شمار کرتا ہے، میں وہ اجنبی، تنہا، دھتکارا ہوا شخص ہوں، جس نے تمہارے پاس سے غم واندوہ کا وہ بھاری بوجھ حاصل کیا ہے، جس کو میرے ساتھ کوئی دوسرا نہیں اٹھا سکتا ہے، میں جا رہا ہوں میری طرف سے تم کو سلام۔

اس سے بادشاہ نے کہا: اگر تم نے اس قسم کی جرأت وہمت، ہمارے تمہارے

ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے کی ہوتی ، یا تمہاری یہ حرکت ، ہماری جانب سے دھوکہ دہی کے ابتدء کے بغیر ہوتی تو بات تمہارے کہنے کے مطابق ہوتی ، جب دھوکہ دہی کی ابتدء ہماری طرف سے ہوئی ہے تو تمہارا گناہ کیا ہے؟ تمہیں ہم پر بھروسہ کرنے سے کونسی چیز مانع بن رہی ہے؟ چلو ہمارے پاس آؤ، تم مامون ہو، فنزہ نے کہا: دیکھو، دشمنی ، کینہ کے لئے دلوں میں مضبوط جگہ اور کسک ہوتی ہے، زبان دل کے بارے میں صحیح خبر نہیں دیتی ہے، دل، دل کے حوالے سے گواہی دینے میں زبان سے زیادہ انصاف پسند ہوتا ہے، مجھے یہ معلوم ہے کہ میرا دل تمہاری زبان کی اور تمہارا دل میری زبان کی گواہی نہیں دے رہا ہے، بادشاہ نے کہا: کینہ، دشمنی اور بغض بہت سے لوگوں کے بیچ ہوتا ہے، عقلمند کینہ دشمنی کو ختم کرنے کا بمقابل اس کی تربیت اور پرورش کے زیادہ شوقین ہوتا ہے، فنزہ نے کہا: بات ایسی ہی ہے جیسے آپ نے کہا: اس کے باوجود عقلمند کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ، وارث اپنے موروث کے قتل کی تکلیف کو بھول بیٹھا ہے، اور اس نے اس حوالے سے سوچنا ترک کردیا ہے، ذی رائے، عقلمند دھوکہ دہی ،مکروفریب کا اندیشہ کرتا ہے، وہ یہ جانتا ہے کہ بہت سے دشمنوں سے سختی ،مخالفت اور دشمنی کے ذریعے اس قدر قابو نہیں پاسکتا، جس قدر ان کو نرمی ، رقت ، اور مہربانی کے ذریعے زیر کیا جاسکتا ہے، (ان کا شکار کیا جاسکتا ہے) جیسے جنگلی ہاتھی کا شکار پالتو ہاتھی کے ذریعے کیا جاتا ہے، بادشاہ نے کہا: عقلمند، شریف شخص اپنے محبوب کو نہیں چھوڑتا ہے، اپنے بھائیوں سے قطع تعلق نہیں کرتا ہے، اور اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتا گرچہ اسے خود اپنے اوپر خوف ہو، بلکہ یہ اوصاف تو آخری درجے کے جانوروں میں بھی ہوتے ہیں، مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ کھلاڑی کتوں سے کھیلتے ہیں، پھر انھیں ذبح کرکے کھا جاتے ہیں، جو کتا ان سے مانوس ہوتا ہے وہ یہ سب کچھ دیکھتا ہے، لیکن وہ ان سے جدائیگی نہیں اختیار کرتا ہے، اور اس کی ان سے الفت ومحبت میں یہ چیز ا سکے لئے رکاوٹ بنتی ہے، فنزہ نے کہا: کینہ دشمنی جہاں بھی ہوتی ہے تو اس سے خوف اور اندیشہ ہوتا ہی ہے، بادشاہوں کے دل میں جو کینہ اور دشمنی ہوتی ہے وہ بہت سخت اور خوفناک ہوتی ہے؛ چونکہ بادشاہ انتقام کا طریقہ اختیار کرتے ہیں، وہ تاوان اور بدلہ لینے

کوعزت اور فخر سمجھتے ہیں؛ عقل مند، بغض وحسد کے ٹھنڈے پڑنے سے دھوکہ نہیں کھاتا، دل میں کینے کی مثال اگر اس کا کوئی محرک اور داعی نہ ہوتو اس چھپے ہوئے آگ کے ڈلے کی سی ہے جسے ایندھن (لکڑیاں) نہیں ملتی، دواعی ومحرکات اور اسباب کے تلاش وجستجو کے ساتھ کینہ اور دشمنی جدا نہیں ہوتی، جیسے آگ لکڑی کو چاہتی ہے، جب کوئی وجہ اور سبب پایا جاتا ہے تو یہ کینہ بھی آگ کی طرح بھڑک اٹھتا ہے، نہ اس کینہ کی آگ کو بہترین گفتگو کے ذریعے، نہ ہی نرمی سے، نہ مہربانی سے نہ عاجزی وانکساری سے، نہ ظاہری بناوٹ سے اور نہ اس کے علاوہ کسی دوسری چیز سے بغیر جانوں کے تلف کے بجھایا جاسکتا ہے، حالانکہ قاتل مقتول کے وارث کو اپنی استطاعت وقدرت کے مطابق نفع اور فائدہ پہونچا کر اس سے معافی تلافی کی امید کرتا ہے، لیکن میں تمہارے دل میں موجود کینہ، کپٹ کو دور کرنے پر بالکل قادر نہیں ہوں، اور اگر تمہارا دل تم سے جو کہہ رہا ہے اس سے معمولی ہے بھی تو اس سے بھی مجھے کوئی بے نیازی حاصل نہیں ہوسکتی، جب تک ہم ساتھ رہیں گے تو میں خوف واندیشے اور بدگمانی میں رہوں گا، میرے اور تمہارے درمیان جدائیگی کی ہی میری رائے ہے، میری طرف سے تم کو سلام۔

بادشاہ نے کہا: میں جانتا ہوں کہ کوئی کسی کو نہ نفع پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان، جو کچھ بھی چھوٹی بڑی مصیبت کسی کو پہونچتی ہے تو وہ تقدیری فیصلوں کے تحت، جیسے مخلوقات کا وجود میں آنا، بچوں کا پیدا ہونا، کسی چیز کا باقی اور حیات رہنا، اس میں مخلوق کا کوئی دخل نہیں، ایسے کسی چیز کے فناء یا ہلاکت میں بھی کسی کا دخل نہیں ہوتا، جو کچھ تم نے میرے بچے کے ساتھ کیا اس میں نہ تمہارا گناہ ہے اور جو میرے بچے نے تمہارے بچے کے ساتھ کیا اس میں تمہارا کچھ گناہ نہیں، یہ تمام چیزیں تقدیری فیصلے ہیں، ان میں سے ہر چیز کے اسباب اور محرکات ہیں، تقدیر جن چیزوں پر آتی ہے، ہم اس کا مواخدہ نہیں کرسکتے، فنزہ نے کہا: تقدیر ویسے ہی ہوتی ہے جیسے تم نے ذکر کیا، لیکن یہ چیز مستقل مزاجی، پختہ کار شخص کو اندیشوں سے بچاؤ کرنے سے نہیں روک سکتی، یہ شخص تقدیر پر بھی یقین رکھتا ہے اور حزم واحتیاط کو بھی اپناتا ہے اور قوت کا بھی استعمال کرتا ہے، مجھے یہ معلوم ہے کہ تم ایسی بات

کرر ہے جو تمہارے دل میں نہیں ہے، میرے اور تمہارے درمیان جو معاملہ ہے وہ کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے؛ چونکہ تمہارے بیٹے نے میرے بیٹے کو قتل کیا۔ اور میں نے تمہارے بیٹے کی آنکھ پھوڑ دی، تم میرے قتل سے تسلی حاصل کرنا اور مجھے اپنی جان سے غافل کرنا چاہتے ہو اور نفس موت سے انکار کرتا ہے، یوں کہا جاتا ہے محتاجگی مصیبت ہے، غم واندوہ مصیبت ہے، دشمن کی قربت مصیبت ہے، دوستوں کی جدائیگی مصیبت ہے، بیماری مصیبت ہے، بوڑھاپا مصیبت ہے، ان تمام مصائب کی جڑ موت ہے، غمگین او رتکلیف سے دوچار دل کی حالت کو اس شخص سے زیادہ کوئی نہیں جانتا، جس نے اسی کی طرح تکلیف اٹھائی ہو، میں اپنی دل کی حالت سے تمہارے دل کی حالت کا اندازہ کرسکتا ہوں کہ تمہارا دل بھی میرے دل کی طرح انتقام کا جذبہ رکھتا ہے، تمہاری رفاقت اور دوستی میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے؛ چونکہ جب بھی تم اپنے لڑکے کے ساتھ میری حرکت کو اور میں جب بھی تمہارے لڑکے کے میرے لڑکے کے ساتھ سلوک کو یاد کروں گا تو اس کی وجہ سے ضرور دلوں میں تبدیلی اور کدورت آئے گی۔

بادشاہ نے کہا: اس شخص میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے جو اپنے دل میں موجود چیزوں سے اعراض نہ کرسکتا ہوں اور اس کو اس طرح بھول نہ جاتا ہو اور اسے اس طرح چھوڑ نہ دیتا ہو کہ وہ پھر کبھی نہ یاد آئیں، اور دل میں اس کے لئے بالکل کوئی جگہ نہ رہے، فنزہ نے کہا: جس شخص کے پیر کے نچلے حصے میں پھوڑا اور زخم ہو، گرچہ اسے چلنے کی خواہش ہوتی ہے، لیکن اس کے زخم کو چھیلنا ضروری ہوتا ہے، آشوبِ چشم میں مبتلا شخص کو جب ہوا لگتی ہے تو وہ اس سے اعراض کرتا ہے؛ چونکہ اس کی وجہ سے اس کے آشوبِ چشم میں مزید اضافہ کا خدشہ ہوتا ہے، اس طرح قاتل مقتول کے وارث سے اپنے آپ کو قریب کرکے اپنے ہی کو ہلاکت سے دوچار کرتا ہے، دنیادار کے لئے ہلاکتوں اور نقصانات سے بچاؤ کرنا، معاملات کا اندازہ کرنا، قوت وطاقت پر کم بھروسہ کرنا، اور جن سے اسے امن نہ ہو ان سے دھوکہ کھانا یہ چیزیں ضروری ہیں؛ چونکہ جو شخص اپنی طاقت پر بھروسہ کرتا تو یہ چیز اسے خوفناک راہوں پر چلنے کے لئے آمادہ کرتی ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی

کوشش کرتا ہے، جو شخص اپنے لقمے کا اندازہ نہ کر سکے، اور اپنے منہ کی وسعت اور کشادگی سے بڑھ کر اس لقمے کو لے تو بسا اوقات اس کی وجہ سے اس کے گلے میں پھندا لگ جائے گا اور وہ اسی میں مر جائے گا، جو شخص اپنے دشمن کی بات سے دھوکہ کھا جائے، اور حزم و احتیاط کو ترک کر دے تو اس نے اپنے دشمن کی جانب سے خود اپنے اوپر زیادتی کی، کسی بھی شخص کو اس تقدیر پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے جس کے بارے میں یہ نہیں معلوم کہ اس میں سے کونسی چیز وقوع پذیر ہوگی اور کونسی چیز اس کو درپیش نہ ہوگی، لیکن اسے تو احتیاط کرنا چاہئے۔ قوت وطاقت کو اپنانا چاہئے اور اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہئے، عقلمند جس قدر ہو سکے دوسرے پر بھروسہ نہ کرے، اور نہ خوف واندیشہ پر قائم رہے، حالانکہ وہ اس سے نکل بھی سکتا ہے، مجھے اندیشوں سے نکلنے کے لئے بے شمار راستے معلوم ہیں، میں جس راستے پر بھی جاؤں گا، اس پر اپنی ضرورت کی چیز پالوں گا؛ چونکہ جس میں پانچ خصلتیں ہوتی ہیں، تو وہ اسے ہر موقع سے کفایت کرتی ہیں، اسے ہر تنہائی میں انس کا کام دیتی ہیں، بعید کو قریب کرتی ہیں، اسے معاش اور دوستیاں فراہم کرتی ہیں، ایک تو تکلیف کا دور کرنا، دوسرے حسن اخلاق، تیسرے شک وشبہ سے بچنا، چوتھے عادات کا درست ہونا، پانچواں کام میں ذہانت کا ہونا، جب انسان کو اپنی جان پر کسی طرح کا کوئی خوف ہوتا ہے تو اس کا دل مال، اہل وعیال اور وطن سے مانوس اور مطمئن ہو جاتا ہے؛ چونکہ وہ ان تمام چیزوں کی نیابت وجانشینی کی امید رکھتا ہے، اسے خود اپنی نیابت کی امید نہیں ہوتی ہے۔ بدترین مال وہ ہوتا ہے جس میں سے خرچ نہ کیا جائے، بدترین بیوی وہ ہے جو اپنے شوہر کی نافرمان ہو، بدترین لڑکا وہ ہے جو نافرمان اور ماں باپ سے قطع تعلق کرنے والا ہو، بدترین دوست وہ ہے جو مصائب او پریشانیوں کے وقت دوست کی امداد کو چھوڑ دے، بدترین بادشاہ وہ ہے جس سے بے گناہ خوف کرے، اور جو رعایا کی صحیح حفاظت نہ کرے، بدترین شہر وہ ہے جہاں نہ رونق ہو اور نہ امن وسکون، بادشاہ سلامت مجھے آپ کے پاس نہ امن وسکون ہے اور نہ تمہارے پڑوس میں رہنے میں مجھے کوئی اطمینان وراحت ہے، پھر وہ بادشاہ کو الوداع کہہ کر اڑ گیا، یہ وہ ان بدلہ لینے والوں کی مثال ہے جن کے بارے ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا مناسب نہیں۔

شیر اور گیدڑ

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے اس بادشاہ کی مثال بتاؤ جو اس بے گناہ شخص سے رجوع کرتا ہے، جسے بغیر گناہ اور جرم کے سزا دی گئی ہے۔

فیلسوف نے کہا: اگر بادشاہ اس شخص سے رجوع نہیں کرتا ہے، جس کو اس سے کسی گناہ کی وجہ یا بغیر کسی گناہ کے تکلیف پہونچی ہے، خواہ اس نے یہ چیزیں ظلماً کی ہو یا نہ کی ہو یہ چیزیں تمام معاملات کے لئے نقصاندہ ہوتی ہیں، بادشاہ کو چاہئے کہ وہ ان چیزوں میں مبتلا شخص کے حالات پر نظر کرتا رہے اور اس کے پاس منفعت بخش چیزوں سے باخبر رہے، اگر اس کی رائے اور امانت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، تو بادشاہ کو اس سے ضرور رجوع کرنا چاہئے؛ چونکہ حکومت کا کنٹرول کرنا بغیر ذی رائے اور عقلمند لوگوں کے ممکن نہیں ہے، یہی لوگ وزاراء اور دوسرے اعوان وانصار ہوتے ہیں، ان وزراء اور مددگار لوگوں سے بغیر محبت ومودت، اور خیر خواہی اور حسن سلوک کے فائدہ اٹھایا نہیں جاسکتا، اور محبت وخیر خواہی، ذی رائے عقلمند، اور دوست لوگوں سے ہی ہوتی ہے، بادشاہ کے کام بے شمار ہوتے ہیں، اس طرح بادشاہ کو بے شمار کارندوں اور مددگاروں کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن ان تمام اوصاف خیر خواہی اور عفت وپاکیزگی کے حامل بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ اس کی مثال شیر اور لومڑی کی مثال ہے۔ بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟ فیلسوف نے کہا:

یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی کوہ میں ایک گیدڑ رہا کرتا تھا، وہ دیگر گیدڑوں، ببروں اور لومڑیوں میں سے زیادہ زاہد اور عفیف تھا، وہ ان کی طرح حرکتیں نہیں کرتا، وہ ان کی کسی پر حملہ نہیں کرتا تھا اور نہ کسی کا خون بہاتا اور نہ کسی کا گوشت کھاتا، ان درندوں

نے اس سے جھگڑا کیا، اور کہا: ہم تمہاری اس عادت سے خوش نہیں ہیں، اور نہ تمہارے اس زہد اور دنیا سے کنارہ کشی کی رائے پر متفق ہیں، حالانکہ یہ تمہاری دنیا سے کنارہ کشی تمہارے لئے کچھ نفع بخش نہیں ہوگی، تم ہم میں سے ہر شخص کی طرح کاروائی کر سکتے ہو، تم کیوں خون ریزی نہیں کرتے ہو؟ اور گوشت نہیں کھاتے ہو؟ گیدڑ نے کہا: میرا محض تمہارے ساتھ رہنا مجھے گناہوں میں مبتلا نہیں کرسکتا، جب تک میں خود گناہ کرنا نہ چاہوں؛ چونکہ گناہ جگہوں یا ساتھیوں کی وجہ سے نہیں ہوتے، لیکن گناہوں کا تعلق دلوں اور اعمال سے ہوتا ہے، اگر اس جگہ رہنے والا آدمی نیک ہوتا ہے تو اس کے اعمال بھی اچھے ہوتے ہیں، اور اس جگہ رہنے والا برا ہوتا ہے تو اس کے اعمال بھی برے ہوتے ہیں، لہٰذا جو شخص عابد کو اس کے عبادت خانے میں قتل کردے تو وہ گنہ گار نہیں ہوگا اور جو شخص معرکۂ جنگ میں اسے چھوڑ دے تو گنہ گار ہوگا، میں اپنے جسم کے ساتھ تمہارے ساتھ رہتا ہوں، میں اپنے دل واعمال کے ساتھ تمہارے ساتھ نہیں رہتا؛ چونکہ میں اعمال کے ثمرات اور نتائج کو جانتا ہوں، اس لئے میں نے اپنی یہ حالت بنا رکھی ہے، گیدڑ اپنی اسی حالت پر قائم رہا، اور وہ زہد اور دنیا سے کنارہ کشی میں بہت مشہور ہوگیا، اس کی خبر یہاں کے بادشاہ شیر کو پہونچی، اسے اس کی عفت و پاکیزگی، پاکدامنی، دنیا سے بے رغبتی اور امانت کا پتہ چلا تو اس کو اس میں دلچسپی ہونے لگی، چنانچہ شیر نے اس کو بلا بھیجا، جب وہ آیا تو شیر نے اس سے گفتگو کی اور اس کو مانوس کیا، اس نے اسے تمام چیزوں میں اپنے مقصد کے موافق پایا، پھر اسے چند دنوں کے بعد اپنے پاس رہنے کے لئے بلایا، اور اس سے کہا: دیکھو میرے کارندے بہت سارے ہیں اور میرے مددگاروں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے، اس کے باوجود بھی.........دیگر مددگاروں کی ضرورت ہے، مجھے تمہاری پاکدامنی، اخلاق، سمجھ بوجھ اور دینداری کا پتہ چلا ہے، اس لئے میری تمہارے اندر دلچسپی بڑھ گئی ہے، میں اپنے بہت بڑے کام کو تمہارے سپرد کرنا چاہتا ہوں، تمہیں بہت زیادہ رتبہ اور مقام دینا چاہتا ہوں، اور تم کو اپنا خصوصی نمائندہ بنانا چاہتا ہوں، گیدڑ نے کہا: بادشاہوں کو اپنے خصوصی کاموں اور اپنے دلچسپ امور میں اپنے مددگاروں کے

انتخاب کا اختیار ہوتا ہے، لیکن انہیں اس معاملے میں کسی پر زبردستی کرنا مناسب نہیں ہوتا؛ چونکہ جس پر زبردستی کی جاتی ہے وہ کام کو اچھی طرح سے انجام نہیں دے سکتا، مجھے بادشاہ کے کام کے لئے زبردستی کی جارہی ہے؛ حالانکہ مجھے اس کا تجربہ نہیں اور نہ مجھ میں بادشاہ کے بارے میں رقت اور نرمی ہے اور آپ درندوں کے سردار ہیں، آپ کے پاس مختلف قسم کے وحشی جانور ہیں، ان میں شریف اور طاقتور لوگ بھی ہیں، اور وہ کام کرنے کے شوقین بھی ہیں، اور وہ اپنے بادشاہوں کے بارے میں نرم رویہ بھی رکھتے ہیں، اگر آپ ان کاموں کے لئے ان کو استعمال کریں تو وہ اس کام کے لئے کفایت کریں گے، اور وہ اس کام کے ملنے پر اپنے آپ پر نازاں بھی ہوں گے، شیر نے کہا: یہ سب باتیں چھوڑ دو، میں تمہیں کام سے دستبردار نہیں کروں گا، گیدڑ نے کہا: بادشاہ کی خدمت دو شخص انجام دے سکتے ہیں، میں ان میں سے کسی میں نہیں ہوں، ایک تو بدکار، نرمی کرنے والا، جو اپنی شرارت سے اپنی ضرورت کو حاصل کرلیتا ہے، اور تکلف و بناوٹ کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ و مامون کرلیتا ہے، یا سادہ لوح اور لاپرواہ شخص، جس سے کوئی حسد نہ کرتا ہو۔ جو شخص سچائی اور پاکیزگی کے ساتھ بادشاہ کی خدمت انجام دینا چاہتا ہے، اس میں بناوٹ، تکلف یا تصنع کو جگہ دینا نہیں چاہتا تو اس وقت وہ بہت کم محفوظ رہتا ہے؛ چونکہ بادشاہ کے دوست او ردشمن دونوں اس کے ساتھ عداوت اور حسد کرنے لگتے ہیں، دوست رتبہ میں اس سے مسابقت کرنا چاہتا ہے، بادشاہ کا دشمن، اس کے بادشاہ کو نصیحت کرنے اور اس کی قائم مقامی کرنے کی وجہ سے اس سے بغض کرنے لگتا ہے، یہ دونوں قسم کے لوگ اکٹھے اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں تو وہ ہلاکت کا شکار ہوجاتا ہے، شیر نے کہا: تمہیں میرے ساتھیوں کی تم پر زیادتی اور حسد کا خیال کرنا نہیں چاہئے، میں تمہارے ساتھ ہوں میں اس بارے میں تم کو بے نیاز کردوں گا، میں تمہاری چاہت کے مطابق شرافت وعزت کے اعلی مقامات پر پہونچاؤں گا، گیدڑ نے کہا: اگر بادشاہ سلامت میرے ساتھ بھلائی اور احسان کرنا چاہتے ہیں تو وہ مجھے اس جنگل میں امن واطمینان کے ساتھ ھموم وغموم سے آزاد، گھاس اور پانی کے ساتھ بخوشی گذراوقات کرنے کے لئے

چھوڑ دیں؛ چونکہ مجھے یہ معلوم ہے کہ بادشاہ کے قریبی شخص کو صرف ایک گھنٹے میں اس قدر تکالیف اور خوف واندیشے لاحق ہوتے ہیں، جو کسی دوسرے کو پوری عمر میں نہیں لاحق ہوتے، تھوڑے سے سازوسامان کے ساتھ معمولی زندگی، خوف واندیشوں کے ساتھ بہت ساری زندگی سے بہتر ہے، شیر نے کہا: میں نے تمہاری بات سنی، میں جس چیز سے تمہیں ڈرتے اور خوف کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اس کا تمہیں خوف نہ کرنا چاہیئے، تمہاری مدد، میرے معاملے میں بالکل ضروری ہے، گیدڑ نے کہا: اگر بادشاہ یہی چاہتے ہیں تو مجھ سے یہ عہد کریں: اگر بادشاہ کے ساتھیوں میں سے کوئی جو مجھ سے رتبہ میں بڑھا ہوا، اپنے رتبہ اور مقام پر خوف واندیشے کی وجہ سے مجھ پر زیادتی کرے، یا جو رتبہ میں جو مجھ سے کمتر ہو اس مقام ومرتبہ میں مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے ظلم کرے، اگر کوئی بادشاہ کے پاس خود اپنی یا دوسروں کے زبانی کوئی ایسی بات کا ذکر کرے، جس سے وہ بادشاہ کو میرے خلاف اکسانا چاہتا ہو، تو بادشاہ اس بارے میں جلد بازی اور عجلت کا مظاہرہ نہ کرے، اس بارے میں جو بات بھی اسے پہنچے یا اس کے پاس جو بھی ذکر آئے تو اس بارے میں تحقیق وتفتیش کرے، پھر جو چاہے کر گذرے، اگر مجھے بھی اس بارے میں اعتماد ہو جائے تو میں بادشاہ کی پسند میں اس کے خود مدد کروں گا، جس نصیحت اور خیرخواہی کے لئے مجھے بادشاہ نے ترجیح دی ہے اس کے لئے کام کروں گا، میں اس بارے میں کوئی کمی کوتاہی نہ کروں گا، بادشاہ نے کہا: تم کو اس کا بلکہ اس سے زیادہ کا بھی اختیار ہے، پھر بادشاہ نے خزانے کی ذمہ داری اسے سونپی، اپنے دیگر ساتھیوں مقابلے میں اس کے لئے اس کو چنا، اور اس طرح اس کی عزت افزائی کی۔

جب شیر کے ساتھیوں نے یہ دیکھا تو وہ غصہ میں آ گئے اور انہیں برا لگا، انہوں نے اکھٹے ہو کر تدبیر کی، اور متفق ہو کر شیر کو اس کے خلاف ابھارنے کا ارادہ کیا، اس میں شیر کو گوشت کا کوئی حصہ بھا گیا تھا، اس نے اس کی کچھ مقدار الگ کی، اور اس کی حفاظت کرنے کو کہا، اور اسے سب سے زیادہ محفوظ ومامون جگہ میں اٹھا کر رکھنے کا حکم دیا، تاکہ اسے دوبارہ واپس لا کر دیا جا سکے، ان لوگوں نے اسے وہاں سے اٹھایا، اور اسے گیدڑ

کے گھر لے گئے اور اسے وہاں چھپا کر رکھ دیا، گیدڑ کو اس کا پتہ نہیں تھا، پھر وہ لوگ کسی بھی حالت کے درپیش ہونے کی صورت میں جھٹلانے کے لئے آموجود ہوئے، دوسرے دن شیر نے اپنے دوپہر کا کھانا طلب کیا تو اس نے گوشت کو نہیں پایا، اس نے اسے تلاش کرنے کو کہا، تلاش کے باوجود یہ نہ مل سکا، گیدڑ کو اس کے بارے میں جو سازش کی گئی تھی اس کا اسے پتہ نہیں تھا، جنہوں نے یہ چال چلی تھی وہ بھی وہاں آموجود ہوئے، اور مجلس میں آبیٹھے، پھر بادشاہ نے گوشت کے بارے میں دریافت کیا، اس نے اس کی پوچھ گچھ کے بارے میں نہایت سختی اختیار کی، ان لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا، ناصح اور خیرخواہ کی طرح ان میں سے ایک نے کہا: ہم کو بادشاہ کے نفع ونقصان کی اطلاع دینا چاہئے۔گرچہ بات کسی کو گراں ہی کیوں نہ گذرے۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ گیدڑ ہی یہ گوشت اپنے گھر لے گیا ہے، دوسرے نے کہا: میں تو یہ سمجھتا تھا کہ وہ ایسا نہیں کرے گا؛ لیکن تحقیق وتفتیش کرلو؛ چونکہ مخلوق کی پہچان مشکل ہے، ایک دوسرے نے کہا: اللہ کی قسم! راز پر اطلاع حاصل ہو ہی جاتی ہے، میرا یہ خیال ہے کہ اگر تم لوگ اس بارے میں تفتیش کروگے تو گوشت گیدڑ کے گھر میں مل جائے گا، جو کچھ اس کے عیوب اور خیانت کا ذکر کیا جارہا ہے اس کی بدرجہ اولی تصدیق ہوجائے گی، اور ایک شخص نے کہا: اگر یہ بات سچ ثابت ہوگی تو نہ صرف اس کی خیانت کا پتہ چل جائے گا؛ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کفران نعمت اور بادشاہ کے خلاف اس کی جرأت بھی معلوم ہوجائے گی، ایک شخص نے کہا: تم لوگ انصاف پسند اور شریف لوگ ہو، میں تمہاری تکذیب تو نہیں کرسکتا؛ لیکن اگر بادشاہ تحقیق وتفتیش کے لئے اس کے گھر پر کسی کو بھیج دے تو اس بات کا پتہ چل جائے گا، ایک اور شخص نے کہا: اگر بادشاہ اس کے گھر کی تلاشی لینا چاہتے ہیں تو بجلد یہ کاروائی کریں، چونکہ بادشاہ کے جاسوس اور سی آئی ڈی ہر جگہ موجود ہیں.......... وہ اس طرح کی بہت ساری گفتگو کرتے رہے، اس طرح یہ بات بادشاہ کے دل میں بیٹھ گئی، اس نے گیدڑ کو لے آنے کو کہا، بادشاہ نے اس سے کہا: جس گوشت کی نگہداشت کا میں نے تم کو حکم کیا تھا وہ کہاں ہے، اس نے کہا: میں نے اسے کھانے کے منتظم کو بادشاہ کو پیش کرنے کے لئے دیا ہے

،شیر نے کھانے کے منتظم کو بلایا،وہ بھی گیدڑ کے خلاف ان لوگوں سے اتحاد واتفاق کر چکا تھا،اس نے کہا:اس نے مجھے کچھ نہیں دیا،شیر نے ایک امانت دار شخص کو اس کے گھر تحقیق وتفتیش کے لئے بھیجا،اس نے وہ گوشت وہاں موجود پایا،اسے شیر کے پاس لے آیا،ایک بھیڑیا جس نے اس بارے میں کچھ نہیں کہا تھا وہ بادشاہ کے قریب آیا،وہ ایسے مظاہرہ کر کر رہا تھا جیسے وہ ان انصاف پسند لوگوں میں سے ہے جو کسی کے بارے میں حق وصداقت کے ظاہر ہوئے بغیر گفتگو نہیں کرتے،اس نے کہا:بادشاہ کو گیدڑ کی خیانت کا پتہ چل جانے کے بعد اسے ہرگز معاف کرنا نہیں چاہئے،اگر بادشاہ اسے معاف کریں گے تو اس کے بعد بادشاہ کو کسی خائن کی خیانت اور کسی گنہ گار کے گناہ کا پتہ نہ چل سکے گا،شیر نے گیدڑ کو لے جا کر اس کی نگرانی کرنے کو کہا،بادشاہ کے کسی ہم نشیں نے کہا:مجھے بادشاہ کی رائے اور اس کی امور پر اطلاع بڑی اچھی لگتی ہے،بادشاہ سے یہ معاملہ کیوں کر پوشیدہ رہ سکتا ہے؟اسے اس کی دھوکہ دہی اور دغابازی کا پتہ کیسے نہیں لگتا؟مجھے اس سے بڑی تعجب خیز بات یہ لگتی ہے کہ بادشاہ معاملے کی حقیقت معلوم ہونے کے باوجود بھی درگذر کر دیتے ہیں،بادشاہ نے گیدڑ سے عذر ومعذرت کرنے کے لئے بھیجا،ایلچی جھوٹا پیغام نامہ اس کے پاس لے کر آیا،بادشاہ کو اس سے غصہ آ گیا اور اس نے گیدڑ کو قتل کرنے کو کہا،شیر کی ماں کو اس کی عجلت کا پتہ چل گیا،بادشاہ نے جن لوگوں کو قتل کا حکم دیا تھا،شیر کی ماں نے ان کے پاس اس کے قتل کو مؤخر کرنے کا پیغام بھیجا،وہ اپنے بیٹے کے پاس آئی،اس سے کہا:بیٹے کس قصور کی وجہ سے تم نے گیدڑ کو قتل کرنے کو کہا ہے،اس نے سارا معاملہ کہہ سنایا،ماں نے کہا:بیٹے!تم نے جلد بازی کی ہے،عقل مند عجلت کو ترک کر کے اور تحقیق وتفتیش کے ذریعے ندامت وشرمندگی سے بچ جاتا ہے،جلد باز غیر درست اور کمزور رائے کی وجہ سے ہمیشہ شرمندگی اور عار کے پھل چنتا رہتا ہے،بادشاہ سے زیادہ حزم واحتیاط اور تحقیق وتفتیش کی ضرورت کسی اور کو نہیں ہوتی؛چونکہ عورت اپنے شوہر سے وابستہ ہوتی ہے،لڑکا اپنے والد سے،شاگرد اپنے استاد سے،سپاہی اپنے کمانڈر سے،زاہد دین سے،عوام بادشاہ سے اور بادشاہ تقوی سے اور تقوی کا تعلق عقل سے ہوتا ہے،اور عقل مندی

تحقیق وتفتیش اور معاملہ کی چھان بین میں ہے، ہر چیز کی بنیاد احتیاط ہے، اور احتیاط کی بنیاد یہ ہے کہ بادشاہ اپنے ساتھیوں کی اطلاع حاصل کرے، ان کو ان کے درجہ کے مطابق مرتبہ عطا کرے اور ان کے ایک دوسرے کے معاملات میں دلچسپی لے؛ چونکہ اگر ان میں سے کوئی دوسرے کو ہلاک کرنا چاہے تو وہ اس طرح کر لے گا، میں نے گیدڑ کا بہت زیادہ تجربہ کیا ہے، میں نے اس کی رائے ،امانت اور انسانیت کا اندازہ کیا ہے، میں اس کی تعریف میں رطب اللسان اور اس سے راضی اور خوش ہوں، بادشاہ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اس سے رضامندی کے اظہار اور اس کو امانت دار قرار دینے کے بعد خائن قرار دے، اس کے یہاں آنے کے بعد سے لے کر اب تک مجھے اس کی کسی خیانت کا پتہ نہیں چلا، سوائے عفت و پاکیز گی اور نصیحت وخیر خواہی کے، بادشاہ کو محض گوشت کے ایک ٹکڑے کی وجہ سے اپنی رائے کے بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے، بادشاہ کو چاہئے کہ وہ گیدڑ کے احوال کے بارے میں غور وخوص کرے؛ تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ جس گوشت کو اس نے بطور امانت کے رکھا تھا، اس نے اس سے کوئی تعرض اور چھیڑ خانی نہیں کی ہے، شاید کہ بادشاہ اس بارے میں تفتیش کریں گے تو یہ پتہ چل جائے گا کہ گیدڑ کے کچھ مخالفین ہیں جنہوں نے یہ تدبیر رچی ہے، یہی لوگ اس کے گھر یہ گوشت لے گئے ہیں ،اور انہوں نے ہی اسے وہاں رکھا ہے؛ چونکہ اگر چیل کے پیر میں گوشت کا ٹکڑا ہو تو اس کے پاس سارے پرندے اکھٹے ہو جاتے ہیں، ایسے ہی اگر کتے کے ساتھ ہڈی ہو تو اس کے ساتھ سارے کتے اکھٹے ہو جاتے ہیں، گیدڑ۔۔اس وقت سے لے کر آج تک۔نفع ہی پہنچا رہا ہے، وہ تم کو نفع پہنچانے کی راہ میں ہر نقصان کو برداشت کر لیتا ہے، تم کو راحت پہنچانے کے لئے ہر طرح کی تکان کو سہ لیتا ہے، وہ تم سے کسی بھی راز کو پوشیدہ نہیں رکھتا ہے۔

شیر کی ماں اس کے سامنے یہ باتیں کر رہی تھی کہ اسی دوران شیر کے کچھ بااعتماد لوگ اس کے پاس آئے، انہوں نے گیدڑ کے بے قصور ہونے کی اطلاع دی، گیدڑ کی بے گناہی کے شیر کو معلوم ہونے کے بعد شیر کی ماں نے کہا: بادشاہ کو جن لوگوں نے یہ چال چلی

ہے ان کو چھوٹ نہیں دینا چاہیئے؛ تا کہ یہ لوگ اس سے بڑے گناہ کی جرأت وہمت نہ کر لیں؛ بلکہ اسے یہ چاہیئے کہ وہ ان کو سزا دے، تا کہ وہ یہ حرکت دوبارہ نہ کریں، عقل مند کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ نیکی کے انکار کرنے والے، دھوکہ دہی میں جری، بھلائی سے اعراض کرنے والے، جنہیں آخرت کا یقین نہیں ان سے دوبارہ رجوع کرے، اور انہیں ان کے عمل کا بدلہ دے، تم نے غصہ کی جلدی، لغزش کی زیادتی کو جان لیا، جو معمولی چیزوں سے ناراض ہوتا ہے، وہ زیادہ پر راضی نہیں ہوسکتا، بہتر یہ ہے کہ گیدڑ سے رجوع کرلو، اور اس پر رحم وکرم کرو، تم نے اسے جو رسوا اور ذلیل کیا ہے اس کی وجہ سے اس کی خیر خواہی سے تم کو مایوس نہیں ہونا چاہئے؛ چونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں، جنہیں کسی حالت میں نہیں چھوڑا جاسکتا، یہ وہ ہوتا ہے جس کی شرافت ونجابت، وعدہ وفائی، شکر گذاری، وفاداری، لوگوں سے اس کی محبت، کینہ وحسد سے اس کا پاک ہونا، اس کی تکلیف سے دوری، اس کا دوستوں اور ساتھیوں کو برداشت کرنا، گرچہ ان کی وجہ سے اس پر کس قدر بوجھ کیوں نہ پڑے، ان تمام چیزوں سے وہ مشہور ومعروف ہوتا ہے، جس کی دوستی کو ترک کرنا چاہیئے یہ وہ ہوتا ہے، جو بدمزاجی، بے وفائی، عہد شکنی، ناشکری، رحم وکرم سے دوری اور آخرت کے ثواب وعقاب کے انکار کے اوصاف سے مشہور ہوتا ہے، تم گیدڑ کو اچھی طرح جانا ہے، اور بہتر طریقے سے تم نے اس کا تجربہ کیا ہے، تم کو اس کی دوستی برقرار رکھنا چاہئے۔

شیر نے گیدڑ کو بلایا، اس سے جو غلطی ہوئی تھی اس سے معذرت کی، اور اس سے اچھائی اور بہترین سلوک کا وعدہ کیا، ااور کہا: میں تم سے معذرت کرتا ہوں، اور تم کو تمہارے رتبہ اور مقام تک دوبارہ پہونچا دیتا ہوں، گیدڑ نے کہا: سب سے بدتر دوست وہ ہوتا ہے جو اپنی منفعت اور مفاد کے لئے اپنے ساتھی کے نقصان کے درپے ہوتا ہے، اور وہ اپنے آپ کو جس نگاہ سے دیکھتا ہے اس نگاہ سے اپنے دوست کو نہیں دیکھا، یا وہ اپنی خواہش کی پیروی میں غیر درست اور ناحق راستے سے اس کو راضی کرنا چاہتا ہے، اس طرح کی چیزیں دوستوں کے درمیان ہوتی رہتی ہیں، بادشاہ کی جانب سے مجھ سے جو سلوک کیا گیا وہ معلوم ہوا، لہٰذا جن لوگوں کے بارے میں مجھے اعتماد نہیں یا جس کے ساتھ میرا رہنا

مناسب نہیں ،اس کے بارے میں میرے اطلاع دینے کی صورت میں بادشاہ میرے اوپر سختی نہ کرے؛ چونکہ بادشاہوں کو ان کے ساتھ رہنا مناسب نہیں جنھوں نے اسے تکلیف پہونچائی ہے اور نہ ہی ان کو بالکل چھوڑ دینا مناسب ہے؛ چونکہ صاحبِ مقام ومرتبہ کو جب عہدے سے معزول کیا جاتا ہے تو وہ اپنی اس دوری اور معزولی کی حالت میں بھی عزت واحترام کے قابل ہوتا ہے،شیر نے اس کی بات کی طرف توجہ نہیں کی ، پھر اس سے کہا: میں نے تمہاری طبیعت اور فطرت اور تمہارے اخلاق وعادات کا اندازہ لگالیا ہے،تمہاری امانب ، وفادری ، سچائی کو پہچان لیا ہے،اور ان لوگوں کی چاہوں اور تدبیروں کا بھی مجھے پتہ چلا جنھوں نے تمہارے خلاف ابھارنے کے لئے جھوٹ کہا ہے، میں اپنی جانب سے تم کو شریف اور کریم شخص کا مرتبہ عطا کرتا ہوں،شریف اور نیک شخص محض ایک احسان اور بھلائی کی وجہ سے بہت ساری بے ادبیوں کو بھلا دیتا ہے،ہم دوبارہ تم پر اعتماد کرتے ہیں تم بھی ہم پر پھر سے اعتماد اور بھروسہ کرو؛ چونکہ اس میں ہماری اور تمہاری دونوں کی خوشی ہے،اس طرح گیدڑ کو اس کے پہلے منصب اور عہدے پر فائز کیا گیا، بادشاہ نے اس کا بہت زیادہ اکرام واحترام کیا، دن بدن بادشاہ سے اس کی قربت اور نزدیکی بڑھتی رہی۔

ایلاذ، بلاذ اور ایراخت

دبشلیم بادشاہ نے بید با فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے ان چیزوں کی مثال بتلاؤ جن کا اپنے لئے التزام کرنا، اس سے اپنی سلطنت کی حفاظت کرنا اور اس سے اپنی حکومت کو مضبوط کرنا بادشاہ کے لئے ضروری ہے، اور یہی چیز اس کے لئے اساس وبنیاد کی حیثیت رکھتی ہو، کیا وہ بربادی ہے، یا انسانیت یا بہادری یا سخات، بید با نے کہا: بادشاہ جس چیز سے اپنی حکومت اور سلطنت کی زیادہ حفاظت کرسکتا ہے وہ بردباری ہے، اسی سے سلطنت کو دوام حاصل ہوتا ہے، بردباری، رحم وکرم ہی یہ ہر چیز کی اصل اور بنیاد ہے، اریہی بادشاہوں کے یہاں بہترین چیز ہوتی ہے، جیسے یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ تھا جس کا مام ''بلاذ'' تھا، اور اس کا ایک وزیر تھا جس کا نام ''ایلاذ'' یہ عبادت گذار اور عابد وزاہد شخص تھا، ایک رات بادشاہ سو گیا تو اس نے اپنی نیند کی حالت میں آٹھ خوفناک اور ڈراونی خواب دیکھے، وہ ڈر کر اٹھ بیٹھا، اس نے برہمنوں کو بلایا: تا کہ یہ عابد وزاہد لوگ اس کے خواب کی تعبیر بیان کرسکیں، جب یہ لوگ بادشاہ کے سامنے آموجود ہوئے تو بادشاہ نے ان کو اپنا خواب کہہ سنایا، ان تمام لوگوں نے اکٹھے ہو کر کہا: بادشاہ نے تو نہایت حیران کن اور عجیب چیز دیکھی ہے، اگر بادشاہ ہمیں سات دن کی مہلت دیں تو ہم اس کی تاویل بتادیں، بادشاہ نے کہا: تم کو مہلت ہے، وہ بادشاہ کے پاس سے نکل گئے، پھر وہ اپنے میں ایک شخص کے گھر پر جمع ہوئے، آپس میں منصوبہ بندی کی، اور کہا: تم لوگوں نے بڑی مقدار میں علم پایا ہے، اس سے تم اپنا بدلہ لے سکتے ہو، اور اس بادشاہ کو سزا دے سکتے ہو، تمہیں پتہ ہے کہ جس نے کل ہم میں کے بارہ ہزار لوگوں کو قتل کیا تھا، ہم اس کے راز سے واقف ہوگئے ہیں اور اس نے ہم سے اپنے خواب کی

تعبیر پوچھی ہے، آؤ ہم اس کو سخت بات کہہ دیتے ہیں، اور اس کو خوف واندیشے میں مبتلا کرتے ہیں، تاکہ وہ اس خوف اور ڈر کی وجہ سے ہماری مراد اور مقصد کو کر گذرے، ہم یوں کہیں گے: تم اپنے پسندیدہ اور محترم لوگوں کو ہمارے حوالہ کردو ہم انہیں قتل کردیں؛ چونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پایا ہے کہ جو خواب تم نے اپنے بارے میں دیکھا ہے اور جس مصیبت میں تم مبتلا ہوئے ہو یہ مصیبت تمہارے ہمارے ذکر کردہ لوگوں کے قتل کئے بغیر دور نہیں ہوسکتی، اگر بادشاہ یہ کہے: تم کس کو قتل کرنا چاہتے ہو ان کے نام بتلاؤ، تو ہم کہیں گے جویر یہ محمودۃ کی ماں ملکہ ایراخت جو تمہاری سب سے اچھی عورت ہے، تمہارا محبوب سب سے برتر لڑکا جُویر، تمہارے معزز بھائی کا بیٹا، تمہارا دوست ایلاذ، تمہارے معاملادت وامور کا ذمہ دار ''کاآلا'' محرر جو تمہارا راز دار بھی ہے، تمہاری بے نظیر تلوار، تمہارا وہ ہاتھی جس کی رفتار کو گھوڑے بھی نہیں پاسکتے، تمہارا وہ گھوڑا جو جنگ میں تمہاری سواری کے طور پر استعمال ہوتا ہے، یہ چیزیں مقصود ہیں، ایسے ہی وہ دو بڑی ہاتھیاں جو نر ہاتھی کے ساتھ رہتے ہیں، ایسے ہی تیز رفتار، طاقتور بختی اونٹ، ایسے ہی ہمارا ٹارگٹ کباریوں، حکیم، فاضل، امور کا واقف کار بھی ہے؛ تاکہ اس نے ہمارے ساتھ یہ جو معاملہ کیا ہے اس کا بدلہ اس سے لے سکیں، پھر ہم کہیں گے: بادشاہ سلامت! آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ ہم نے جن کا نام لیا ہے ان کا قتل کردیں، پھر ان کا خون ایک حوض میں بھر کر آپ اس میں بیٹھ جائیں۔ جب آپ حوض میں سے نکلیں گے تو ہم برہمن لوگ چاروں طرف سے آپ کا چکر لگائیں گے اور آپ پر منتر پڑھ کر پھونک ماریں گے، اور تمہارے خون کو صاف کریں گے اور آپ کو پانی اور خوشبودار تیل سے غسل دیں گے، پھر آپ یہاں سے اپنے شاندار گھر میں جائیں گے، اس طرح اللہ عزوجل آپ کی اس مصیبت کو جس کا آپ کو خوف ہے دور کردے گا، بادشاہ سلامت اگر آپ صبر وضبط سے کام لیں گے، آپ کے جو اعزاء واقرباء کا ہم نے ذکر کیا ہے ان کے بارے میں آپ راضی ہوجائیں گے اور انھیں اپنے لئے قربان کردیں گے تو آپ اس مصیبت سے نجات پاجائیں گے، اس طرح آپ کی حکومت وسلطنت محفوظ و مامون ہوجائے گی اور بعد میں

آپ جس کو چاہیں گے اپنا جانشین بنائیں گے، اور اگر آپ اس طرح نہ کریں گے تو ہم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ آپ کی سلطنت چلی جائے یا آپ ہلاک ہو جائیں۔ اگر بادشاہ ہمارا کہا مان لے تو ہم انھیں جس طرح چاہیں گے بری طریقے سے قتل کر سکیں گے۔

کجب یہ لوگ اپنی سازش کے بارے میں متفق ہو چکے تو ساتویں دن بادشاہ پاس آئے، اور اس سے کہا: بادشاہ سلامت! ہم نے اپنی کتابوں میں آپ کے خواب کی تعبیر دیکھی ہے، ہم نے اس بارے میں آپس میں غور وخوض کیا ہے، اے نیک اور پاکباز بادشاہ تمہارے لئے عزت وعظمت ہو، ہم اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار صرف خلوت اور تنہائی میں کر سکتے ہیں، بادشاہ نے اپنے پاس کے لوگوں کو باہر نکال دیا، اور ان سے خلوت کی، انہوں نے اپنی سازش اور مکر کے بارے میں بادشاہ کو بتلادیا، بادشاہ نے کہا: یہ لوگ جو میری ذات کے برابر ہیں اگر میں انھیں قتل کر دوں تو اس کے بعد موت میری لئے زندگی سے بہتر ہوگی، یقینا میں اس وقت ایک بے جان لاشہ ہوں، زندگی بالکل مختصر ہے، میں تو ہمیشہ ہمیش کے لئے بادشاہ نہیں رہوں گا، تب تو میرے لئے موت اور ان اعزاء واحباب کی جدائیگی دونوں برابر ہیں، اس سے برہمنوں نے کہا: اگر آپ غصہ نہ ہوں تو ہم اس بارے میں بتلادیں گے، بادشاہ نے ان کو اجازت دی، ان لوگوں نے کہا: بادشاہ سلامت! جس وقت آپ نے دوسروں کی جان کو اپنی جان سے عزیز قرار دیا تو آپ نے یہ بات درست نہیں کہی، آپ اپنی جان کی اور اپنی سلطنت کی حفاظت کیجئے ،اور آپ یہ کام کر گذر یئے جس میں یقینی طور پر بڑی امید ہے، اور اپنی اس سلطنت کے ذریعے ،اپنی اس رعایا کے بیچ جن کے ذریعے آپ کو یہ مقام شرافت وکرامت حاصل ہوا ہے، آپ اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچایئے، آپ اس بڑے معاملے کو ترک کر کے اس کمزور رائے کو نہ اپنائیں اس طرح آپ اپنے محبوبوں کے لئے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال دیں، بادشاہ سلامت! یہ جان لیجئے کہ انسان زندگی کو اپنی جان کی محبت کی وجہ سے پسند کرتا ہے، اور وہ جن سے محبت کرتا ہے ان سے زندگی میں لطف اندوز ہونے کے لئے محبت کرتا ہے، آپ کی جان کا دارومدار اللہ عزوجل کے بعد آپ کی سلطنت سے ہے، آپ

نے اپنی یہ سلطنت کئی مہینوں اور سالوں میں بڑی مشقت کے بعد حاصل کی ہے،آپ کا اس کو چھوڑنا یا اس کو معمولی اور حقیر سمجھنا درست نہیں ہے۔آپ ہماری بات سن لیجئے ،آپ اپنے لئے اس فیصلہ کے بارے میں غور وخوض کیجئے ،اس کے علاوہ ہر چیز کو ترک کر دیجئے ؛چونکہ اس سے جان کو خطرہ نہیں ہے، جب بادشاہ نے دیکھا کہ برہمنوں نے اسے اس قدر سخت بات کہہ دی ہے،اور گفتگو میں اس قدر جرأت آمیز لب ولہجہ اختیار کیا ہے،تو اس کا غم وغصہ اور زیادہ بڑھ گیا،اور وہ ان کے بیچ سے اٹھ کر چلا گیا،او راپنے کمرے میں آ گیا،اپنے چہرے کے بل گر کر رونے لگا،اوراس طرح الٹ پلٹ کرنے لگا جیسے بغیر پانی کی مچھلی الٹ پلٹ کرتی ہے،اور اپنے آپ میں یوں کہنے لگا: کہ مجھے پتہ ہے،میرے لئے ان دونوں میں سے کونسی چیز عظیم اور برتر ہے،حکومت یا اقرباء کا قتل؟ میں زندگی بھر ہر گز خوشی حاصل نہ کر پاؤں گا،میری سلطنت تو ہمیشہ برقرار نہیں رہنے والی،اور مجھے میری سلطنت سے بھی میرا مطلب حاصل نہیں ہونے والا،اگر میں ''ایراخت'' کو نہ دیکھوں تو زندگی میں یکا وتنہا ہو جاؤں گا۔اگر میرا وزیر ''ایلاذ'' ہلاک ہو جائے تو میں اپنی سلطنت کو کیسے برقرار رکھ سکوں گا؟ اگر میرا سفید ہاتھی اور تیز رفتار گھوڑا نہ رہے تو میں اپنے آپ پر کیسے قابو پا سکوں گا، برہمنوں نے جن کا قتل کرنے کو کہا ہے،ان کے قتل کے بعد میں بادشاہ کیسے کہلاؤں گا؟ ان کے بعد میں دنیا کو لے کر کیا کروں گا؟ پھر بادشاہ کی غم واندوہ کی بات ہر طرف پھیل گئی، جب ایلاذ نے بادشاہ کو لاحق یہ غم وحزن دیکھا تو اس بارے دانائی اور باریکی کے ساتھ غور وخوض کیا،اور کہا: میری لئے یہ مناسب نہیں کہ میں بادشاہ کے پاس جا کر،اس کے مجھے بلائے بغیر اس کے اس تکلیف دہ معاملے کے بارے میں دریافت کروں، پھر وہ ایراخت کے پاس گیا اور کہا: جس وقت سے میں بادشاہ کی خدمت کر رہا ہوں اس وقت سے لے کر اب تک اس نے کوئی کام میرے رائے اور مشورے کے بغیر نہیں کیا، مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ وہ مجھ سے کوئی ایسا معاملہ چھپا رہے ہیں جسکا مجھے پتہ نہیں، مجھے بادشاہ میں کوئی چیز نظر بھی نہیں آرہی ہے، میں نے بادشاہ کو چند راتوں سے برہمنوں کی جماعت کی جماعت سے تنہائی میں ملاقات کرتے دیکھا ہے،وہ ان راتوں

میں ہم سے غائب رہے، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ بادشاہ نے ان کو اپنی کسی راز سے مطلع کر دیا ہے، میں اس بارے میں مامون نہیں ہوں کہ انہوں نے اسے کوئی نقصان پہنچانے والا یا اسے کسی مصیبت میں مبتلا کروانے والا مشورہ دیا ہو،تم اٹھو اور اس کے پاس جا کر اس بارے میں اور اس کی اس حالت کے بارے میں دریافت کرو جس حالت میں بھی وہ مبتلا ہے، پھر اس کے بارے میں مطلع کرو، میں چونکہ اس کے پاس نہیں جا سکتا۔ ہوسکتا ہے برہمنوں نے اسے کوئی چیز خوبصورت بنا کر پیش کر دی ہے اور اسے کسی غلط اقدام پر ابھارا ہے، کبھی مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ جس نے بادشاہ کو پیدا کیا وہ جب کسی پر غصہ میں آتا ہے تو وہ کسی سے نہیں پوچھتا، اس کے پاس چھوٹے بڑے معاملات برابر ہوتے ہیں، ایراخت نے کہا: میرے اور بادشاہ کے بیچ کچھ ناراضگی ہے، میں اس وقت تو اس کے پاس نہیں جا سکتی، اس سے ایلاذ نے کہا: اس جیسی چیزوں میں تمہیں اس سے کینہ نہیں ہونا چاہئے، بادشاہ کے پاس تمہارے علاوہ کوئی نہیں جا سکتا، میں نے اسے اکثر و بیشتر یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جب بھی مجھے بہت زیادہ غم ہوتا ہے تو میں ایراخت کے پاس جاتا ہوں تو یہ میرا غم کافور ہو جاتا ہے، جاؤ جا کر اس سے درگذر کر دو، اور اس سے ایسی بات کرو جس کے بارے میں تم یہ جانتی ہو کہ جس سے اس کا دل مطمئن ہوتا ہو، اور اسکا یہ غم جاتا رہتا ہو اور یہ دیکھو کہ اس کا جواب کیا ہوتا ہے؛ چونکہ اس میں ہمارے اور اہل سلطنت کے لئے بڑی راحت کا سامان ہے، ایراخت گئی، بادشاہ کے پاس جا کر، اس کے سر کے پاس بیٹھ گئی، اور کہنے لگی، بادشاہ سلامت آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے برہمنوں سے کیا سنا ہے؟ میں آپ کو غم زدہ دیکھ رہی ہوں؟ آپ کو کیا ہو گیا ہے بتلایئے، ہم کو بھی آپ کے ساتھ غم میں شریک ہونا چاہئے، اور اپنی طرف سے ہمدردی کرنا چاہئے، بادشاہ نے کہا: مالکن! آپ میرے معاملہ کے بارے میں دریافت نہ کیجئے، اس سے میرے غم اور تکلیف میں اضافہ ہوگا، یہ ایسی چیز ہے کہ تم کو اس بارے میں دریافت نہ کرنا چاہئے، اس نے کہا: کیا آپ کے پاس کوئی ایسا صاحبِ مرتبت شخص ہے جو اس دریافتی کا لائق ہو؟ لوگو ں میں سے سب سے زیادہ قابلِ تعریف عقل والا وہ شخص ہوتا ہے، جب اس کو کوئی

مصیبت درپیش ہوتی ہے تو اپنے آپ کو بے پناہ کنٹرول میں رکھتا ہے اور خیر خواہ لوگوں کی باتوں پر کان دھرتا ہے اس طرح اس مصیبت سے حیلہ ، تدبیر، عقلمندی تحقیق تفتیش اور مشاورت سے نجات پاتا ہے، بڑے سے بڑا گنہ گار بھی رحمتِ خداوندی سے مایوس نہیں ہوتا، آپ کو کچھ غم وافسوس نہیں کرنا چاہئے ، یہ تقدیری فیصلوں کو نہیں ٹالتے ؛ بلکہ یہ تو جسم کو دبلا کر دیتے ہیں اور دشمن کی صحت وتندرستی کا باعث ہوتے ہیں، اس سے بادشاہ نے کہا: مجھے کسی چیز کے بارے میں دریافت نہ کرو، تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے، جس چیز کے بارے میں تم مجھ سے دریافت کر رہی ہو اس میں کوئی خیر نہیں ہے؛ چونکہ اس کا انجام کار میری، تمہاری اور میرے اہل سلطنت کے بہت سے افراد کی ، جو میری ذات کے برابر ہیں ہلاکت ہے؛ چونکہ برہمنوں کا یہ خیال ہے کہ :تمہارا اور بہت سارے میرے محبوبوں کا قتل ناگریز ہے، تمہارے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں ، جو بھی اسے سنے گا تو اسے غم لاحق ہوگا۔

ایراخت نے جب یہ سنا تو گھبرا گئی، اس کی دانائی اور عقلمندی نے اسے بادشاہ کے سامنے جزع فزع کے اظہار سے روک دیا، اس نے کہا: بادشاہ سلامت! میری ایک ضرورت ہے میری آپ سے محبت اور میری جانثاری مجھے اس کے مطالبہ کرنے پر ابھار رہی ہے، اور یہ آپ کو نصیحت ہے، بادشاہ نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میری آپ سے یہ خواہش ہے کہ آپ اس کے بعد کسی برہمن پر بھروسہ نہ کریں، اور نہ اس سے کسی بارے میں مشاورت کریں، جب تک آپ خود اپنے بارے میں چھان بین نہ کرلیں، پھر آپ اس بارے میں معتبر اور معتمد لوگوں سے کئی بار مشورہ نہ کرلیں؛ چونکہ قتل غیر معمولی چیز ہے؛ چونکہ آپ مجھ کو زندہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ، یوں کہا جاتا ہے کہ: اگر تم کوئی ایسا قیمتی پتھر (جوہر) ملے، جس میں کوئی بھلائی نظر نہ آ رہی ہو تو اسے اپنے ہاتھ سے پھینک نہ دے، جب تک کہ کسی معلومات والے کو نہ دکھا دے، بادشاہ سلامت ! آپ اپنے دشمنوں کو نہیں جانتے یہ جان لیجئے کہ برہمن آپ کو پسند نہیں کرتے ،کل آپ نے انہیں کے بارہ ہزار لوگوں کو قتل کیا ہے، آپ یہ نہ سمجھئے کہ یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، اللہ کی قسم آپ کا

ان کو اپنے خواب کی اطلاع دینا مناسب نہیں تھا، انہوں نے جو کچھ آپ سے کہا ہے، وہ آپ کے اور ان کے درمیان موجود حسد کی وجہ سے ہے، شاید کہ وہ آپ کو آپ کے دوستوں اور عزیزوں کو اور وزیر کو قتل کر دیں اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں، مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر آپ ان کی بات مان لیں اور جن کے قتل کا انہوں نے مشورہ دیا ہے، انھیں قتل کر دیں تو وہ آپ پر کامیاب ہو جائیں اور آپ کی سلطنت پر غلبہ حاصل کر لیں گے، اور اس حالت میں حکومت ان کے ہاتھ آ جائے گی، آپ کباریون حکیم کے پاس چلے جایئے جو کہ ذہین وفطین عالم ہیں، آپ نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے انہیں بتلایئے، آپ کے پاس کے طریقہ کار اور تعبیر وتاویل کے بارے میں دریافت کیجئے۔

جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو اس کو جو غم اور ملال ہو رہا تھا جاتا رہا، اپنے گھوڑے کو لے آنے کے لئے کہا: اس پر سوار ہوا، اور کباریون حکیم کے پاس چل پڑا، جب اس کے پاس پہونچ چکا تو وہاں گھوڑے سے نیچے اترا اور اس کو سجدہ کیا اور اس کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا، اس سے حکیم نے کہا: بادشاہ! کیا حالت ہے؟ آپ کا رنگ مجھے بدلا ہوا نظر آ رہا ہے، اس سے بادشاہ نے کہا: میں نے نیند میں آٹھ خواب دیکھے ہیں، میں نے اسے برہمنوں سے بتلایا تھا، انہوں نے مجھے اپنے خواب کی جو تعبیر بتلائی ہے، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس سے مجھ کو کوئی بڑی مصیبت نہ پہونچ جائے، اور میری سلطنت چھینی جائے، یا میں مغلوب ہو جاؤں، اس سے حکیم نے کہا: اگر تم چاہو تو اپنا خواب مجھ سے بیان کر دو، جب بادشاہ اپنا خواب اس کو بتا چکا تو اس نے کہا: بادشاہ! آپ کو اس بارے میں غم وملال نہ کرنا چاہئے اور نہ اس بارے میں آپ کسی قسم کا خوف کریں، وہ دو لال مچھلیاں جنھیں آپ نے اپنی دم کے بل کھڑے ہوتے دیکھا ہے تو وہ یہ ہے کہ نہاوند کے بادشاہ کا ایلچی آپ کے پاس ایک ڈبہ لے کر آئے گا، جس میں موتی اور سرخ یاقوت کے دو ہار ہوں گے، جس کی قیمت چار ہزار کیلو سونا ہوگا، وہ یہ لے کر آپ کے سامنے آ کھڑا ہوگا، جن دو بطخوں کو آپ کی پشت پر سے اُڑتے ہوئے آ کر اپنے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا ہے، تو وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس بلخ کے بادشاہ کی جانب سے دو گھوڑے ایسے آئیں گے، جن کی

روئے زمین پر کوئی نظیر اور مثال نہ ہوگی، یہ دونوں آپ کے سامنے آموجود ہوں گے، جس سانپ کو آپ نے اپنے بائیں پیر کے پاس سے جاتے ہوئے دیکھا ہے تو یہ ہے کہ آپ کے پاس ''صنجین'' کے بادشاہ کے پاس سے ایک ایلچی خالص لوہے کی بے نظیر تلوار لے کر آئے گا، اور جس سے آپ اپنے جسم کو رنگا ہوا دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس ''کازرون'' کے بادشاہ کے پاس سے ایک ایلچی ایک بہترین لباس جسے ''ارجوانی'' جوڑا کہا جاتا ہے جو اندھیرے میں روشنی دیتا ہے لے کر آئے گا، آپ نے پانی سے اپنے جسم کو دھوتے ہوئے دیکھا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس ''رھزین'' کے پاس سے ایک ایلچی کتان کے کپڑے کا بادشاہی لباس لے کر آئے گا، آپ نے یہ جو دیکھا ہے کہ آپ سفید پہاڑ پر ہیں، تو وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس ''کیدور'' کے بادشاہ کا ایلچی ایک سفید ہاتھی جسکی رفتار کو گھوڑے بھی نہیں حاصل کر سکتے لے کر آئے گا، اور جو آپ نے اپنے سر کے اوپر آگ کے مثل دیکھا ہے تو وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس ''ارزن'' کا بادشاہ کا ایلچی سونے کا ایک تاج لے کر آئے گا جو موتی اور یاقوت سے مرصع ہوگا، اور جس پرندے کو آپ نے آپ کے سر پر اپنی چونچ سے مارتے ہوئے دیکھا ہے، اس کی میں آج وضاحت نہیں کروں گا، یہ بھی آپ کے لئے نقصاندہ نہیں ہے، اس لئے آپ اس کا خوف نہ کریں، اس میں آپ کے چہیتوں کی جانب سے کچھ ناراضگی اور کچھ اعراض کا پہلو ہے، یہ تمہارے خواب کی تعبیر ہے، رہی یہ کشتی دار چادریں تو یہ آپ کے پاس سات دن کے بعد آموجود ہوں گے۔ بادشاہ نے جب یہ سنا تو کباریون کو سجدہ کیا اور اپنے گھر لوٹ گیا۔

سات دن کے بعد قاصدوں کے آمد کی شکل میں یہ تمام بشارتیں برآنے لگیں، بادشاہ نکلا اور تخت شاہی پر آبیٹھا، اور اشراف اور معززین کو آنے کے لئے کہا، کباریون حکیم کی خبر کے مطابق اس کے پاس ہدایا اور تحائف آنے لگے، بادشاہ نے یہ صورتحال دیکھی تو وہ کباریون کے علم سے بہت زیادہ حیرت زدہ رہ گیا، اور کہا: میں نے اپنے خوابوں کو برہمنوں کے سامنے بیان کیا تھا وہ میں نے درست نہیں کیا تھا، پھر انہوں نے مجھے جو کچھ بھی مشورہ دیا تھا، اگر اللہ رب العزت کی رحمت مجھ پر سایہ فگن نہ ہوتی تو میں بھی ہلاک

ہوتا اور دوسروں کو بھی ہلاک کر دیا ہوتا، اس طرح کسی بھی شخص کو عقلمند دوستوں کی ہی بات کو سننا چاہیئے، ایراخت نے بھلائی اور خیر خواہی کا مشورہ دیا تھا، میں نے اسے قبول کیا اور کامیابی کو دیکھنے کے لائق ہوا، اس کے سامنے تحائف کو رکھ دو؛ تا کہ وہ اپنی مند پسند چیز لے لے، پھر اس نے ایلاذ سے کہا: تم تاج اور کپڑے اٹھا کر میرے ساتھ عورتوں کی مجلس میں آجاؤ، پھر بادشاہ نے اپنی سب سے محبوب عورت ''ایراخت اور حورقناہ'' کو اپنے پاس بلایا، اس نے ایلاذ سے کہا: کپڑے اور تاج کو ایراخت کے سامنے رکھ دو، وہ جو چاہے لے لے، تحائف ایراخت کے سامنے رکھے گئے، اس نے اس میں سے تاج لیا، حورقناہ نے سب سے بہتر اور سب سے اچھا لباس لیا، بادشاہ کا یہ معمول تھا کہ وہ ایک رات ایراخت کے پاس اور ایک رات حورقناہ کے پاس رہتا، بادشاہ کا یہ بھی طریقۂ کار تھا کہ جو عورت اس کے پاس شب گذاری کے لئے تیار کی جاتی وہ اسے میٹھا چاول پکا کر کھلاتی، بادشاہ نے ایراخت کی باری میں اس کے پاس آیا، اس نے اس کے لئے کھانا تیار کیا تھا، وہ اس کے ہاتھ میں پلیٹ تھامے ہوئے اور سر پر تاج پہنی ہوئی آئی، حورقناہ کو اس کا علم ہوا، اس کو ایراخت سے غیرت ہوئی، اس نے وہ کپڑے پہن کر بادشاہ کے پاس سے گذر گئی، یہ کپڑے اس کے چہرے کی نورانیت کے ساتھ سورج کی طرح چمک رہے تھے، بادشاہ نے جب اسے دیکھا تو وہ اسے اچھی لگی، پھر وہ ایراخت کی جانب متوجہ ہوا، اور کہا: تم نے جس وقت تاج لیا اور ان بے نظیر کپڑوں کو جس کی مثال ہمارے خزانے میں نہیں ترک کر دیا، تو تو نے بیوقوفی اور جہالت کا کام کیا، جب ایراخت نے بادشاہ کی زبانی حورقناہ کی تعریف، اس کی ثناء خوانی سنی، اور بادشاہ نے اسے بیوقوف قرار دیا اور اس کے انتخاب کی مذمت کی تو اس سے اس کو غیرت ہوئی، اس نے برتن لے کر بادشاہ کے سر پر دے مارا، چاول اسکے چہرے پر بہہ پڑا، بادشاہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، اور ایلاذ کو بلایا، اس سے کہا: دیکھو میں دنیا کا بادشاہ ہوں، اس بیوقوف عورت نے میرے ساتھ یہ کیا سلوک کیا اور میری کیسے بے عزتی کی تم دیکھ رہے ہو، اسے لے جاؤ، اسے قتل کر دو، اس پر بالکل رحم نہ کرو، ایلاذ بادشاہ کے پاس سے نکل گیا اور کہا: میں اسے اس وقت تک قتل نہ

کروں گا، جب تک اس کا غصہ ختم نہیں ہوتا، چونکہ یہ عورت عقل مند، صائب الرائے اوران رانیوں میں سے ہے جس کی عورتوں میں نظیر اور مثال نہیں، بادشاہ اس کے بارے میں اپنے اوپر قابو نہیں پاسکتا، کیوں کے اس نے اسے موت سے خلاصی دلائی ہے، بہت سارے نیک کام کئے ہیں، اوراس سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں، مجھے وہ ضرور یہ کہہ سکتا ہے: کہ تم نے قتل میں تاخیر کیوں نہیں کی تھی، میں اس سے دوبارہ مراجعت کرلیتا، میں اسے اس وقت تک قتل نہیں کروں گا، جب تک بادشاہ اس کے بارے دوبارہ غور وخوض نہ کرلے، اگر میں اسے اپنے کئے پر نادم اور شرمندہ ہوتا دیکھوں تو اسے زندہ اس کے پاس لے آؤں گا، اس وقت میں نے بہت بڑا کام کیا ہوگا اور ایراخت کو قتل سے بچالیا ہوگا، اور بادشاہ کے دل کو رکھ لیا ہوگا اور میں نے اس طرح لوگوں کے یہاں اور زیادہ طاقت حاصل کرلی ہوگی، اور اگر میں اسے خوش وخرم اور اپنی اس رائے میں درستگی کو پانے والا محسوس کروں گا تو پھر اس کے قتل کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

پھر وہ اسے اپنے گھر لے گیا، اور اپنی ایک امانت دار خادمہ کو اس کی حفاظت وخدمت پر لگا دیا؛ تاکہ وہ یہ دیکھے کہ اس کے بارے میں اس کا اور بادشاہ کا کیا رویہ ہوتا ہے، پھر اس نے اپنی تلوار کو خون آلود کیا، اور بادشاہ کے پاس افسردہ ورنجیدہ حالت میں آیا اور کہا: بادشاہ سلامت! میں نے ایراخت کے بارے میں آپ کے حکم کو نافذ کردیا ہے، بادشاہ کا غصہ اس وقت تک ٹھنڈا ہو چکا تھا، اس کو ایراخت کے خوبصورتی اور اس کے حسن وجمال کی یاد آئی تو اسے اس پر بہت افسوس ہوا، وہ اس بارے میں اپنے آپ سے تعزیت کرنے اور مضبوطی کا اظہار کرنے لگا، وہ اس کے باوجود وہ ایلاذ کے بارے میں دریافت کرنے میں حیاء کررہا تھا، کیا تم نے حقیقت میں اس کے بارے میں میرے حکم کو نافذ کردیا ہے یا نہیں؟ اسے ایلاذ کی عقل منداور دانائی سے یہ امید تھی کہ وہ اس طرح نہیں کرے گا، ایلاذ نے بھی اپنی دانش وبینش سے اسے دیکھا اور اس کے معاملے کو جان گیا، اس سے کہا: بادشاہ سلامت! آپ غم اور ملال نہ کریں، چونکہ غم اور ملال میں کوئی فائدہ نہیں، یہ تو بس جسم کو نڈھال اور کمزور کردیتے ہیں، اور صحت کو بگاڑ دیتے ہیں، بادشاہ

سلامت! مجھے جس کے بارے میں بالکل کوئی قدرت اور طاقت نہیں، اس کے بارے میں صبر کیجئے، میں بادشاہ کو ایسی بات بتلانا چاہتا ہوں جو اس کے لئے تسلی کا سامان بنے، اس نے کہا: بتلاؤ۔

ایلاذ نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ دو کبوتر نر اور مادہ نے اپنے گونسلے کو گیہوں اور جو سے بھر دیا تھا، نر نے مادہ سے کہا: جب تک ہمیں جنگل میں اپنے گذارے کا سامان ملتا رہے گا ہم یہاں سے کچھ نہ کھائیں گے، جب موسم سرما آئے گا اور جنگل میں کچھ نہ رہے گا، تو ہم اپنے گھونسلے میں آجائیں گے اور اور یہ کھائیں گے، مادہ اس پر رِضا مند ہو گئی، اور اس سے کہا: ٹھیک ہے جس وقت ان لوگوں نے یہ دانے گھونسلے میں رکھے تھے وہ کچے تھے، نر کہیں چلا گیا، گرمی کے موسم میں دانے سوکھ کر سکڑ گئے، نر جب واپس آیا اس نے دانوں میں کمی دیکھی، اس نے مادہ سے کہا: کیا ہم نے اس بارے میں اتفاق نہیں کیا تھا کہ ہم اس میں سے کچھ نہ کھائیں گے؟ تم نے اس میں سے کیوں کھالیا، وہ قسم کھانے لگی اس میں سے اس نے کچھ نہیں کھایا، وہ اس سے عذر و معذرت کرنے لگی، وہ اس کی بات کو مان نہیں رہا تھا، اس نے اسے چونچ سے مار مار کر ہلاک کر دیا، جب بارش ہوئی اور موسم سرما آ گیا تو دانے تر ہو گئے او گھونسلا پہلے کی طرح ہو گیا، نر نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اسے ندامت اور افسوس ہوا، پھر وہ اپنی مادہ کے باز و لیٹ گیا، اور کہنے لگا: تمہارے بعد میری زندگی اور یہ دانے کس کام کے، اگر میں تمہیں ڈھونڈوں تو نہ پاؤں گا اور تم کو حاصل نہ کر سکوں گا، جب میں نے تمہارے بارے میں غور کیا تھا اور میں نے جو تم پر ظلم کیا ہے اس کا مجھے پتہ چلا، میں اب اس غلطی تدارک نہیں کر سکتا، پھر وہ اسی طرح کرتا رہا، نہ کھانا کھاتا نہ پیتا، ایسے ہی اس کے باز و مر گیا۔

عقلمند سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا، خصوصاً جسے ندامت و شرمندگی کا خوف ہوتا ہے جیسے نر کبوتر نے افسوس اور پشیمانی کا اظہار کیا۔

میں نے یہ بھی واقعہ سنا ہے کہ ایک شخص پہاڑ پر چڑھا، اس کے سر پر مسور کے دال کی ایک ٹوکری تھی، اس نے اسے آرام کرنے کے لئے اپنے کاندھے سے اتار دیا،

درخت سے ایک بندر نیچے آیا، اس نے مٹھی بھر مسور اس میں سے لے لی، اور درخت پر چڑھ گیا۔ اس کے ہاتھ سے ایک دانہ گر گیا، وہ اس کی تلاش میں نیچے اتر گیا، لیکن وہ اسے نہ مل سکا، جس قدر دانے اس کے ہاتھ میں تھے وہ بھی بکھر گئے۔ آپ بھی بادشاہ سلامت، جب کہ آپ کے پاس سولہ ہزار عورتیں ہیں، ان سے دل بہلائی چھوڑ کر حاصل نہ ہونے والی عورت کے تلاش میں ہیں، جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو اسے ایراخت کے ہلاکت کا اندیشہ ہوا، اس نے ایلاذ سے کہا: تم نے اس بارے میں کیوں غور وخوض نہیں کیا؟ بلکہ تم نے صرف ایک بات سنتے ہی جلدی کی، اسی کو مضبوطی سے تھام لیا، اور جو میں نے کہا تھا اس کام کو اسی وقت کر گذرے، ایلاذ نے کہا: جس کی ایک ہی بات ہوسکتی ہو، یہ اس محض اللہ کی ذات ہے، جس کے کلام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، اس کے کلام میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہوتا، بادشاہ نے کہا: تم نے میرا کام بگاڑ دیا، اور ایراخت کو قتل کر کے میرا غم اور افسوس کو بڑھا دیا ہے، ایلاذ نے کہا: دو شخصوں کو غم کرنا چاہئے جو ہر دن گناہ کرتا رہتا ہے، اور جو کبھی بھی اچھا کام نہیں کرتا؛ چونکہ ان کی دنیا کی خوشی اور اس کی آسائش وآرام بہت تھوڑا ہوتا ہے، جب وہ اپنے بدلہ کو دیکھیں گے تو انہیں اس قدر شرمندگی اور ندامت ہوگی کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، بادشاہ نے کہا: میں اگر ایراخت کو زندہ دیکھوں گا تو مجھے کسی چیز کا غم نہیں ہوگا، ایلاذ نے کہا: دو شخصوں کو غم نہیں کرنا چاہئے، جو ہر دن نیکی کی کوشش کرتا ہو اور جو کبھی گناہ نہ کرتا ہو، بادشاہ نے کہا: میں جتنا ایراخت کو دیکھ چکا اس سے زیادہ نہ دیکھ پاؤں گا، ایلاذ نے کہا: دو شخصوں کو نظر ہی نہیں آتا، اندھا، اور جسے عقل نہ ہو، جیسے اندھا آسمان، ستارے، زمین، دوری اور نزدیکی کو نہیں دیکھ سکتا ایسے ہی بے عقل جو اچھائی برائی کو نہیں جانتا، نیکوکاروں اور بدکار کا علم نہیں رکھتا، بادشاہ نے کہا: اگر میں ایراخت کو دیکھتا تو میری خوشی اور مسرت اضافہ ہوتا، ایلاذ نے کہا: دو ہی شخص خوش رہتے ہیں، ایک صاحب بصیرت، دور بین نگاہ شخص، دوسرے عالم، جیسے صاحب بصیرت دنیوی امور کو دیکھتا ہے اور جو کچھ اس کمی، زیادتی یا دوری یا نزدیکی ہے اس پر نظر کرتا ہے، ایسے ہی عالم نیکی اور برائی کو دیکھتا ہے، آخرت کے

اعمال کو جانتا ہے، اور اس کے لئے نجات کی راہیں واضح ہوتی ہیں اور وہ راہ راست پر گامزن ہوتا ہے، ایلاذ نے کہا: دو شخصوں سے دوری اختیار کرنا بہتر ہے، جو یہ کہتا ہے: کہ نہ نیکی ہوتی ہے اور نہ برائی، نہ ثواب ہوتا ہے اور نہ عقاب، جس میں میں مبتلا ہوں، اس میں مجھ پر کوئی الزام نہیں، اور دوسرے وہ شخص جو غیر محرم سے اپنی نگاہ کو نہیں پھیر لیتا، اس کے کان برائی کے سننے سے نہیں رکتے، اور اس کے دل میں جو برائی اور ہوس کا ارادہ ہوتا ہے تو اس سے اپنے دل کے رخ کو نہیں موڑتا، بادشاہ نے کہا: میرے ہاتھ تو ایراخت سے خالی ہو گئے، ایلاذ نے کہا: تین چیزیں خالی ہی ہوتی ہیں، جس نہر میں پانی نہ ہو، جس جگہ کا بادشاہ نہ ہو، جس عورت کا شوہر نہ ہو، بادشاہ نے کہا: ایلاذ تم حاضر جواب ہو، تین شخص حاضر جواب ہی ہوتے ہیں: جو بادشاہ دیتا اور اپنے خزانے نے سے تقسیم کرتا ہو، جو عورت ذی مرتبت، صاحب رتبہ، اور لوگوں کی محبوب اور معشوق ہوتی ہے، اور وہ عالم شخص جسے بھلائی کی توفیق حاصل ہو۔

جب ایلاذ نے یہ دیکھا کہ یہ معاملہ بادشاہ کے لئے بہت مشکل ہو رہا ہے تو اس نے کہا: بادشاہ سلامت! ایراخت زندہ ہے، بادشاہ نے جب یہ بات سنی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی، اور کہا: ایلاذ! میں اس لئے غصہ نہیں ہوا کہ میں تمہاری خیر خواہی اور تمہارے بات کی سچائی کو جانتا تھا، تمہارے علم و دانش کی وجہ سے مجھے یہ امید تھی کہ تم ایراخت کو قتل نہیں کرو گے، اگر چہ اس نے بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے اور سخت بات کہہ دی ہے؛ لیکن ایلاذ تم نے مجھے آزمانا اور اس کے بارے میں شک میں ڈالنا چاہا؛ لیکن تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا، میں تمہارا شکر گذار ہوں، جاؤ اسے لے آؤ، وہ بادشاہ کے پاس سے نکل کر ایراخت کے پاس آیا، اور اسے تزئین و آرائش کرنے کو کہا، اس نے ایسے ہی کیا، وہ اسے لے کر بادشاہ کے پاس چلا، وہ بادشاہ کے پاس کے آئی، اور اسے سجدہ کیا اور اس کے سامنے کھڑی ہو گئی، اور کہے: میں اللہ عزوجل کی تعریف کرتی ہوں، پھر اسکے بعد اس بادشاہ کی تعریف کرتی ہوں جس نے مجھ پر یہ احسان کیا، میں نے اس قدر بڑے قصور اور غلطی کا ارتکاب کیا ہے کہ اس کے بعد میں زندہ اور باقی رہنے کے قابل ہی نہیں تھی، اس نے اپنی

بردباری، شرافت طبع اور رحمت ورأفت کا وسیع مظاہرہ کیا، پھر اس ایلاذ کی تعریف کرتی ہوں جس نے حکم کے نفاذ میں تاخیر کی اور مجھے ہلاکت سے بچالیا؛ چونکہ وہ بادشاہ کے رحم وکرم، اس کی سخاوت وبردباری، اس کی اصل شرافت اور ایفائے عہد کو جانتا تھا، بادشاہ نے ایلاذ سے کہا: تمہارا مجھ پر، ایراخت اور تمام لوگوں پر کتنا بڑا احسان ہے، تم نے اسے میرے قتل کا حکم دینے کے بعد زندگی عطا کی ہے، آج تم نے ہی اسے مجھے دیا ہے، میں برابر تمہاری خیر خواہی اور تدبیر پر بھروسہ کروں گا، تمہاری شرافت وعظمت اب میرے پاس اور بڑھ گئی ہے، تم میری سلطنت کے حاکم ہو، تم اس بارے میں اپنی رائے پر عمل کرو، اور اس کے بارے میں جو چاہو فیصلہ کرو، میں نے یہ ذمہ داری تمہارے سپرد کردی ہے اور تم پر اعتماد کرنے لگا ہوں، ایلاذ نے کہا: بادشاہ سلامت! اللہ عزوجل آپ کی سلطنت اور آپ کی خوشی ومسرت کو قائم ودائم رکھے، میں اس کو ناپسند کرتا ہوں، میں تو آپ کا غلام ہوں؛ لیکن میری ضرورت اور حاجت یہ ہے کہ بادشاہ سلامت ان جیسے امور میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں، جس کے انجام دیئے جانے پر ان کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے اور اس کا انجام غم اور تکلیف ہو، خصوصاً اس جیسی نیک، مشفق ملکہ کے سلسلے میں جس کی روئے زمین پر نظیر نہیں مل سکتی، بادشاہ نے کہا: ایلاذ تم نے بالکل سچ کہا، میں نے تمہاری بات مان لی، میں اس کے بعد کوئی چھوٹا یا بڑا کام ایسا نہیں کروں گا، چہ جائے کہ اس جیسا بڑا کام کر گذروں گا، جس سے مجھے سلامتی اور بچاؤ اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے، جب کہ میں اس کے بارے میں منصوبہ بندی غور وخوض اور دانا لوگوں سے دریافت، اعزاء واقرباء سے رائے ومشاورت نہ کرلوں، پھر بادشاہ نے ایلاذ کو بہترین تحفہ دیا، اور اسے ان برہمنوں پر قابو دے دیا جنہوں نے اس کے دوستوں کے قتل کا مشورہ دیا تھا، ان پر تلوار زنی کی گئی، اس سے بادشاہ اور رعایا کو سکون حاصل ہوا، انہوں نے اللہ کی تعریف کی، اور کباریون حکیم کی اسکی وسعت علمی اور حکمت ودانائی پر مدح سرائی کی، کہ اسکے ہی علم کی وجہ سے بادشاہ، اس کا نیک وزیر اور اس کی بیوی بچ سکی۔

شیرنی، تیرانداز اور شعہر

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سن لی ہے، مجھے اس شخص کی مثال بتلاؤ جو اپنے نقصان کو دیکھ کر قدرت کے باوجود دوسرے کو نقصان پہنچانا ترک کر دیتا ہے، اس کو پہنچنے والی مصیبت اس کے لئے نصیحت اور دوسروں پر ظلم وستم ڈھانے سے روکنے والی ہوتی ہے، فیلسوف نے کہا: لوگوں کو نقصان پہنچانے اور ان کو تکلیف سے دوچار کرنے کے درپے وہی ہوتا ہے جو جاہل اور بیوقوف ہو اور دنیا اور آخرت کے معاملات میں برے انجام کو ملحوظ نہ رکھتا ہو، علم کی کمی بھی ان پر سزا اور عذاب کے نزول کی وجہ بنتی ہے، بسا اوقات ان کے کرتوں کے نتیجے میں ان کو ایسی چیزوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے جو سمجھ سے بالکل باہر ہوتی ہیں۔

چونکہ جو شخص انجام کے بارے میں غور وفکر نہیں کرتا، وہ مصائب سے مامون اور محفوظ نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ تو ہلاکت سے بھی نہیں بچتا، بسا اوقات ناواقف، جاہل بھی دوسروں سے جو مصیبت اسے پہنچ رہی ہے اس سے عبرت حاصل کرتا ہے، پھر وہ دوسروں پر اس طرح کی ظلم وزیادتی کرنے سے باز آجاتا ہے، اور اسے دوسروں کے نقصان پہنچانے سے باز آنے کا نفع اچھے انجام کے طور پر حاصل ہوتا ہے، اس کی مثال شیرنی، تیر انداز اور شعہر (یہ کتے اور گیدڑ کے مانند ایک جانور ہوتا ہے) کی سی ہے، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا تھا؟۔

فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شیرنی جنگل میں ایک چشمے کے پاس رہا کرتی تھی، اس کے دو بچے تھے، وہ اپنے دونوں بچوں کو اپنے کچھاڑ میں چھوڑ کر شکار کرنے چلی گئی، وہاں سے ایک تیرانداز کا گذر ہوا، اس نے ان دونوں کو مار کر قتل کر دیا،

اس نے ان دونوں کی کھال کھینچی اور اسے لے کر اپنے گھر چلا گیا، شیرنی شکار سے واپس ہوئی، اس نے ان دونوں کے ساتھ پیش آنے والے اس عظیم واقعہ کو دیکھا تو تڑپ کر رہ گئی، چلّانے اور شور مچانے لگی، وہیں اس کے پڑوس میں شعھر رہتا تھا، اس نے اس اس کی تڑپ اور چیخ وپکار کو سنا تو اس سے کہا: تم یہ کیا کر رہی ہو، تم کو کیا ہو گیا ہے؟ مجھے بھی تو بتلاؤ، شیرنی نے کہا: میرے بچّوں کے پاس سے ایک تیر انداز کا گذر ہوا، اس نے ان کو مار کر ان کی کھال کھینچی، ان کو اپنے ساتھ لے گیا، اور ان کے ڈھانچے کو یہیں پھینک دیا، اس سے شعھر نے کہا: جلدی نہ کر، اپنے آپ سے انصاف کر، اس تیر انداز نے تمہارے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جو تم دوسروں کے ساتھ کرتی ہو، تم نے بہت ساروں کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے، جس کی مشقت اور تکلیف کو وہ ایسے ہی محسوس کرتے ہیں، جس طرح تم اپنے بچّوں کی مصیبت کو محسوس کر رہی ہو، تم بھی دوسروں کے سلوک کو ایسے ہی برداشت کرو جیسے تمہارے سلوک کو دوسرے برداشت کرتے ہیں؛ چونکہ یوں کہا جاتا ہے: ''جیسے کروگے، ویسے بھروگے'' ہر عمل کا ثواب یا عقاب ہوتا ہے، اور یہ ثواب وعقاب بھی زیادتی اور کمی میں عمل کے برابر ہوتے ہیں، جیسے کھیتی کٹائی کے وقت بیج کے مقدار میں پھل دیتی ہے، شیرنی نے کہا: تم جو کہہ رہے ہو اس کی صاف وضاحت کرو، شعھر نے کہا: تمہاری عمر کتنی ہے؟ سو سال، شعھر نے کہا: تمہاری خوراک کیا ہے؟ شیرنی نے کہا: جانوروں کا گوشت، شعھر نے کہا: کیا تم نے ان جانوروں کو دیکھا ہے جن کا گوشت تم کھاتی ہو، کیا ان کے ماں و باپ نہیں ہوتے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، شعھر نے کہا: میں جس طرح تمہارے شور شرابے، چیخ وپکار کو دیکھ رہا ہوں، ان ماں و باپ کی آوازیں اس طرح سنائی نہیں دے رہی ہیں، یہ مصیبت جو تم پر آن پڑی ہے یہ تمہارے انجام پر نظر نہ کرنے اور اس بارے میں غور وخوض سے کام نہ لینے اور اس کے نقصان سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے، جب شیرنی نے شعھر کی بات سنی تو اس کو یہ پتہ چل گیا کہ یہ خود اس کا کیا دھرا ہے، اس کا یہ عمل ظلم وزیادتی کے قبیل سے تھا، اس نے شکار کرنا چھوڑ دیا، وہ گوشت خوری چھوڑ کر پھل کھانے، زہد وعبادت گذاری میں لگ گئی، جب اسے اس گھنے درختوں والی

دلدلی جگہ کے مالک ''قُمری'' نے ،جس کا گذر بسر پھلوں سے تھا، دیکھا تو اس نے کہا: میں تو یوں سمجھتا تھا کہ اس سال ہمارے درختوں کو پانی کی کمی کی وجہ سے پھل نہ لگے ہوں گے، جب میں نے تمہیں ان پھلوں کو کھاتے ہوئے دیکھا؛ حالانکہ تم گوشت خور ہو، اور تم نے اپنا کھانا پینا اور جو رزق اللہ نے تمہارے لئے طئے کر رکھا تھا چھوڑ دیا، اور تم دوسروں کی روزی روٹی کو کھانے لگے، تو اس کی وجہ سے پھلوں میں کمی واقع ہونے لگی، اب مجھے پتہ چلا کہ درخت سال گذشتہ کی طرح ہی پھل دے رہے ہیں، یہ پھلوں کی کمی تمہاری وجہ سے واقع ہو رہی ہے، تب تو درختوں کے لئے تباہی ہو، پھلوں کے لئے تباہی ہو، اور جن کا گذر بسر پھلوں پر ہوتا ہے ان کے لئے تباہی ہو، یہ کس قدر جلد لقمۂ اجل بن جائیں گے، جب کہ ان کی رزق روٹی میں دوسرے لوگ دخل اندازی کرنے لگیں، اور جن کا اس میں حصّہ نہیں وہ اس پر تسلط جمانے لگیں، شیرنی نے جب قمری کی یہ بات سنی تو اس نے پھل کھانا چھوڑ دیئے، اور وہ گھاس کھا کر عبادت کرنے لگی۔

میں نے یہ مثال تم سے اس لئے بیان کی ہے کہ؛ تاکہ تم کو یہ پتہ چل جائے کہ جاہل ناواقف شخص اپنے نقصان کو دیکھ کر لوگوں کو نقصان پہنچانے سے کیسے باز آجاتا ہے، جیسے شیرنی اس کے بچّوں کے انجام کو دیکھ کر گوشت کھانے سے باز آگئی، اور عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئی، لوگوں کو اس پر زیادہ نظر کرنا چاہیئے، چونکہ یوں کہا جاتا ہے، جس چیز کو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتیں، وہی کام دوسروں کے ساتھ نہ کرو؛ چونکہ اسی میں انصاف اور عدل ہے اور عدل وانصاف میں ہی اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی ہے۔

عابد اور مہمان

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے سے اس شخص کی مثال بیان کروجو اپنے لائق اور شایان شان پیشے کو چھوڑ کر، دوسرے پیشے کو اپناتا ہے اور وہ اسے حاصل نہیں کر پاتا، حیران و ششدر رہ جاتا ہے، فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ سرزمین ''کرخ'' میں ایک عابد زاہد، مرتاض شخص رہا کرتا تھا، اس کے پاس ایک دفعہ ایک شخص مہمان ہوا، اس نے مہمان کی ضیافت کے لئے کھجور منگوائے، ان دونوں نے یہ کھجور کھائے، پھر اس نے مہمان سے کہا: یہ کھجور کس قدر مزید ار اور میٹھے ہیں، یہ ہمارے شہر میں نہیں ہوتے، کاش یہ وہاں بھی ہوتے، پھر اس نے کہا: میرا یہ خیال ہے کہ اپنے علاقے میں اس درخت کو بونے کے لئے اس کے حاصل کرنے میں آپ میری مدد کریں گے؛ چونکہ میں تمہارے علاقے کے پھل اور یہاں کی جگہوں سے واقف نہیں ہوں، اس سے عابد نے کہا: یہ تمہارے واسطے راحت کی چیز نہیں ہے، یہ چیز تمہارے لئے مشکل ہوجائی گے، شاید کہ یہ تمہارے علاقے کے بے شمار اقسام کے پھلوں کے حامل ہونے کے باوجود یہ وہاں راس نہ آئے، تمہارے علاقے میں پھلوں کی بہتات کے باوجود کھجور کی جو کہ نا قابل ہضم اور جسم کے لئے ناموافق ہوتا ہے، اس کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ پھر اس سے عابد نے کہا: وہ شخص عقلمند شمار نہیں کیا جاتا جو نا قابل حصول چیز کی تلاش وجستجو کرتا ہے، تم نیک بخت اسی وقت شمار ہو گے جب تو قابل حصول چیز پر اکتفا کرو گے اور نا قابل حصول چیز سے کنارہ کشی کرو گے، یہ عابد شخص عبرانی بولی بولتا تھا، اس مہمان کو عبرانی زبان اچھی لگی اور وہ اسے بھا گئی، وہ اس کو سیکھنے کی بتکلف کوشش کرنے لگا، اس نے اس پر کئی دنوں تک محنت ومشقت کی، عابد نے اپنے مہمان سے کہا: تم

اپنی بات چیت چھوڑ کر عبرانی گفتگو میں مشقت اٹھا رہے ہو، ہوسکتا ہے کہ تم اسی حالت سے دو چار ہو جاؤ، جس سے کوا دو چار ہوا تھا، مہمان نے کہا: وہ کیسے ہوا تھا۔

عابد نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوے نے ہنس کو ایک پیر اٹھا کر دوسرے پیر پر چلتے ہوئے دیکھا اس کی یہ چال اسے اچھی لگی، اس نے اسے سیکھنے کی کوشش کی، اس پر خوب محنت کی (اپنے آپ کو سیدھایا) لیکن وہ اسے پوری طرح نہ سیکھ پایا، اس سے مایوس ہو گیا، پھر وہ اپنی سابقہ چلن پر عود کر آنے کی کوشش کرنے لگا، معاملہ اس کے لئے مشتبہ ہو گیا، وہ چلنے میں اپنے پیروں کو دور رکھنے لگا، وہ اس طرح پرندوں میں سب سے زیادہ بدچلن نظر آنے لگا (اسی کو اردو میں یوں کہا ہے: کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھول گیا) میں نے یہ مثال تم سے اس لئے بیان کی ہے چونکہ تم مجھے اپنی فطری اور طبعی زبان کو چھوڑ کر عبرانی جس کو اس زبان کے ساتھ کچھ مشابہت نہیں، توجہ کرتے ہوئے نظر آ رہے ہو، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم اس زبان کو حاصل نہ کر پاؤ گے اور اپنی بھی زبان کو بھول جاؤ گے اور تم اپنے اہل وعیال کے پاس واپس لوٹنے کے بعد ان میں سب سے زیادہ ''بدزبان'' بری بولی بولنے والی ہو جاؤ گے؛ چونکہ یوں کہاں جاتا ہے: وہ شخص ناواقف جاہل شمار ہوتا ہے جو ان امور میں تکلف کرتا ہے جو اس کے موافق نہیں ہوتے اور وہ اس کے کام نہیں ہوتے، اس کے آباء واجداد نے اسے اس کی تربیت نہیں دی ہوتی ہے۔

مسافر اور سنار

دبشلیم بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سن لی ہے، مجھے اس شخص کے احوال کی مثال بتلاؤ جو بے موقع بھلائی کر کے اس پر شکر گذاری کا خواہاں ہوتا ہے، فیلسوف نے کہا: بادشاہ سلامت! مخلوق کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں، اللہ عزوجل نے روئے زمین پر جو مخلوقات پیدا کی ہیں جن میں چار پیر بھی چلنے والے ہیں، دو پیر پر بھی، یا دو پر والے بھی، ان میں انسان سے افضل اور برتر کوئی نہیں ہے، لیکن ان سب لوگوں میں سب سے زیادہ عہد کے پاسدار اور پاسباں وہ ہوتے ہیں، جو مقدسات کی حفاظت کرنے والے، بھلائی اور خیر خواہی کے معترف او راس کا کامل حق ادا کرنے والے ہوتے ہیں، ایسے وقت دانا، عقلمند، زیرک بادشاہ اور دیگر لوگوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ موقع اور محل کی مناسبت سے بھلائی اور احسان کریں، بے موقع ایسے شخص کے ساتھ احسان اور نیکی کا معاملہ نہ کریں جو اس کا متحمل اور احسان شناس نہ ہو، اس کے لئے محض رشتہ دار کا رشتہ داری کی وجہ سے انتخاب نہ کریں، جب کہ وہ بھلائی کا لائق اور مستحق نہ ہو، ورنہ ہی اس کے ساتھ کی ہوئی بھلائی اور خیر خواہی کا قدرداں اور معترف ہو اگر دور والے شخص سے جو بھلائی اور خیر خواہی کا قدرداں ہو تو اس سے بھلائی اور بخشش وعطا سے ہاتھ نہ روک لیں؛ چونکہ ایسا شخص ہی حق شناس، انعامات واحسانات پر شکر گذار، خیر خواہ بھلائی کا معترف، سچ گو، نگاہ عرفان رکھنے والا، بھلے اور اچھے اقوال اور افعال کا اثر لینے والا ہوتا ہے، اس طرح جو شخص بہترین عادات وخصلات میں مشہور اور معتمد ہو تو وہ بھی بھلائی اور احسان کا حقدار ہے؛ چونکہ رحم دل، عقل مند ڈاکٹر جانچ پڑتال، خون کی رفتار ودوران کا اندازہ کر لینے، طبیعت کی اچھی طرح جان پہچان او بیماری کی وجہ کو معلوم کرنے کے بعد ہی

علاج ومعالجہ کرسکتا ہے، وہ ان تمام چیزوں کی جانکاری کے بعد ہی دوا وعلاج کے لئے پیش قدمی کرتا ہے، ایسے ہی دانا شخص کو چاہئے کہ وہ کسی کا بھی انتخاب اور اختیار بھی نہایت ہی تحقیق وتفتیش کے بعد کرے، کیونکہ اگر کوئی شخص اصل انسان کی عدالت کی وجہ سے بغیر جانچ اور تحقیق کے پیش قدمی کرے گا تو وہ خطرے میں پڑ جائے گا، وہ ہلاکت اور بگاڑ کے قریب پہونچ جائے گا س، اس کے باوجود بعض اوقات انسان نے اس کمزور وناتواں کے ساتھ بھی خیر خواہی اور بھلائی کی ہے، جس کی شکر گذاری اور احساس نہ شناسی کا اس کو پتہ نہ تھا، اور وہ اس کی طبعی اور فطری حالت کو نہیں جانتا تھا کہ وہ اس کی شکر گذاری کرتا ہے اور اس کا بہتر سے بہتر بدل عطا کرتا ہے، کبھی عقل مند لوگوں سے احتیاط کرتا ہے، ان میں سے کسی کے بارے میں اپنی ذات کو مامون ومحفوظ تصور نہیں کرتا اور کبھی وہ نیولے کو پکڑ کر ایک آستین میں ڈال کر دوسرے آستین سے نکال لیتا ہے، اس شخص کی طرح جو پرندے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے، جو کچھ وہ شکار کرتا ہے، خود بھی اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کو بھی کھلاتا ہے، یوں کہا جاتا ہے عقل مند کو چاہئے کہ وہ کسی کو چھوٹے کو نہ کسی بڑے اور نہ کسی چوپائے کو حقیر اور ناتواں تصور کرے، لیکن اسے ان کو جانچ پرکھ لینا چاہئے، اور پھر وہ ان کے ساتھ اسی قدر احسان کرے، جس قدر ان میں طاقت اور قوت دیکھے، اس بارے میں ایک مثال حکیموں نے بیان کی ہے، بادشاہ نے کہا: وہ کیا ہے؟۔

فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ چند لوگوں نے ایک کنواں کھودا، اس میں ایک سنار، ایک سانپ، ایک بندر، اور ایک ببر گر پڑے، وہاں سے ایک مسافر کا گذر ہوا، اس نے کنویں میں جھانکا، تو اسے آدمی، سانپ ببر اور بندر دکھائی پڑے، اس نے اپنے دل میں سونچا، اور یوں کہا: میرا اخروی اعتبار سے سب سے بہتر عمل یہ ہوگا کہ میں اس آدمی کو ان دشمنوں سے نجات دلا دوں، اس نے ایک رسی لی، اور اسے کنویں میں ڈالا تو ہلکے ہونے کی وجہ سے (سب سے پہلے) اس سے بندر لپک گیا، اور باہر نکل آیا، پھر اس نے رسی دوبارہ ڈالی تو اس سے سانپ لپیٹ گیا، او وہ باہر نکل آیا، پھر اس نے تیسری دفعہ ڈالی، تو اس سے ببر نکل آیا، جس نے اس کے احسان کا شکریہ ادا کیا اور ان تمام لوگوں نے

کہا: اس آدمی کو کنویں سے مت نکالو، کیونکہ یہ انسان سے کم شکر گذار نہیں ہے، پھر خاص طور سے یہ آدمی، پھر بندر نے کہا: میرا گھر ''نوادِرَخت'' نامی شہر کے قریب پہاڑی میں ہے، ببر نے کہا: میں بھی اسی شہر کے ایک کنارے ایک جھاڑی میں رہتا ہوں، سانپ نے کہا: میں بھی اسی شہر کے فصیل بند میں رہتا ہوں، اگر تمہارا گذر کبھی یہاں سے ہو اور تمہاری ہمارے یہاں آمد ہو تو ہمیں آواز دینا ہم تم کو تمہارے احسان اور بھلائی کا بدلہ دیں گے، ،مسافر نے انسان کی ناشکر گذاری کی بات کا جو انہوں نے ذکر کیا تھا، اس پر دھیان نہیں دیا، اس نے رسی ڈالا اور سنار کو نکال لیا، سنار نے اسے سجدہ کیا، اور اس سے کہا: تم نے میرے ساتھ بھلائی اور احسان کیا اگر تم بھی شہر نوار دخت آؤ تو میرے گھر کے بارے میں دریافت کر لینا، میں ایک سنار ہوں، ہوسکتا ہے کہ میں تمہارے احسان کا بدلہ دوں، سنار اپنے شہر چلا گیا، مسافر بھی اپنے رخ پر چل پڑا ایک دفعہ ایسے ہوا کہ اس مسافر کو اس شہر میں کسی ضرورت سے جانا پڑا، وہاں بندر نے اس کا استقبال کیا اور اس کو سجدہ کیا اور اس کے پیروں کو چوما، اور اس سے عذر معذرت کی، اور کہا کہ: بندر کسی طرح کی ملکیت نہیں رکھتے؛ لیکن تم بیٹھو میں ابھی آتا ہوں، بندر گیا اور اچھے اچھے پھل لے آیا، اور اس کے سامنے رکھ دیا، مسافر نے بقدر ضرورت یہ پھل کھائے، اور وہ اس کے پاس سے چل پڑا، ببر سے اس کا سامنا ہوا، وہ اس کے لئے سجدہ ریز ہو گیا، اور کہا: تم نے میرے ساتھ بھلائی کی، تم تھوڑی دیر آرام کرو، ابھی میں آتا ہوں، ببر گیا اور کسی دیوار سے اندر جا کر بادشاہ کی لڑکی کو قتل کر دیا، اور اس کے زیورات کو لے آیا، مسافر کو اس کا علم نہیں تھا، یہ ہار آیا کہاں سے ہے، اس نے اپنے دل میں سونچا: ان جانوروں نے میرے احسان کے بدلے کے طور پر یہ سب دیا ہے، کیا ہی بہتر ہوگا کہ میں سنار کے پاس جاؤں اگر وہ تنگ دست ہوگا، اس کی ملکیت میں کچھ نہ کچھ ہوگا تو وہ اس زیور کو بیچ کر اس کی قیمت وصول کرے گا، کچھ تو مجھے دے گا اور کچھ خود لے لے گا، اس کی قیمت کی جانکاری بھی وہ رکھتا ہے، مسافر، سنار کے پاس گیا، سنار نے اسے مبارک بادی دی، اور اسے گھر میں لے گیا، اس نے اس کے ساتھ یہ زیور دیکھا تو پہچان گیا، یہ زیور اسی نے بادشاہ کی لڑکی کے

لئے بنائے تھے، اس نے مسافر سے کہا: آرام کرو میں ابھی کھانا لے کر آتا ہوں، گھر کا کھانا میں تمہارے لئے اچھا نہیں سمجھتا، پھر وہ یہ سوچتا ہوا نکل گیا کہ یہی موقع ہے میں بادشاہ کے پاس چلا جاؤں اور اس کو (زیور کے بارے میں) سبتلا دو، اس طرح بادشاہ کے پاس میرا رتبہ اور درجہ بڑھ جائے گا، وہ بادشاہ کے دروازے پر گیا، اور اس کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ: جس نے تمہاری بیٹی کو قتل کیا ہے اور اس کے زیورات نکال لئے ہیں وہ میرے پاس موجود ہے، بادشاہ نے لوگوں کو بھیج کر مسافر کو بلا لیا، اس کے ساتھ اس نے زیورات دیکھے تو تاخیر نہیں کی، اور اسے فوراً سزا دینے کو کہا: اور شہر میں اس کو طواف کروا کر سولی پر لٹکانے کا حکم دیا، لوگوں نے مسافر کے ساتھ یہ سلوک کیا تو وہ رونے لگا اور بلند آواز میں کہنے لگا: اگر میں بندر، سانپ اور ببر کی بات مان لیتا اور ان کے انسان کے ناشکرے ہونے کی خبر کو تسلیم کر لیتا تو میرا یہ انجام ہرگز نہ ہوتا، وہ یہ جملہ بار بار کہتا رہا، سانپ نے اس کی یہ بات سنی، اس نے اپنی بل سے نکل کر اسے دیکھ لیا، وہ سخت پریشان ہوا، اس کو بچانے کی تدبیر کرنے لگا، وہ جا کر بادشاہ کے لڑکے کو ڈس لیا، بادشاہ نے اہل علم کو بلا کر اس کی شفاء اور منتر پڑھنے کو کہا، اس سے کچھ نہ ہوا، پھر سانپ اپنی ایک جن بہن کے پاس جا کر اس سے مسافر کے احسان اور بھلائی اور اپنی مصیبت کا ذکر کیا، اس کے حال پر اس کو ترس آیا، وہ بادشاہ کے بیٹے کے پاس جا کر اس کو یہ خیال ڈالنے لگی اور اس سے یہ کہنے لگے: تم اس وقت تک صحت یاب نہیں ہو سکتے جب تک تمہارا جھاڑ پھونک وہ شخص نہ کرے جسے تم نے بے قصور سزا دی ہے، سانپ مسافر کے پا س جیل چلا گیا، اور اس سے کہا: اسی لئے تو میں نے اس انسان کے ساتھ بھلائی کرنے سے منع کیا تھا تم نے میری بات نہیں مانی، اس نے ایک پتہ جو اس کے زہر کا کام آتا تھا اسے لا دیا، اور اس سے کہا: اگر وہ تمہارے پاس بادشاہ کے لڑکے کے جھاڑ پھونک کروانے کے لئے آئیں تو تم اس پتے کے پانی کو پلا دینا وہ صحت یاب ہو جائے گا، پھر جب بادشاہ تمہارے احوال دریافت کرے تو تم سچ بتا دینا، پھر تم خلاصی حاصل کر لوگے (انشاء اللہ) بادشاہ کے بیٹے نے بادشاہ سے بتلایا کہ اس نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: تم اس

وقت تک شفایاب نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم کو وہ مسافر جو بے جا جیل میں ہے، جھاڑ پھونک نہ کرے، بادشاہ نے مسافر کو بلایا اور اس کے لڑکے کو جھاڑ پھونک کرنے کو کہا: اس نے کہا: میں جھاڑ پھونک تو اچھی طرح نہیں جانتا، لیکن میں اسے اس درخت کا پانی پلا دوں گا، وہ اللہ کے حکم سے شفایاب ہوجائیگا، اس نے لڑکے کو پانی پلایا، تو وہ صحت یاب ہوگیا، بادشاہ اس سے بے انتہا خوش ہوا، اس سے تمام واقعہ دریافت کیا، اس نے سارا واقصہ کہہ سنایا، بادشاہ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کو بہترین تحفے اور ہدایا دیئے، او رسنار کو پھانسی کا حکم دیا، لوگوں نے اسے جھوٹ اور ناشکری اور اچھائی کا بدلہ برائی سے دینے کی وجہ سے پھانسی دے دیا، پھر فیلسوف نے بادشاہ سے کہا: سنار کی مسافر کے ساتھ بدسلوکی، اس کو بچانے کے بعد اس کی ناشکری، جانوروں کی شکر گذاری اور بعض کا اس کو خلاصی دلانا، اس میں نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے بے شمار عبرتیں ہیں، غور وفکر کرنے والے کے لئے بے شمار پہلو ہیں، اور اس میں یہ اخلاق ہے کہ وفادار شریف لوگ ،خواہ وہ قریب کے ہوں یا دور کے، ان کے ساتھ احسان اور بھلائی کی جائے؛ چونکہ اس میں درست رائے، خیر اور بھلائی اور نقصان سے دوری ہے۔

شہزادہ اور اس کے ساتھی

بادشاہ نے بیدبا فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سن لی ہے، اگر آدمی دانائی ،عقل مندی اور معاملات میں ثابت قدمی کے ذریعے خیر کو حاصل کرتا ہے تو پھر اس جاہل شخص کا کیا ہوگا (جو اپنی جہالت کے باوجود) جو بلندی مرتبت او ربھلائی کو حاصل کرلیتا ہے، او وہ دانا او رحکیم شخص کا کیا ہوگا (جو اپنی دانائی وبینائی کے باوجود) کبھی مصائب اور نقصانات سے بھی دوچار ہوتا ہے؟ بیدبا نے کہا: جیسے انسان اپنے دو آنکھوں سے دیکھتا ہے اور دو کانوں سے سنتا ہے، ایسے ہی عمل یہ صبر، واستقامت اور دانائی کے ساتھ ہی انجام پاتا ہے، لیکن کبھی اس پر قضاء اور قدر بھی غالب آجاتے ہیں، اس کی مثال بادشاہ کے بیٹے اور اس کے اصحاب کی ہے، بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہوا؟

فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے، چار اشخاص ایک ہی راستے پر جارہے تھے، ان میں ایک بادشاہ کا بیٹا تھا، دوسرا تاجر کا بیٹا، تیسرا ایک خوبصورت شریف آدمی کا لڑکا، اور چوتھا ایک کاشت کات کا لڑکا تھا، یہ تمام کے تمام ضرورت مند تھے، ان کو اجنبی جگہوں میں سخت پریشانی اور مصیبت لاحق ہوئی تھی ،صرف وہ اپنے جسم کے کپڑوں کے مالک تھے، وہ راستہ چلنے کے دوران اپنے بارے میں غور وخوض کرنے لگے، ان میں سے ہر شخص اپنی طبیعت اور فطرت کی طرف رجوع کر رہا تھا، اور اسی سے بھلائی اور خیر کا امید وار تھا، بادشاہ کے بیٹے نے کہا: دنیا کے سارے معاملات قضا اور قدر سے وابستہ ہیں، جو انسان کے مقدر میں ہے وہ بہر حال ہو کر ہی رہتا ہے، تقدیر پر صبر ہی بہترین چیز ہے، تاجر کے بیٹے نے کہا: عقل ہر چیز سے بڑی ہے، شریف کے لڑکے نے کہا: تمہارے ذکر کردہ چیزوں میں خوبصورتی سب سے بہتر چیز ہے، کاشت کار کے بیٹے نے کہا: کام میں جٹ

جانے اورمحنت وجستجو سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔

جب یہ لوگ مطرون نامی گاؤں کے قریب پہونچے، تو شہر کے ایک کنارے بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے، انہوں نے کاشت کار کے بیٹے سے کہا: جاؤ اپنی محنت سے ہماری لئے آج کے کھانے کا انتظام کرو، کاشت کار کا لڑکا گیا اور کسی ایسے کام کے بارے میں دریافت کرنے لگا جس سے انسان چار لوگوں کی روزی کا انتظام کر سکے، اسے لوگوں نے بتلایا کہ لکڑی سے زیادہ قیمتی چیز شہر میں کچھ بھی نہیں، لکڑی یہاں سے ایک فرسخ کی دوری پر ہے، کاشت کار کا لڑکا گیا اور ایک لکڑی کا گٹھر تیار کیا اور اسے شہر لے آیا، اسے ایک درہم کے عوض فروخت کر دیا، اس سے کھانا خریدا، اور شہر کے دروازے پر یہ تحریر لکھا۔ ایک دن انسان کام میں پوری انتھک کوشش کرے تو اس کی قیمت ایک دینار ہے، پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس کھانا لے آیا تو انہوں نے وہ کھالیا، دوسرے دن ان لوگوں نے کہا کہ: جس نے یہ کہا ہے کہ: خوبصورتی سے عزیز اور قیمتی چیز کوئی نہیں، مناسب یہ ہے کہ آج اس کی باری ہو، شریف کا لڑکا شہر جانے کے لئے چل پڑا، اس نے اپنے من میں سونچا، اور کہا: میں تو اچھی طرح کام کرنا نہیں جانتا، میں شہر کیوں کر جاؤں؟ اسے بغیر کھانے کے اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلے آنے میں بھی حیاء آنے لگی، اس نے ان لوگوں سے علحدگی اختیار کرنے کا ارادہ کیا، وہ چل کر ایک بڑے درخت پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، اور نیند کے غلبہ سے سو گیا، وہاں سے شہر کے ایک بڑے آدمی کا گذر ہوا، اس کا حسن وجمال اس کو بھا گیا، اس نے اس خاندانی شرافت ونجابت کے آثار دیکھے، اس کو اس کے حال پر رحم آ گیا، اس نے اسے پانچ سو درھم دیئے، لڑکے نے شہر کے دروازے پر لکھا۔ ایک دن کی خوبصورتی پانچ سو درھم کے مساوی ہوئی ہے۔ وہ دراھم لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا، پھر انہوں نے تیسرے دن صبح تاجر کے لڑکے سے کہا: تم جاؤ اور اپنی عقلمندی اور تجارت کے ذریعے آج کے لئے ہمارے واسطے کچھ لے آؤ، تاجر کا لڑکا چلتا رہا، اسے سمندری کشتیوں میں سے ایک کشتی سامان سے لدی نظر آئی، وہ ساحل پر لنگر انداز ہوئی تھی، کشتی کے پاس کچھ تاجر نکل آئے، وہ کشتی میں موجود سامان خریدنا چاہتے

تھے، وہ کشتی کے ایک کنارے بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے، ان لوگوں نے آپس میں کہا: آج ہم واپس چلے جاتے ہیں، ان سے کچھ خرید نہیں کرتے، جب بازار مندا (سستا) ہو جائے گا تو یہ ہم کو کم قیمت پر دے دیں گے، ہمیں اس کی ضرورت ہے اور یہ سستا ہو جائے گا، وہ دوسرے راستے سے کشتی والوں کے پاس آیا، اس نے ان سے کشتی میں موجود سارا سامان ایک ہزار ادھار دینار کے عوض خرید لیا، اس نے اس سامان کو دوسرے شہر منتقل کرنے کا مظاہرہ کیا، تاجروں نے یہ سنا تو انھیں اس سامان کے ان کے ہاتھوں سے نکل جانے کا اندیشہ ہوا، انھوں نے اس سے یہ سامان ایک ہزار درھم زیادہ پر خرید لیا، اور اس نے باقی رقم کو کشتی والوں کے حوالے کرنے کو کہا: اور نفع کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور شہر کے دروازے پر لکھا...... ایک دن کی دانائی وعقلمندی کی قیمت ایک ہزار درہم ہے ...... چوتھے دن ان لوگوں نے بادشاہ کے بیٹے سے کہا: جاؤ اور جا کر اپنی قضا اور قدر پر اعتماد کے توسط سے کچھ کما لاؤ، بادشاہ کا بیٹا چلا اور شہر کے دروازے کے پاس آیا، شہر کے دروازے میں ایک بیٹھک میں بیٹھ گیا، اتفاق ایسا ہوا کہ وہاں کا بادشاہ مر چکا تھا، اس نے کسی لڑکے یا رشتہ دار کو نہیں چھوڑا تھا، وہ سب وہاں سے بادشاہ کا جنازہ لے کر گذرے، وہ سب کے سب غمزدہ تھے اور یہ غمگین نہیں تھا، وہ اس سے ناواقف تھے، اسے گیٹ مین چوکیدار نے گالی گلوچ کیا، اور اس سے کہا: تم کون ہو؟ تم شہر کے دروازے پر کیوں بیٹھے ہو؟ تم بادشاہ کی موت سے غم زدہ نظر نہیں آتے؟ اسے واچ مین نے دروازے کے پاس سے بھگا دیا، ان کے چلے جانے کے بعد لڑکا وہیں آکر بیٹھ گیا، جب یہ تدفین کے بعد واپس آئے تو اسے چوکیدار نے وہیں دیکھا تو غصہ میں آگیا، اور اس سے کہا: کیا میں نے تم کو یہاں بیٹھنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اس کو پکڑ کر جیل میں ڈلوا دیا، دوسرے دن شہر والے اپنے بادشاہ کے انتخاب کے لئے مشورہ کرنے لگے، ان میں سے ہر شخص اپنی بڑائی ظاہر کر رہا تھا اور دوسرے کو دیکھ رہا تھا، وہ لوگ آپ میں اختلاف کرنے لگے، ان سے چوکیدار نے کہا: میں نے کل ایک لڑکے کو دروازے کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تھا، اسے میں نے ہماری طرح غم زدہ افسردہ نہیں پایا تھا، میں نے اس سے بات کی تو اس نے کچھ جواب نہیں

دیا، میں نے اسے دروازے کے پاس سے بھگا دیا، میں واپس ہوا تو وہ ایسے ہی بیٹھا ہوا تھا، میں نے اسے جاسوس سمجھ کر جیل میں ڈال دیا، شہر کے بڑے اور اشراف لوگوں نے لڑکے کو بلا بھیجا، وہ اسے کر آئے، اس سے اس کے احوال دریافت کئے اور اس کی شہر میں آمد کی وجہ معلوم کی، اس نے کہا: میں فویران کے بادشاہ کا لڑکا ہوں، میرے باپ کے مرنے کے بعد میرے بھائی نے طاقت اور غلبہ سے حکومت حاصل کر لی، میں وہاں سے اپنی جان کے خوف سے بھاگ کر آگیا اور میں اس طرح یہاں تک پہونچا، جب لڑکے نے یہ کہا تو جن لوگوں کا اس کے باپ کی سرزمین جانا ہوا تھا انہوں نے اسے پہچان لیا، اور اس کے باپ کی تعریف کی، پھر ان شرفاء اور عظماء نے لڑکے کو اپنا بادشاہ بنا چاہا، اور وہ اس پر راضی ہو گئے، اس شہر والوں کی ایک روایت تھی، جب کوئی ان کا بادشاہ ہوتا تو اسے سفید ہاتھی پر بٹھاتے اور اسے شہر کے اطراف میں لے جا کر چکر لگاتے، انہوں نے اس کے ساتھ بھی جب یہ روایت اپنائی تو اس کا گذر شہر کے دروازے پر ہوا تو اس نے شہر کے دروازے پر تحریر دیکھی تو اس نے وہاں یہ لکھنے کے لئے کہا: کوشش ومحنت، خوبصورتی وجمال، عقلمندی ودانائی، اور جو کچھ انسان کو دنیا میں بھلائی یا برائی پہونچتی ہے، وہ اللہ عزوجل کے تقدیری فیصلوں کی وجہ سے ہوتا ہے، میں نے یہ اس تحریر میں یہ اضافہ اللہ عزوجل نے مجھے جو شرافت وبھلائی عطا کی ہے اِس کی وجہ سے کی ہے۔

پھر وہ اپنی جگہ گیا اور تخت شاہی پر بیٹھ گیا، اس نے اپنے ساتھیوں کو بلا بھیجا وہ آگئے، اس نے عقلمند کو وزراء میں شامل کر لیا، محنت ومشقت کرنے والے کسانوں میں ملا دیا، اور خوبصورت حسین شخص کو بے شمار مال ودولت عطا کئے جانے کا حکم دیا، پھر اسے وہاں سے جلاوطن کر دیا، تا کہ لوگ اس کے فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں، پھر اس نے وہاں کے علماء اور ذی رائے لوگوں کو بلایا، اور ان سے کہا: میرے ساتھیوں کو تو یہ یقین ہو گیا ہے جو کچھ بھی اللہ عزوجل نے انہیں خیر وبھلائی سے نوازا ہے تو وہ بس اللہ عزوجل کا تقدیری فیصلہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم بھی یہ سیکھ لو اور اس کا یقین کرو، جو کچھ بھی اللہ نے مجھے عطا کیا ہے اور جو کچھ بھی مجھے دیا ہے یہ سب تقدیر کی وجہ سے ہے، نہ تو یہ حسن وجمال کی

وجہ سے ہے نہ عقل ودانائی کی وجہ سے اور نہ محنت اور کوشش کی وجہ سے، مجھے جس وقت میرے بھائیوں نے بھگادیا تھا، مجھے یہ امید نہیں تھی کہ مجھے میرا رزق اور روٹی بھی حاصل ہوگی، چہ جائے کہ میں اس قدر ومنزلت کو پہونچ پاؤں، میں نے کبھی یہ سونچا بھی نہیں تھا کہ مجھے یہ رتبہ حاصل ہوگا؛ چونکہ اس علاقے میں مجھ سے زیادہ حسین وجمیل مجھ سے زیادہ محنتی، اور صاحب رائے حضرات ہیں، مجھے تقدیر یہاں لے آئی کہ میں اللہ عزوجل کی قدرت سے یہ مقام حاصل کرسکا، اس مجمع میں ایک بوڑھا شخص بھی تھا، وہ اٹھ کر کھرا ہوگیا اور اس نے کہا: تم نے عقلمندی ودانائی والی بات کہی، تم نے یہ جو رتبہ حاصل کیا ہے تمہاری امیدیں برآئیں تمہاری ذکر کی ہوئی بات ہماری سمجھ میں آگئی، تم نے جو بتلایا اس میں سچے اترے، اللہ عزوجل نے تم کو جو حکومت اور عزت عطا کی ہے اس کے تم اہل تھے؛ چونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ تم کو عقل اور درست رائے سے نوازا ہے، دنیا اور آخرت میں نیک بخت وہ شخص ہوتا ہے جسے اللہ عزوجل درست رائے عطا کریں، اللہ عزوجل نے ہمارے ساتھ یہ صحیح کیا ہے کہ ہمارے بادشاہ کی موت کے بعد ہمیں تم کو عطا کیا اور ہم نے تمہارا اعزاز واکرام کیا، پھر ایک سیّاح بوڑھا کھڑا ہوا، اس نے اللہ عزوجل کی حمد ثنا بیان کی اور کہا: میں ایک شریف گھرانے کے آدمی کے پاس بچپن میں اپنے سیّاحت سے پہلے خدمت کیا کرتا تھا، جب میں نے ترکِ دنیا کا ارادہ کیا تو میں نے اس آدمی کو چھوڑ دیا، اس نے مجھے بطور اجرت کے دو دینار دیئے تھے، میں نے سونچا ایک کو صدقہ کردوں، اور دوسرے کو اپنے پاس رکھ لوں، میں بازار گیا، میں نے ایک شکاری آدمی کے پاس ایک ہُدہُد کا جوڑا دیکھا، میں نے اس سے ان کا بھاؤ کیا، شکاری نے انہیں دو درہم سے کم دینے سے انکار کردیا، میں نے بہت کوشش کی کہ وہ اسے ایک دینار کے عوض فروخت کردے، اس نے انکار کردیا، میں نے اپنے دل میں کہا: ہوسکتا ہے یہ دونوں نر مادہ بیوی شوہر ہوں، میں ان دونوں کے درمیان جدائیگی کردو، مجھے ان دونوں پر رحم آگیا، میں نے اللہ پر بھروسہ کرکے ان دونوں کو دو دینار کے عوض میں خرید لیا، مجھے یہ ڈر ہوا کہ اگر میں ان کو آباد جگہ میں چھوڑ دیتا ہو......تو ہوسکتا ہے یہ شکار کرلے جائیں یا بھوک اور کمزوری کی وجہ سے اڑ نہ

پائیں، ان پر مصائب آن پڑیں، میں اس سے مامون نہ تھا، میں انھیں ایک نہایت ہری بھری اور بکثرت درختوں والی جگہ لے گیا، جو لوگوں اور آبادی سے بالکل دور تھی، میں نے انھیں چھوڑ دیا تو وہ اڑ گئے اور ایک پھلدار درخت پر جا بیٹھے، جب وہ اس کی بلندی پر پہونچ گئے تو وہ دونوں میرا شکریہ ادا کرنے لگے، میں نے ان میں سے ایک کو دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سنا: اس سیّاح نے ہمیں اس مصیبت سے خلاصی دلوائی ہے جس میں ہم مبتلا تھے، اس نے ہمیں ہلاکت وبربادی سے بچا لیا، ہم کو اس کے اس احسان کا بدلہ چکانا چاہئے، اس درخت کی جڑ میں دنانیر سے بھرا ہوا ایک گھڑا ہے، کیا ہم اسے اسکا پتہ نہ دیں کہ وہ اسے حاصل کرلے، میں نے ان دونوں سے کہا: تم اس خزانے کا جسے آنکھیں نہیں دیکھ پاتی کیسے پتہ بتاؤ گے، حالانکہ تم نے شکاری کا جال کو نہیں دیکھ پائے، ان دونوں نے کہا: جب تقدیری فیصلے اترتے ہیں تو کسی چیز کے وجود سے آنکھیں پھر جاتی ہیں اور بصارت پر پردہ پڑ جاتا ہے، تقدیر نے ہماری آنکھوں سے جال کو ہٹا دیا، اس خزانے سے اس نے ہماری نگاہیں نہیں ہٹائی، میں نے وہ جگہ کھودی مٹی کا برتن نکالا، وہ دنانیر سے بھرا ہوا تھا، میں نے ان دونوں کے عافیت وسکون کی دعا دی، اور ران سے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے تم کو نامعلوم چیزوں کا علم عطا کیا، تم آسمان میں اڑتے ہو اور زمین کے نیچے کی چیزوں کا پتہ دیتے ہو، ان دونوں نے مجھ سے کہا: اے عقل مند! کیا تجھے پتہ نہیں کہ تقدیر ہر چیز پر بھاری ہوجاتی ہے، کوئی بھی تقدیر سے بچ کر نہیں نکل سکتا، میں نے بادشاہ کو جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بتلا دیا، اگر بادشاہ حکم کریں تو میں مال لے آؤں، اور اس کے خزانے اس کو عطا کروں، بادشادہ نے کہا: یہ تمہارے واسطے ہے، بلکہ اور مزید۔

کبوتر، لومڑی اور بگلا

یہ باب اس شخص کے بارے میں ہے جو دوسرے کو رائے اور مشورے دیتا ہے اور خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا، بادشاہ نے فیلسوف سے کہا: میں نے یہ مثال سنی ہے، مجھے اس شخص کی مثال بتلاؤ جو دوسرے کو رائے اور مشورہ دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا (اس رائے کو اپنے لئے نہیں سمجھتا) فیلسوف نے کہا: اس کی مثال، کبوتر، لومڑی او بگلے کی سی ہے، بادشاہ نے کہا: ان کی کیا مثال ہے؟۔

فیلسوف نے کہا: یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک کبوتری ایک لمبے آسمان پر جاتے ہوئے کھجور کے درخت پر انڈے دیا کرتی تھی، حسب معمول کبوتری اس درخت کے آخری سرے پر گھونسلے کو منتقل کر رہی تھی، اس نے جو کچھ بھی گھاس وپھوس گھونسلے کے بنانے کے لئے اوپر لی گئی درخت کی لمبائی اور اونچائی کی وجہ سے اس نے اس میں نہایت تعب وتکان اٹھایا، جب وہ گھاس وپھوس کے حمل ونقل سے فارغ ہو چکی تو گھونسلے میں انڈے دے کر اسے سینکنے لگی، پھر جب انڈے پھٹ کر بچے نکل آئے، تو لومڑی آ گئی، اس نے اپنے علم کے مطابق بچے نکل آنے کا اندازہ کر کے کبوتری سے کئے ہوئے معاہدہ کے مطابق اس کے پاس آئی، لومڑی درخت کے تنے کے پاس آ کر اسے پکارنے اور اوپر چڑھ آنے کی دھمکی دینے لگی، کبوتری نے (اس کے اوپر چڑھ آنے کے ڈر سے) اس کے پاس بچے پھینک دیئے، ایک دن اس کے دو بچے نکل آئے تھے، کہ اس کے پاس بگلہ کا آنا ہوا، وہ آ کر کھجور کے درخت پر بیٹھ گیا، اس نے کبوتر کو غم وملال میں دیکھا تو اس نے اس سے کہا: اے کبوتری! کیوں مجھے تمہارا رنگ فق اور حالت بری نظر آ رہی ہے؟ کبوتری نے اس سے کہا: بگلے میں ایک لومڑی کے مکر وفریب میں آ گئی ہوں، جب بھی میرے دو چوزے نکل آتے ہیں تو وہ

مجھے آکر دھمکی دینے اور درخت کے تنے کے پاس کھڑے ہوکر چیخنے چلّانے لگتی ہے، میں اس سے ڈر کر اپنے بچے اس کے پاس پھینک دیتی ہوں، اس سے بگلے نے کہا: جب وہ تمہارے پاس آکر اس طرح کرے تو تم اس سے یوں کہنا: میں اپنے بچے تمہارے پاس نہیں پھینکوں گی، چاہے تو تم میرے پاس چڑھ آؤ، اپنی آپ کو دھوکہ دو، اگر تم اس طرح کر بھی لوگی (اوپر چڑھ آؤ گی) اور میرے بچوں کو کھالوگی تو میں اڑ کر اپنی جان بچالوں گی، بگلے نے جب اسے یہ تدبیر سکھائی تو وہاں سے اڑ کر نہر کے کنارے آ گئے، لومڑی اپنی معلومات اور گمان کے مطابق (بچے نکل آنے کے وقت پر) وہاں آکر درخت کے نیچے کھڑی ہوگئی، پھر وہ پہلے کی طرح چلّانے اور شور مچانے لگی، کبوتری نے اسے بگلے کی سکھائی ہوئی بات کہنا، اس سے لومڑی نے کہا: مجھے یہ بتاؤ تم کو یہ کس نے تدبیر سکھایا ہے، اس نے کہا: مجھے بگلے نے یہ تدبیر سکھائی ہے، لومڑی وہاں سے نہر کے کنارے بگلے کے پاس آئی، وہ وہاں کھڑا ہوا تھا، اس سے لومڑی نے کہا: اگر تمہارے پاس داہنے جانب کی ہوا آئے تو تم اپنا سر، کس جانب کر لیتے ہو؟ اس نے کہا: بائیں جانب، اس نے کہا: اگر بائیں جانب کی ہوا آئے تو اپنا سر کس جانب کر لیتے ہو؟ اس نے کہا: یا تو داہنے جانب یا اپنے پیچھے کر لیتا ہوں، لومڑی نے کہا: اگر ہوا ہر جانب سے اور سمت سے چلے تو اپنے سر کو کس طرف کرتے ہو؟ اس نے کہا: میں اپنے پروں کے طرف کر لیتا ہوں، تم اپنے سر کو پروں کے نیچے کس طرح کرتے ہو؟ میں نے تمہیں اس طرح کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا ہے، اس نے کہا: کیوں نہیں لومڑی نے کہا: تم یہ کس طرح کرتے ہو دکھاؤ؟ اللہ کی قسم اے پرندوں کی جماعت اللہ نے تم لوگوں کو ہم پر فضیلت دی ہے، تم لوگ ایک گھنٹے میں اس قدر جانکاری حاصل کر لیتے ہو جس قدر جانکاری ہم سال میں حاصل کرتے ہیں، اور تم لوگ اس حد تک پہونچ جاتے ہو جس حد تک ہم نہیں پہونچ پاتے، ٹھنڈک اور ہوا کے وقت اپنے سر کو اپنے پیروں کے اندر کر لیتے ہو تمہیں مبارکبادی ہو، لیکن یہ مجھے دکھلاؤ تو؟ پرندے نے اپنا سر اپنے پر کے نیچے کر لیا، اسی وقت لومڑی اس پر جھپٹ پڑی، اس کو لے کر اسے دانتوں سے یوں چبالیا کہ اس کی گردن چور چور ہوگئی پھر اس نے اس سے کہا: اے اپنے جان کے دشمن! تم کبوتر کو رائے اور مشورے دیتے ہو اور اس کی جان کی

حفاظت کے لئے اسے تدبیر بتاتے ہو اور خود اپنے بارے میں ایسا نہیں کر پاتے، جس کی وجہ سے دشمن تم پر قابو پالیتا ہے، پھر لومڑی نے اسے مار کر کھالیا۔

جب فلسفی اتنی بات کر چکا تو بادشاہ خاموش ہو گیا اس سے فیلسوف نے کہا: بادشاہ سلامت! تم ہزار سال زندہ رہو، اور تم اقالیم سبعہ (سات براعظم) کے مالک بن جاؤ، تمہاری خوشی ومسرت اور تم سے تمہاری رعایا خوشحالی کے ساتھ ساتھ تم کو ہر طرح کے اسباب مہیا ہوں، اور تقدیر بھی تمہارا ہر طرح سے ساتھ دے؛ چونکہ تمہاری عقل اور تمہارا علم مکمل ہو چکا، تمہاری سمجھ بوجھ، بات چیت اور نیت بھی درست ہو گئی، تمہاری رائے میں کچھ کمی نہیں اور نہ تمہاری گفتگو میں کچھ نقص اور عیب ہے، شرافت اور نرم دلی کے تم جامع ہو، دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت بزدلی نہ دکھانا اور کوئی واقعہ پیش آئے تو تنگی اور کھٹن کا احساس نہ کرنا، میں نے اس کتاب میں تمہارے واسطے تمام چیزیں اکٹھا کر دی ہیں اور تم نے اس بارے میں جو کچھ سوال مجھ سے دریافت کئے اس کی وضاحت کر چکا ہوں، میں نے اس میں تمہاری پوری پوری خیر خواہی اور نصیحت کا سامان کر دیا ہے، میں نے اس میں اپنی رائے، نظر وفکر اور انتہائی سمجھ بوجھ کا استعمال کیا ہے، میں نے اپنی سمجھ بوجھ اور نظر وفکر کے استعمال کے ذریعے تمہاری حق کی ادائیگی اور خلوص نیت کا ارادہ کیا ہے، اور میرے بیان کے مطابق نصیحت اور پند وموعظت سے معمور یہ کتاب وجود میں آچکی ہے، باوجودیکہ بھلائی کا حکم کرنے والا، اس بارے میں اس کی اطاعت کرنے والے سے زیادہ اچھا نہیں ہوتا، اور نہ ہی ناصح نصیحت کے بارے میں منصوح سے زیادہ بہتر ہوتا ہے، اور نہ ہی استاذ اپنے شاگرد سے زیادہ نیک بخت ہوتا، بادشاہ سلامت اس کو سمجھ لیجئے، برائی سے بچنے یا بھلائی کو حاصل کرنے کی کوئی طاقت وقوت نہیں مگر اللہ عز وجل کی قدرت سے جو بلند تر اور عظیم تر ہے۔

انتهت ترجمة هذا الكتاب وقد خلت خمسة أيام من شهر ذى الحجة سنة 1430م في اليوم الاثنين في الساعة التاسعة والنصف صباحا، فلله الحمد والمنة في التمام والكمال. (رفیع الدین حنیف، غفر الله له ولوالديه)

واسبغ عليه من اذيال كرمه ونعمه الوسيعة